

فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم

صحیح روایات کی روشنی میں



تالیف
حافظ شیر محمد

مفتی رفیع
حافظ زبیر علی زئی

مکتبہ اہل بیت لاہور

فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم

صحیح روایات کی روشنی میں



تالیف

حافظ شیر محمد

محقق و تصحیح

حافظ زبیر علی زئی

مکتبہ اسلامیہ

حقوق محفوظ ہیں

کتاب فضائل صحابہؓ
ناشر مکتبہ اسلامیہ
اشاعت مئی 2010ء
قیمت



مکتبہ اسلامیہ

بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ پاکستان فون: 042-37244973
جسٹس ایس بیگ بالمقابل شل پھول پوسٹ کوٹوالی روڈ فیصل آباد۔ پاکستان فون: 041-2631204, 2034256
مکتبہ اسلامیہ لاہور فون: 057-2310571
E-mail: maktabaislamiapk@gmail.com

فہرست

- ۵ تعارف
- ۷ اللہ تعالیٰ سے محبت
- ۱۰ اللہ کی محبت حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ تقویٰ
- ۱۳ رسول اللہ ﷺ سے محبت
- ۱۶ قرآن مجید سے محبت
- ۱۸ حدیث سے محبت
- ۲۰ سنت سے محبت
- ۲۳ سیدنا علی بن مریم علیہ السلام سے محبت
- ۳۰ صحابہ کرام سے محبت
- ۳۳ خلفائے راشدین سے محبت
- ۳۶ سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے محبت
- ۴۰ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے محبت
- ۴۲ امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے محبت
- ۴۸ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت
- ۵۵ عشرہ مبشرہ سے محبت
- ۵۸ سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے محبت
- ۶۲ سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے محبت
- ۶۶ سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے محبت
- ۷۰ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے محبت

- ۷۴ سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے محبت
- ۷۹ سیدنا ابوسعیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ سے محبت
- ۸۲ ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے محبت
- ۸۵ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت
- ۹۰ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے محبت
- ۹۳ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے محبت
- ۹۹ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے محبت
- ۱۰۹ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے محبت
- ۱۱۲ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے محبت
- ۱۱۴ سیدنا ابوطالب الانصاری رضی اللہ عنہ سے محبت
- ۱۱۸ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے محبت
- ۱۲۵ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے محبت
- ۱۳۱ تابعین عظام رحمہم اللہ! جمعین سے محبت
- ۱۳۳ امام ابن شہاب الزہری رحمہ اللہ سے محبت
- ۱۳۸ علمائے حق سے محبت
- ۱۴۲ اللہ کے مومن بندوں سے محبت
- ۱۴۹ والدین سے محبت
- ۱۵۲ اولاد سے محبت
- ۱۵۳ ہمسایوں سے محبت
- ۱۵۷ محبت ہی محبت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعارف

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله الامين، اما بعد:

جون ۲۰۰۳ء میں ماہنامہ الحدیث حضور ضلع انک کا پہلا شمارہ شائع ہوا جس میں ”رسول اللہ ﷺ سے محبت“ والا مضمون چھپا تھا اور بعد میں یہ سلسلہ دسمبر ۲۰۰۷ء میں اختتام پذیر ہوا۔ ان مضامین میں قرآن مجید اور صحیح روایات کی روشنی میں ثابت شدہ فضائل پیش کئے گئے جنہیں قارئین الحدیث نے بے حد پسند کیا۔ بعد میں اس سلسلے کو ”محبت ہی محبت“ کے نام سے شائع کیا گیا۔ اب اسے ”صحیح فضائل کا مجموعہ“ کے عنوان سے دوبارہ شائع کیا جا رہا ہے۔ بہت سے لوگ فضائل و مناقب میں ضعیف، موضوع اور بے اصل روایات علانیہ بیان کرتے رہتے ہیں اور اللہ کی پکڑ کا انہیں کوئی ڈر نہیں ہوتا۔ ایک دن ساری مخلوقات کو اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش ہونا اور خاص طور پر جن وانس کو اپنے اقوال و افعال کا حساب دینا ہے۔ اس دن بحر میں کہیں گے: ہائے ہماری تباہی ایہ کیسی کتاب ہے جس میں ہر چھوٹی بڑی بات درج ہے اور وہ اپنے اعمال کو اپنے سامنے حاضر پائیں گے۔ دیکھئے سورۃ الکہف (۲۹) ہر عالم اور غیر عالم پر ضروری ہے کہ صرف وہی بات بیان کرے جو سچی، صحیح اور ثابت ہو۔ آپ کے ہاتھوں میں اس کتاب میں صحیح فضائل کا مجموعہ پیش کر دیا گیا ہے تاکہ خطباء، واعظین، علماء اور عوام صحیح روایات پڑھیں اور یہی روایات آگے لوگوں میں پھیلائیں۔ عقائد، احکام، اعمال اور فضائل کی بنیاد قرآن مجید، صحیح احادیث، اجماع اور صحیح ثابت آثار و سلف صالحین پر ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کوشش کو قبول فرمائے اور ہمیں اپنی رحمت و فضل کے سائے میں ڈھانپ لے۔ آمین

حافظ زبیر علی زئی

۳۔ فروری ۲۰۰۸ء

اللہ تعالیٰ سے محبت

اللہ تعالیٰ زمین و آسمان اور تمام مخلوقات کا خالق ہے۔ اسی نے اپنے دونوں ہاتھوں سے آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا اور ان کی زوجہ حوا علیہا السلام کو پیدا فرمایا اور پھر ان دونوں سے انسانوں کی نسل جاری فرمائی۔ اللہ نے انسانوں اور جاندار مخلوقات کے لئے طرح طرح کے رزق اور نعمتیں پیدا کیں اور وہی مشکل کشا، حاجت روا اور فریاد رس ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا ۚ﴾

اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کر سکتے۔ (النحل: ۱۸)

بے شمار نعمتوں اور فضل و کرم والے رب سے محبت کرنا ہر انسان پر فرض ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ ۚ﴾

اور اہل ایمان سب سے زیادہ اللہ سے محبت کرتے ہیں۔ (البقرہ: ۱۶۵)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تیسری جو نعمتیں کھلاتا ہے ان کی وجہ سے اللہ سے محبت کرو اور اللہ کی محبت کی وجہ سے مجھ سے محبت کرو اور میری محبت کی وجہ سے میرے اہل بیت سے محبت کرو۔

(سنن الترمذی: ۳۷۸۹، مسند احمد: ۱۸، ترمذی: ۲۶)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَأَشْكُرُوا لِلَّهِ إِنْ كُنْتُمْ رِيبًا تَعْبُدُونَ﴾

اور اللہ کا شکر ادا کرتے رہو اگر تم صرف اسی کی ہی عبادت کرتے ہو۔ (البقرہ: ۱۷۲)

(کامل ایمان والے) مومن وہ ہیں جب ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل (خوف و امید کے ساتھ) لرز جاتے ہیں۔ دیکھیے سورۃ الانفال (۴)

نبی ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ

((ثلاث من كن فيه وجد حلاوة الإيمان: أن يكون الله ورسوله

أحب إليه مما سواهما وأن يحب المرء، لا يحبه إلا لله وأن يكره أن
يعود في الكفر كما يكره أن يقذف في النار))

جس شخص میں تین چیزیں ہوں تو اس نے ایمان کی محاسن پائی: (اول) یہ کہ اس
کے نزدیک ہر چیز سے زیادہ اللہ اور رسول محبوب ہوں (دوم) وہ جس سے محبت
کرے صرف اللہ ہی کے لئے محبت کرے (سوم) وہ کفر میں لوٹ جانا اس طرح
نا پسند کرے جیسے وہ آگ میں گرنا نا پسند کرتا ہے۔ (صحیح بخاری، ج ۱۹، صحیح مسلم، ۳۳)

ایک ماں جتنی اپنے بچے سے محبت کرتی ہے اللہ تعالیٰ اس سے بہت زیادہ اپنے
بندوں سے محبت کرتا ہے۔ دیکھئے صحیح بخاری (۵۹۹۹) صحیح مسلم (۲۷۵۴)
ارشاد باری تعالیٰ ہے: میرے بندوں کو بتادو کہ بے شک میں گناہ معاف کرنے والا اور
رحم کرنے والا ہوں۔ (النجم: ۴۹)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿فَلْيَعْبُدِي الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ
رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾

(میری طرف سے) کہہ دو: اے میرے (اللہ کے) بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا
ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ بے شک اللہ (شرک کے سوا) سارے گناہ معاف
فرماتا ہے، بے شک وہ غفور الرحیم ہے۔ (الزمر: ۵۳)

ارشاد باری تعالیٰ ہے: جو لوگ میری وجہ سے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں تو ان کے
لئے میری محبت واجب ہے۔ (مسند احمد، زاد المعاد، ابن حجر، ۳۸۵۵، مسند صحیح)

اللہ سے محبت کا یہ لازمی تقاضا ہے کہ انسان ہر وقت اللہ پر توکل کرے اور اسی پر صبرا و شاکر
رہے۔ ایک دفعہ ایک اعرابی (بدو) نے رسول اللہ ﷺ پر تلواریں اٹھائیں، تجھے مجھ سے
کون بچائے گا؟ آپ ﷺ نے (کمالِ اطمینان سے) فرمایا: اللہ، تو اس اعرابی کے
ہاتھ سے تلواریں گئی۔ (مسند احمد، ۳۹۰۷، زاد المعاد، مسند صحیح، ابن حجر، ۳۸۵۴، ۳۸۵۳)
[تنبیہ: اس روایت کے راوی ابو یوسف جعفر بن ابی وحشیہ نے سلیمان بن قیس البیہقی سے

کچھ نہیں سنا لیکن وہ ان کی کتاب دیکھنے سے روایت کرتے تھے اور کتاب سے روایت کرنا چاہے بطور وجاہہ ہی ہو صحیح ہے بشرطیکہ کتاب کے درمیان واسطے پر جرح یا محدثین کا انکار ثابت نہ ہو۔ واللہ اعلم، غورث بن الحارث الاعرابی کا قصہ اختصار کے ساتھ صحیح بخاری (۲۹۱۰) اور صحیح مسلم (۸۴۳) میں بھی موجود ہے۔ غورث نے واپس جا کر اپنی قوم کے لوگوں سے کہا تھا کہ ”میں اس کے پاس سے آیا ہوں جو سب سے بہتر ہے“ یہ اس کی دلیل ہے کہ غورث مسلمان ہو گئے تھے۔ [۱]

اللہ کے حبیب محمد رسول اللہ ﷺ اپنے رب سے اتنی زیادہ محبت کرتے تھے کہ وفات کے وقت بھی فرما رہے تھے: ((اللهم الوفیق الاعلیٰ))
اے میرے اللہ! اپنی بارگاہ میں اعلیٰ رفاقت عطا فرما۔ (صحیح بخاری ۲۴۶۳ و صحیح مسلم ۴۴۴۴)
اللہ سے محبت کی چند نشانیاں درج ذیل ہیں:

- ① توحید و سنت سے محبت اور شرک و بدعت سے نفرت
 - ② نبی کریم ﷺ سے والہانہ محبت اور آپ کا دفاع
 - ③ صحابہ کرام، تابعین عظام، علمائے حق اور اہل حق سے محبت
 - ④ کتاب و سنت سے محبت اور تقویٰ کا راستہ
 - ⑤ گناہوں اور نافرمانی سے اجتناب
 - ⑥ دین کے بغیر، خلوص نیت کے ساتھ عبادات میں سنت کو مدنظر رکھتے ہوئے انہماک
 - ⑦ معروف (نیکی) سے محبت اور منکر و مکروہ سے نفرت
 - ⑧ کتاب و سنت کے علم کا حصول اور کتاب و سنت کے مقابلے میں ہر قول و فعل کو رد کر دینا
 - ⑨ اتفاق فی سبیل اللہ (اللہ کے راستے میں اس کی رضامندی کے لئے مال خرچ کرنا)
 - ⑩ خوف و امید کی حالت میں کثرتِ اذکار اور دعواتِ ثابتہ پر عمل
- اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے دل اپنی اور اپنے رسول ﷺ کی محبت سے بھر دے اور ہمیں ہمیشہ کتاب و سنت پر گامزن رکھے۔ آمین (۸ سوال ۱۴۲ھ)

اللہ کی محبت حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ”تقویٰ“

اللہ تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿إِنَّا أَكْرَمُكُمْ عِنْدَ اللَّهِ اتَّقُوا اللَّهَ﴾

تم میں سے اللہ کے ہاں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی اور پرہیزگار ہے۔ (الحجرات: ۱۳)

تقویٰ وقایہ سے ماخوذ ہے وقایہ ایسی چیز کو کہا جاتا ہے جس سے سرکڑھانا جانا ہے۔ اس لیے ہر وہ احتیاط اور رویہ وقایہ ہے جس کے ذریعے سے نقصان دہ چیزوں سے بچا جاسکتا ہے۔ تنقاص بھی اسی کے ہم معنی ہے۔ اس اعتبار سے تقویٰ کا مطلب اور مفہوم یہ ہوا کہ انسان اللہ کے عذاب سے بچنے کی کوشش کرے، اللہ کے تمام حکموں کو بجالائے اور اس کی منع کردہ چیزوں سے باز رہے۔ یعنی انسان ہر وقت اللہ کا خوف اور ڈراپنے دل میں رکھے اور ہر کام سے پہلے قرآن وحدیث کو مد نظر رکھے۔ تقویٰ سے انسان کے دل اور دماغ میں ایسی نورانیت پیدا ہوتی ہے جس سے وہ حق اور باطل کو پہچان سکتا ہے۔ ظلمت اور تاریکی کے اندھیرے چھٹ جاتے ہیں اور انسان اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ محبوب اور مقرب بندہ بن جاتا ہے۔

قرآن مجید میں کئی جگہ اللہ تعالیٰ نے تقویٰ اختیار کرنے کی رغبت دلائی ہے۔ سورۃ آل عمران میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقْوَاهُ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے (ایسے) ڈرو (جیسا) اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تم کو موت اس حالت میں آئے کہ تم مسلمان ہو۔ (آل عمران: ۱۰۲)

﴿حَقِّ تَقْوَةٍ﴾ کی تفسیر سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ فرمائی ہے:

”أَنْ يَطَاعَ فَلَا يَعْصِي وَأَنْ يَذْكُرَ فَلَا يَنْسِي وَأَنْ يَشْكُرَ فَلَا يَكْفُرُ“

”تقویٰ کا حق یہ کہ اللہ کی اطاعت ہر کام میں کی جائے، اس کی نافرمانی نہ کی جائے
انسان ہمیشہ اس کو یاد رکھے اور کبھی نہ بھولے اور ہمیشہ اس کا شکر ادا کرتا رہے
یا شکر کی نہ کرے۔“

(تفسیر ابن ابی حاتم ۳/۲۲۷ ج ۲، ۳۹۰۸ دسندہ صحیح، مستدرک الحاکم ۲/۴۹۷ ج ۲، ۳۱۵۹ صحیح علی شرط الطحاوی
ووافق الذہبی، الطبرانی فی الکبیر: ۸۵۰۱، الطبری فی تفسیرہ ۲/۱۹ ج ۲، ۵۳۳ ج ۲، وجام ابن کثیر فی تفسیرہ
۷/۷۰: ”وَحَدِّثُ الْمُسْلِمَ مَوْقُوفٌ“)

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾

پس جتنی تم میں طاقت ہے اتنا اللہ سے ڈرو۔ (التغابن: ۱۶)

یہ درحقیقت ﴿حَقِّ تَقْوَةٍ﴾ ہی کی تفسیر و تشریح ہے۔ انسان کی نجات کا دار و مدار تقویٰ پر ہے
اور اس سے انسان کا رزق بھی بڑھتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ط﴾

اور جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے آسانیاں پیدا کر دیتا ہے اور ایسی جگہ سے
رزق دیتا ہے جہاں سے اس کو وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔ (الطلاق: ۳-۲)

تقویٰ اختیار کرنے سے انسان کے اندر بصیرت اور حق و باطل (کے درمیان فرق)
کی پہچان بھی پیدا ہوتی ہے اور انسان کے سارے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنْ تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا وَيَكْفُرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ط
وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ﴾

اگر تم اللہ سے ڈرو گے تو وہ تمہیں (حق و باطل کے درمیان) فرق کرنے والی
(بصیرت) عطا فرمائے گا اور تم سے تمہاری برائیاں دور کر دے گا اور تمہیں بخش

دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔ (الاحزاب: ۲۹)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: من اکرم الناس؟ لوگوں میں سب سے زیادہ معزز کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ((انفقاہم)) جو ان میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہے۔ (صحیح بخاری: ۳۳۵۳، صحیح مسلم: ۲۳۷۸)

تقویٰ اختیار کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ انسان دنیا کی رنگینیوں سے (دور رہنے کی کوشش کرے) اور خوش رنگ اور دل کو بھانے والی چیزوں سے بچے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إن الدنيا حلوة خضرة وأن الله مستخلفكم فيها فينظر كيف تعملون،

فاتقوا الدنيا واتقوا النساء فإن أول فتنة بني إسرائيل كانت في النساء))

بے شک دنیا شیریں اور سرسبز ہے، اللہ تعالیٰ اس میں تمہیں جانچیں گے، اللہ تعالیٰ سے بچو اور عورتوں سے بچو، کیوں کہ (کے دھوکے) سے بچو اور عورتوں (کے فتنے میں مبتلا ہونے) سے بچو، کیوں کہ بنی اسرائیل کا پہلا فتنہ عورتوں کے بارے میں تھا۔ (مسلم: ۲۷۲۲)

تقویٰ اختیار کرنے کے لیے لازم ہے کہ انسان ہمیشہ ہدایت کے راستے پر چلتا رہے اپنے آپ کو حرام چیزوں سے بچا کر رکھے۔ تقویٰ کا اصل معیار یہ ہے کہ انسان شک والی چیزوں کو بھی چھوڑ دے اور ایسی چیزوں کو اختیار کرے جن میں ذرہ برابر بھی شک نہ ہو۔

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((دع ما يربك إلى ما لا يربك))

ایسی چیز چھوڑ دو جو تم کو شک میں ڈال دے اور اسے اختیار کرو جو تمہیں شک میں نہ ڈالے۔ (سنن ترمذی: ۲۵۱۸، سنن ابوداؤد صحیح و صحیح ابن خزیمہ: ۲۳۳۸، ابن ماجہ: ۵۱۲)

واللہ اعلم بالصواب، (مفت محمد رفیع رحمانی، "مفت محمد رفیع رحمانی")

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((فمن اتقى الشبهات استبرأ لدينه وعرضه))

جو شخص شہے والی چیزوں سے بچ گیا، اس نے اپنے دین اور عزت (دونوں) کو بچا لیا۔

(صحیح بخاری: ۵۲، صحیح مسلم: ۵۹۹)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے دلوں کو تقویٰ کے نور سے روشن کر دے۔ آمین

[الحديث: ٩ ماخوذ]



رسول اللہ ﷺ سے محبت

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((فوالذي نفسي بيده لا يؤمن أحدكم حتى أكون أحب إليه من والده وولده))

پس اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم میں سے کوئی (شخص) اس وقت تک (پورا) مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے والد (والدہ) اور اپنی اولاد سے زیادہ مجھ سے محبت نہ کرے۔ (صحیح بخاری: ۱۳)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((لا يؤمن أحدكم حتى أكون أحب إليه من والده وولده والناس أجمعين))

تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک (پورا) مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے والد (والدہ)، اپنی اولاد اور تمام انسانوں سے زیادہ مجھ سے محبت نہ کرے۔

(بخاری: ۱۵، مسلم: ۳۳، ترمذی دار السلام: ۱۶۹)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

”إن رجلاً سأل النبي ﷺ عن الساعة، فقال متى الساعة؟ قال:

((وماذا أعددت لها؟)) قال: لا شيء إلا أنني أحب الله ورسوله ﷺ

فقال: ((أنت مع من أحببت)). قال انس: فما فرحنا بشيء فرحنا

بقول النبي ﷺ: ((أنت مع من أحببت)) قال انس: فأننا أحب

النبي ﷺ و أبنا بكر و عمر و أرجو أن أكون معهم بحبي إياهم وإن لم

قرآن مجید سے محبت

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو اس نے اپنے آخری رسول محمد ﷺ پر نازل فرمایا ہے۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَهَذَا كِتَابُنَا أَنْزَلْنَاهُ مَبْرُوكًا فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾

اور یہ مبارک کتاب ہم نے اتاری ہے، پس اس کی اتباع کرو، اور تقویٰ اختیار کرو
تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ (الانعام: ۱۵۵)

نبی ﷺ نے فرمایا: ((والقرآن حجة لك أو عليك)) اور قرآن (اگر تو اس پر عمل
کرے تو) تیری دلیل ہے، یا (اگر تو اس کے مخالف چلے تو) تیرے خلاف دلیل ہے۔

(صحیح مسلم ۳۳۳، دارالسلام: ۵۳۳)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: بے شک جو لوگ کتاب اللہ پڑھتے، نماز قائم کرتے اور ہم نے انھیں جو
رزق دیا ہے، بخیہ و علانیہ (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں، وہ ایسی تجارت کی امید رکھتے ہیں
جس میں کوئی خسارہ نہیں۔ تاکہ اللہ انھیں پورا بدلہ اور (بلکہ) اپنے فضل سے انھیں (بہت)
زیادہ دے دے، بے شک وہ معاف کرنے والا اور قدردان ہے۔ (فاطر: ۲۹-۳۰)

نبی ﷺ نے فرمایا:

((من قرأ حرفاً من كتاب الله فله به حسنة والحسنة بعشر أمثالها،

لا أقول: الهمزة حرف ولكن ألف حرف ولام حرف وميم حرف))

جو (مسلمان) کتاب اللہ سے ایک حرف پڑھے تو اسے اس کے بدلے میں ایک
نیکی ملتی ہے، (اللہ کے ہاں) ایک نیکی کا اجر دس گنا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ آتم ایک
حرف ہے۔ بلکہ الف ایک حرف ہے، لام (دوسرا) حرف ہے، میم (تیسرا) حرف



ہے۔ (سنن الترمذی: ۲۹۱۰، قال: حسن صحیح غریب)

ایک روایت میں آیا ہے: قرآن پڑھنے والے سے (قیامت کے دن) کہا جائے گا کہ پڑھتا جا اور چڑھتا جا۔ جس طرح دنیا میں ظہیر ظہیر کرتا تیرا اسی طرح تیرا تیرا پڑھ، تیرا (لھکاتا) (جنت میں) وہ بلند مقام ہے جہاں تو آخری آیت پڑھے گا۔

(سنن الترمذی: ۲۹۱۳، قال: حسن صحیح)

میرے بھائیو!

قرآن سے محبت کرو، قرآن مجید پر عمل کرو، قرآن کی خوب تلاوت کرو۔ قرآن مجید کی تعظیم کرو، ایک روایت میں آیا ہے کہ نبی ﷺ ایک نکلے (سرھانے) پر بیٹھے ہوئے تھے کہ یہودیوں کی محرف (تورات لائی گئی تھی تو آپ نکلے سے اتر آئے اور اس نکلے پر تورات رکھوائی۔ (سنن ابی داؤد: ۴۴۳۹، سندہ حسن)

قرآن مجید تو ہمارے پیارے رب کا پیارا کلام ہے۔ اس کی ہر لحاظ سے عزت و تکریم کرنا ہم پر فرض ہے۔

[الحمدیہ: ۶]



حدیث سے محبت

رسول اللہ ﷺ کے قول، فعل، تقریر اور سنت کو محدثین کی اصطلاح میں حدیث کہتے ہیں یعنی حدیث ہمارے پیارے نبی ﷺ کا کلام اور سنت ہے، اصول فقہ اور اصول حدیث میں سنت اور حدیث کو مترادف سمجھا جاتا ہے۔

(دیکھئے تقریر و التمجید ۲/ ۲۹۷ و تعریفات الجرجانی ص ۵۴ و علوم الحدیث / ذاکر صفی صالح ص ۱۷، ۲۳ و مجموع مصطلحات الحدیث و لطائف الاسانید ص ۱۸۳)

سنت کے معلوم کرنے کا صرف ایک ہی ذریعہ یعنی حدیث ہے۔ ہر مسلمان جو رسول اللہ ﷺ سے محبت کرتا ہے۔ وہ آپ کی صحیح و ثابت ہر حدیث سے بھی محبت کرتا ہے، یہ ہمارے ایمان کا لازمی تقاضا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿مَنْ يَطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اطَاعَ اللَّهَ﴾

جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ (النساء: ۸۰)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

((فمن أطاع محمداً صلى الله عليه وسلم فقد أطاع الله، ومن

عصى محمداً فقد عصى الله))

پس جس نے محمد ﷺ کی اطاعت کی تو اس نے اللہ کی اطاعت کی، اور جس نے

محمد ﷺ کی نافرمانی کی تو اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ (ابن قاری: ۲۸۱)

آپ ﷺ کی وفات کے بعد: اب قیامت تک آپ کی اطاعت آپ کی احادیث پر عمل کے ذریعے سے ہی ممکن ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يوشك الرجل متكئاً على أريكته يحدّث بحديث من حديثي

فیقول : بیننا و بینکم کتاب اللہ عزوجل فما وجدنا فیہ من حلال استحللناہ ، وما وجدنا فیہ من حرام حرّمناہ ، الا و ان ما حرّم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل ما حرّم اللہ))

قریب ہے کہ کوئی آدمی تنکے پر ٹیک لگائے ہو، اسے میری حدیثوں میں سے کوئی حدیث سنائی جائے تو وہ کہنے لگے: ہمارے اور تمہارے درمیان کتاب اللہ ہے۔ ہم اس میں جو حلال پائیں گے اسے حلال سمجھیں گے اور اس میں جو حرام پائیں گے اُسے حرام سمجھیں گے، خبردار (سُن لو) بے شک رسول اللہ ﷺ نے جسے حرام قرار دیا ہے وہ اسی طرح حرام ہے جیسے اللہ نے حرام کیا ہے۔

(ابن ماجہ: ۱۴۱۰، سنن ابی داؤد: ۴۱۰۳، الترمذی: ۲۶۶۳، قال: ”حسن غریب“، صحیح الجامع: ۱۰۹۱)

(مروئی ہے کہ) امام زہری رحمہ اللہ نے فرمایا:

”اللہ کی طرف سے پیغام بھیجتا اور اس کے رسول پر اللہ کا پیغام پہنچاتا اور ہمارے اوپر اس کا تسلیم کرتا ہے۔“ (صحیح البخاری ج ۸ ص ۶۲۳ قبل ج ۵۳۰ طبع: مکتبۃ قدوسیہ لاہور)

صحیح العقیدہ مسلمان کا یہ عقیدہ و عمل ہوتا ہے کہ وہ پیارے نبی سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی صحیح و ثابت احادیث کو سر آنکھوں پر رکھتا ہے۔

[المحدث: ۷۱]

سنت سے محبت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ﴾

کہہ دو، اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ (آل عمران: ۳۱)

اس آیت کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے نبی کریم ﷺ کی اتباع ضروری ہے۔ آپ ﷺ کی اتباع کا صرف ایک ہی طریقہ ہے، وہ یہ کہ آپ ﷺ کی احادیث پر عمل کیا جائے۔ صحیح احادیث پر عمل کرنے سے ہی آپ ﷺ کی اتباع اور اللہ کی اطاعت ہو سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ ۖ﴾

جس نے رسول کی اطاعت کی، اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ (نساء: ۸۰)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((من أطاعني دخل الجنة))

جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (صحیح البخاری: ۲۸۰۷)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ

((فمن أطاع محمدًا ﷺ فقد أطاع الله ومن عصى محمدًا ﷺ فقد عصى الله))

فقد عصى الله

پس جس نے محمد ﷺ کی اطاعت کی تو یقیناً اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس

نے محمد ﷺ کی نافرمانی کی تو یقیناً اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ (بخاری: ۲۸۱۱)

سیدنا مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے بہت سی احادیث بیان کی ہیں۔ دیکھئے صحیح بخاری (۴۹۸۷، ۳۱۶۰۔۔۔) صحیح مسلم (۱۲۰۳، ۱۳۰۹۔۔۔) صحیح ابن خزیمہ (۱۵۱، ۱۵۲۔۔۔) صحیح ابن حبان (الاحسان: ۳۳، ۱۱۸۔۔۔) وغیرہ
سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”ما كنت لأدع سنة النبي صلى الله عليه وسلم لقول أحد“
نبی ﷺ کی سنت (حدیث) کو میں کسی شخص کے قول کی بنیاد پر نہیں چھوڑ سکتا۔
(صحیح البخاری: ۱۵۶۳)

خلفائے راشدین کے اس متفقہ طرز عمل اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ نبی کریم ﷺ کی حدیث حجت اور معیار حق ہے۔ لہذا ہر شخص پر یہ فرض ہے کہ وہ آپ ﷺ کی صحیح و ثابت سنت (احادیث) سے محبت کرے، اسی میں دونوں جہانوں کی کامیابی کا یقین ہے۔

امام اہل سنت احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے صاف صاف اعلان فرمایا ہے:
جس نے رسول اللہ ﷺ کی (صحیح) حدیث رد کر دی وہ ہلاکت کے کنارے پر ہے۔
(الحدیث معروۃ: ص ۵۰، حاشیہ الامام احمد لابن الجوزی ص ۲۷، ۱۷۱، سندہ صحیح)

[الحدیث: ۱۰]

سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سے محبت

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دو صحابیوں کا خاص طور پر نام لیا ہے: سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اور سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما۔

ہو سکتا ہے کہ بعض لوگوں کو تعجب ہو کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کس طرح صحابی بن گئے؟

عرض ہے کہ صحابی اس شخص کو کہتے ہیں جس نے دنیاوی زندگی کے ساتھ ساتھ ایمان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی ہو۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے نبی اسرائیل کی طرف بھیجا تھا۔ لوگوں کو آپ انجیل کی تعلیم اور آنے والے نبی (احمد یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی خوش خبری دیتے تھے۔ کافروں نے آپ کو شدید کرنے کی سازش کی تو اللہ تعالیٰ نے نبی اور رسول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو آسمان پر اپنے پاس اٹھالیا۔ کافروں نے ایک دوسرے آدمی کو صلیب پر چڑھا کر قتل کر دیا جس کی شکل سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے مشابہ ہو گئی تھی۔ یہود و نصاریٰ اپنی حماقت و جہالت کی وجہ سے یہ عقیدہ گھڑ بیٹھے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کو نبی پر چڑھا کر قتل کر دیئے گئے تھے، حالانکہ یہ عقیدہ سراسر باطل اور بہت بڑا جھوٹ ہے۔ حق صرف یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو نبی ہرگز نہیں دی گئی بلکہ اللہ نے انھیں اپنے پاس اٹھالیا۔

مشہور طویل القدر تابعی امام حسن بصری رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۰ھ) فرماتے ہیں:

”وَاللّٰهُ اِنَّهٗ الْاَقْبَحُ لِحَقِّهِ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اِذَا نَزَلَ اٰمَنُوْا بِهِ اَجْمَعُوْنَ“ اللہ کی قسم!

وہ (عیسیٰ) اب اللہ کے پاس زندہ ہیں لیکن جب آپ نازل ہوں گے تو سب آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ (تفسیر ابن جریر الطبری ۱۴/۱، سند صحیح، در سنن ترمذی ۲۸۷۹ ج ۲۸، ۱۰۷۹۸، سند صحیح)

مشہور عالم اور متکلم ابو الحسن الاشعری (متوفی ۴۴۳ھ) اپنی مشہور کتاب میں فرماتے ہیں:

”وَاَجْمَعَتِ الْاُمَّةُ اَنْ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ رَفَعَ عِيسٰی اِلٰی السَّمَاءِ“

اور اس پر اُمت کا اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ (علیہ السلام) کو آسمان کی طرف اٹھالیا۔

(الابانین اصول الدیانہ ص ۳۴۲ و درمختصر ص ۱۲۴)

اس مناسبت سے دس احادیث اور دس آثار پیش خدمت ہیں:

① سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابو القاسم الصادق المصدوق (رسول اللہ ﷺ) کو فرماتے ہوئے سنا: ((یشخرج الأعمور الدجال مسیح الضلالة قبل المشرق فی زمن اختلاف من الناس وفرقة ، فیبلغ ما شاء الله أن یبلغ من الأرض فی أربعین یوماً ، الله أعلم ما مقدارها ؟ فیلقى المؤمنون شدة شدیدة ، ثم ینزل عیسی بن مریم علیہ السلام من السماء فیقوم الناس لافذا رفع رأسه من رکبته قال : سمع الله لمن حمده ، قتل الله المسیح الدجال و ظهر المؤمنون .)) الخ

لوگوں کے اختلاف و تفرق کے دور میں مشرق کی طرف سے مسیح ضلالت: کا نازدجال نکلے گا پھر چالیس دنوں میں جہاں اللہ چاہے وہ زمین پر پہنچے گا، اس کی مقدار اللہ ہی جانتا ہے۔ پس مومنوں کو بہت زیادہ تکلیفیں پہنچیں گی پھر عیسیٰ بن مریم علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔ پھر لوگ (غماز کے لئے) کھڑے ہوں گے، جب آپ رکوع سے سر اٹھائیں گے تو فرمائیں گے: اللہ نے اس کی سن لی جس نے حمد بیان کی، اللہ نے مسیح دجال کو قتل کر دیا اور مومنین فتحیاب ہو گئے۔ (کشف الاستار ص ۱۴۲ ج ۳ ص ۳۹۶ و سند صحیح)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نزول مسیح کی دوسری روایات کے لئے دیکھئے ماہنامہ الحدیث ص ۳۰-۳۱، ص ۳۵-۳۴، ص ۲۳-۲۵

معلوم ہوا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نزول مسیح کی روایات متواتر ہیں۔

تعمیم: درج بالا حدیث سے دیگر مسائل کے ساتھ دو اہم باتیں واضح طور پر ثابت ہوتی ہیں:

(۱) عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔

(۲) نبی اور رسول کے ساتھ ﷺ لکھنا اور کہنا دونوں طرح صحیح اور مستنون ہے۔

⑤ سیدنا جابر بن عبد اللہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پھر عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہو جائیں گے تو مسلمانوں کا امیر (امام مہدی) ان سے کہے گا: آئیں ہمیں نماز پڑھائیں۔ وہ کہیں گے: نہیں، تم ایک دوسرے کے امیر ہو، اللہ نے اس امت کو یہ بزرگی بخشی ہے۔

(صحیح مسلم: ۳۴، ۱۵۶، الحدیث: ۶ ص ۲۵)

یاد رہے کہ پہلی نماز تو امام مہدی پڑھائیں گے اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے لیکن دوسری نمازیں خود عیسیٰ علیہ السلام پڑھائیں گے جیسا کہ دوسری صحیح احادیث سے ثابت ہے لہذا احادیث صحیحہ میں کوئی تعارض نہیں ہے۔

⑥ سیدنا نواس بن سیمان رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ طویل حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اچکا چکی عیسیٰ بن مریم کو بھیجے گا۔ وہ زرد رنگ کی دو چادریں لپیٹے ہوئے، اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے پروں پر رکھے ہوئے، شہر دمشق کے سفید منارہ کے پاس اتریں گے۔ الخ

(صحیح مسلم: ۲۹۳۷، نیز دیکھئے الحدیث: ۲۶ ص ۲۶)

اس صحیح حدیث سے بھی کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں جن میں سے دو مسئلے درج ذیل ہیں:

(۱) مسجدوں میں منارے بنانا جائز ہے۔

(۲) زرد کپڑے پہننا جائز ہے۔

⑦ سیدنا اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عیسیٰ بن مریم علیہ السلام دمشق کے مشرق میں سفید منارہ کے پاس نازل ہوں گے۔

(المجموع للکبیر للطبرانی: ۱۲۷ ج ۵۹۰ سندہ صحیح، نیز دیکھئے الحدیث: ۲۶ ص ۲۶)

⑧ سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہاں میری امت میں نکلے گا اور چالیس تک رہے گا۔ (راوی کہتے ہیں:) میں نہیں جانتا کہ چالیس دن فرمایا یا چالیس مہینے یا چالیس سال پھر اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم کو بھیجے گا گویا وہ عروہ بن مسعود ہیں۔ وہ دجال کو تلاش کر کے اسے ہلاک کر دیں گے پھر سات سال تک لوگ اس طرح رہیں گے کہ وہ مخصوص کے درمیان کوئی دشمنی نہیں ہوگی۔ (صحیح مسلم: ۲۹۳۰، الحدیث: ۳۷ ص ۲۷)

① سیدنا ابوسریحہ حذیفہ بن اسید الغفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جب تک دس نشانیاں ظاہر نہ ہوں گی قیامت نہ ہوگی۔ پھر آپ نے ان کا ذکر فرمایا: دھواں، دجال، دابہ، سورج کا مغرب ہونا، عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نازل ہونا، یا جوج و ماجوج کا نکلنا، تین جگہ سے زمین کا دھنس جانا ایک مشرق میں، ایک مغرب میں، اور ایک جزیرۃ العرب میں اور سب سے آخر میں آپ نے اس آگ کا ذکر کیا جو یمن سے نکلے گی اور لوگوں کو ہانک کر ان کے محشر کی طرف لے جائے گی۔ (صحیح مسلم ۱۲۹۰: ۱، ۱۲۹۱: ۱)

⑥ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: پھر میری بن مریم نازل ہوں گے اور وہ اسے (دجال کو) قتل کر دیں گے۔ اس کے بعد وہ زمین میں چالیس سال تک امام عادل اور حاکم منصف کی حیثیت سے رہیں گے۔

(مسند احمد ۶/۵۷۷ ج ۲۲۹ وسند حسن، الحدیث: ۶ ص ۲۸)

⑨ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب معراج ہوئی تو آپ نے ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام سے ملاقات کی اور باہم قیامت کا تذکرہ ہوا۔ سب نے ابراہیم علیہ السلام سے قیامت کے بارے میں سوال کیا لیکن انھیں کچھ معلوم نہ تھا پھر موسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا تو انھیں بھی کوئی علم نہ تھا پھر عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا: میرے ساتھ قیامت سے قبل (نزول کا) وعدہ کیا گیا ہے لیکن اس کا وقت اللہ کو ہی معلوم ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے دجال سے خروج کا ذکر کیا اور فرمایا: میں نازل ہو کر اسے قتل کروں گا۔“ (سنن ابی داؤد: ۳۸۰۱، مسند احمد: ۱۲/۳۸۳، وفتح الباری)

اس حدیث کے راوی مؤثر بن عفاڑہ ثقہ و صدوق ہیں لہذا بعض الناس کا انھیں مجہول قرار دینا غلط ہے۔ اس حدیث سے دو بڑے مسئلے ثابت ہوتے ہیں:

(۱) بنی اسرائیل والے سیدنا عیسیٰ بن مریم الناصری علیہ السلام ہی نازل ہو کر دجال کو قتل کریں گے۔

(۲) سوائے اللہ کے قیامت کا علم کسی کو بھی نہیں ہے۔

④ سیدنا مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ابن مریم (علیہ السلام) کو جال کوئٹہ کے دروازے کے پاس قتل کریں گے۔

(سنن الترمذی: ۲۲۳۳ وندہ حسن، الحدیث: ۳۰۲۹)

یاد رہے کہ کوئٹہ کے مقام پر موجودہ اسرائیل کے یہودیوں کا جنگی ایئر پورٹ ہے۔

۵۰ سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((عصابتان من اہمی
أحمرزهما اللہ من النار: عصابتان تغزو الهند وعصابتان مع عیسیٰ بن مریم
علیہ الصلوٰۃ والسلام))

میرا امت کے دو گروہوں کو اللہ نے آگ (کے عذاب) سے بچالیا ہے: ایک گروہ جو ہند
کے خلاف جہاد کرے گا اور دوسرا گروہ عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہوگا۔

(الدرر الخیر للبخاری: ۶۷۶، ۶۳، ۶۷ وندہ حسن لذات، السنن: ۳۲۶، ۳۳، ۷۷، ۳۱۷، ۳۱۷، ۳۱۷)

ان دس روایات اور دیگر احادیث سے معلوم ہوا کہ سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے نزول
والی احادیث متواتر ہیں۔ متعدد علماء مثلاً امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید الطبری السنی، حافظ
ابن کثیر اور ابوالفیض الادریسی الکلتانی وغیرہم نے نزول مسیح کی احادیث کے متواتر ہونے
کی تصریح کی ہے۔ دیکھئے تفسیر طبری (۲۰/۲۳) و تفسیر ابن کثیر (۵/۵۷۷، ۵۸۲) نظم المستنار
من الحدیث المتواتر (ص ۲۳۱) اور الحدیث: ۴۰

نزول مسیح عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا عقیدہ آثار سلف صالحین سے بھی ثابت ہے۔ مثلاً:

۱۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ عیسیٰ بن مریم جو ان ہیں، تم میں سے جو ان سے
ملاقات کرے تو انہیں میری طرف سے سلام کہہ دے۔

(دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ: ۱۵۶/۱۵، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱

یعنی امام قادہ کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام پر ابھی تک موت نہیں آئی۔ نیز قادہ رحمہ اللہ نزول مسیح کے قائل تھے۔ دیکھئے تفسیر ابن جریر (۵۴/۲۵) و سند صحیح

۴۔ ثقہ تابعی ابو مالک غزوہ انصاری رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ اس وقت ہے جب عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے تو اہل کتاب میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہے گا مگر آپ پر ایمان لے آئے گا۔ (تفسیر ابن جریر ۱۴/۶، سند صحیح)

۵۔ ابراہیم (بن یزید الحنفی، متوفی ۹۵ھ) رحمہ اللہ نے فرمایا: مسیح آئیں گے تو صلیب توڑ دیں گے، مخزیر کو قتل کر دیں گے اور جزیہ موقوف کر دیں گے۔

(معصف ابن ابی شیبہ ۱۵/۱۴۵ ج ۲، ۳۷۷ و سند حسن)

۶۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے خروج کا ذکر فرمایا۔

(دیکھئے کتاب السنن امام نسیم بن حماد الصدوق: ۱۶۳۵، سند حسن، دوسرا نسخہ ۳۰۲، ۳۰۳ ج ۱۳۳)

۷۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ﴿فَإِنَّ مَوْفِدَهُ﴾ کی تفسیر میں ”موت عیسیٰ“ فرما کر یہ ثابت کر دیا کہ ابھی تک عیسیٰ علیہ السلام پر موت نہیں آئی۔

دیکھئے تاریخ دمشق لابن عساکر (۳۵۹/۵۰) و سند حسن

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ قیامت سے پہلے عیسیٰ بن مریم کے نزول کے قائل تھے۔

دیکھئے تفسیر ابن جریر (۵۴/۲۵) و سند حسن

۸۔ اسماعیل بن عبدالرحمن السدی (تابعی) رحمہ اللہ نے قیامت سے پہلے عیسیٰ بن مریم کے خروج کو قیامت کی نشانی قرار دیا۔ (تفسیر طبری ۵۴/۲۵ و سند حسن)

۹۔ سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ عیسیٰ بن مریم نبی علیہ السلام کے ساتھ (حجرہ نبویہ) میں دفن ہوں گے۔ (سنن الترمذی: ۳۶۷۷ ج ۱، ”حسن غریب“ و سند حسن)

یاد رہے کہ حجرہ نبویہ میں صرف چار قبروں کی جگہ ہے۔ اس وقت وہاں تین قبریں موجود ہیں: نبی کریم علیہ السلام کی قبر، سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی قبر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی قبر۔

چوتھی قبر کی جگہ خالی ہے جہاں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نزول کے بعد دنیا میں طبعی

عمر گزرا کر، وفات کے بعد دفن کئے جائیں گے۔

۱۰۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ نزول عیسیٰ بن مریم کے قائل تھے۔

دیکھئے کتاب الام (ج ۵ ص ۲۷۰، التوقیف فی الاملاء)

سلف صالحین سے کوئی بھی اس عقیدے کا مخالف نہیں لہذا معلوم ہوا کہ یہ عقیدہ سلف صالحین کے اجماع سے ثابت ہے۔

اللہ کے رسول اور نبی سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا وہ بنیادی عقیدہ ہے جس پر تمام اہل ایمان متفق ہیں۔ ابو جعفر احمد بن سلام الحماوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”وَنُؤْمِنُ بِأَشْرَاطِ السَّاعَةِ: مِنْ خُرُوجِ الدَّجَالِ وَ نَزُولِ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ السَّمَاءِ“ اور ہم قیامت کی نشانیوں میں سے خروج دجال و نزول عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے پر ایمان رکھتے ہیں۔ (العقیدہ الحماویہ مع شرح ابن ابی اسحاق ج ۱ ص ۳۹۹) بعض تقلیدیوں نے یہ جھوٹا دعویٰ کر رکھا ہے کہ ”جب عیسیٰ علیہ السلام (آسمان سے) نازل ہوں گے تو فتنہ غنی کے مطابق عمل کریں گے....“ حالانکہ نزول مسیح کی حدیث کے راوی امام محمد بن عبد الرحمن بن ابی ذؤب المدنی رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۸ھ) اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کی کتاب اور نبی ﷺ کی سنت کے مطابق امامت فرمائیں گے۔

دیکھئے صحیح مسلم (۲/۲۳۶، ۱۵۵، دارالسلام: ۳۹۳)

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے فضائل بے شمار ہیں، آپ اللہ تعالیٰ کے رسول، نبی اور روح اللہ ہیں۔ آپ سے محبت اور قیامت سے پہلے آسمان سے آپ کے نزول کا عقیدہ رکن ایمان ہے۔ وما علينا إلا البلاغ



صحابہ کرام سے محبت

(رضی اللہ عنہم اجمعین)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے محبت جزا ایمان ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا لِّيَسِيَرُوا فِيهِمْ وَجُوهُهُمْ مِنَ آثَرِ السُّجُودِ﴾

محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور آپ کے جو ساتھی ہیں وہ کفار پر سخت اور آپس میں رحم دل ہیں، آپ دیکھتے ہیں کہ وہ رکوع اور سجدے میں پڑے، اپنے رب کا فضل اور رضامندی تلاش کر رہے ہیں، ان کا نشان یہ ہے کہ ان کے چہروں پر سجدے کا اثر ہے۔ (قیامت کے دن ان کے چہرے چمک رہے ہوں گے۔)

(الفتح: ۲۹)

اور فرمایا:

﴿لَقَدْ وَصَّى اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا﴾

اللہ (تعالیٰ) مسلمانوں سے راضی ہو گیا جب وہ (بیعت رضوان والے) درخت کے نیچے آپ کی بیعت کر رہے تھے، ان کے دلوں میں جو کچھ ہے اسے اللہ جانتا ہے، پس اللہ نے ان پر سکون نازل فرمایا اور قریب والی فتح (بینین) عطا فرمائی۔ (الفتح: ۱۸)

تیسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ أُولَئِكَ الْمُقَدَّمُونَ وَالْآخِرُونَ وَالَّذِينَ تَبِعُواهُمْ

خلفائے راشدین سے محبت

مشہور صحابی سیدنا ابو عبد الرحمن سفینہ رضی اللہ عنہ، مولیٰ رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((خلافة النبوة ثلاثون سنة ، ثم يؤتى الله الملك أو ملكه من يشاء))

خلافت نبوت تیس سال رہے گی، پھر اللہ جسے چاہے گا اپنا ملک عطا فرمائے گا۔

(سنن ابی داؤد، کتاب السنۃ باب فی الخلفاء ج ۶ ص ۶۳۶ و سندہ حسن)

اس حدیث کو ترمذی نے حسن [۲۲۲۶] ابن حبان [۱۱۰۳۳/۶۹۰۴] اور احمد بن حنبل [السنۃ للتحال: ۶۳۶] نے صحیح کہا ہے۔ نیز دیکھئے ماہنامہ المدینہ: ۸ (ص ۱۱) اس حدیث کے راوی سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ نے اپنے شاگرد کو خلفائے راشدین کی تعداد گن کر سمجھائی۔

(۱) ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دو سال (۲) عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دس سال (۳) عثمان رضی اللہ عنہ کے بارہ سال (۴) اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے چھ سال۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”خلافت کے بارے میں سفینہ کی (بیان کردہ) حدیث صحیح ہے اور میں خلفاء (راشدین کی تعداد) کے بارے میں اس حدیث کا قائل ہوں“ (جامع بیان العلم فضلہ: ۲/۲۲۵، الحدیث: ۱۲ ص ۸)

سیدنا عمر باض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

”صلیٰ بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم ، ثم أقبل علينا ،

فوعظنا موعظةً بليغةً ذرفت منها العيون ووجلت منها القلوب ،

قال قائل : يا رسول الله ! كأن هذه موعظة مودع ، فماذا تعهد إلينا ؟

فقال : ((أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن عبد حبشي ،

فإنه من يعش منكم بعدي فسيرى اختلافاً كثيراً ، فعليكم بسنتي

لا یوازیہم فی الفضل غیرہم“

اور ہمارا یہ مذہب ہے کہ ائمہ اربعہ (ابوبکر و عمر و عثمان و علی) خلفائے راشدین مہدیین ہیں۔ یہ سب (دوسروں سے) افضل تھے، دوسرا کوئی (امتی) فضیلت میں ان کے برابر نہیں۔ (الایمان عن اصوں الدیانة ص ۶۰ فقرہ ۳۹ دوسرا نسخہ ۱۱) ابو جعفر الطحاوی (متوفی ۳۲۱ھ) کی طرف منسوب کتاب عقیدہ طحاویہ میں بھی انھی خلفاء کو خلفائے راشدین قرار دیا گیا ہے۔

دیکھئے شرح عقیدہ طحاویہ تحقیق شیخ الالبانی (ص ۵۳۳-۵۳۸)

ہر مسلمان پر یہ فرض ہے کہ وہ ان خلفائے راشدین اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے محبت رکھے۔

متنبیہ: صحیح مسلم کے بعض نسخوں میں ”عن ابی ریحانۃ عن سفینۃ“ کی سند سے بیان کردہ ایک حدیث کے بعد لکھا ہوا ہے کہ ”قال: وقد کان کبر و ما کانت اثنی بعدیثہ“ اس نے کہا: اور وہ بوڑھا ہو گیا تھا اور میں اس کی حدیث پر اعتقاد نہیں کرتا تھا۔

(دری نسخہ ص ۱۳۹ ج ۳۲۶ مع شرح النووی ج ۲ ص ۹۰ فتح الملکم ج ۳ ص ۱۶۴)

اس قول میں بوڑھے سے کون مراد ہے؟ اس کی تشریح میں علامہ نووی وغیرہ فرماتے ہیں: ”هو سفینۃ“ وہ سفینہ ہے۔ (شرح صحیح مسلم النووی ۹۰۴)

جبکہ حافظ ابن حجر کے طریقہ نقل اور ابن خلدون کے قول سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ ”هو أبو ریحانۃ“ وہ ابو ریحانہ (عبد اللہ بن مطر) ہے۔

دیکھئے تہذیب التہذیب (ج ۶ ص ۳۴، ۳۵) اور یہی بات راجح ہے، یعنی اسماعیل بن ابراہیم (عرف ابن علیہ) کے نزدیک ابو ریحانہ عبد اللہ بن مطر بوڑھا ہو گیا تھا اور وہ (ابن علیہ) اس (ابو ریحانہ) پر اعتقاد نہیں کرتے تھے۔

یاد رہے کہ جمہور محدثین کے نزدیک ابو ریحانہ مؤثق ہے لہذا وہ حسن الحدیث ہے۔ والحمد للہ

وما علینا إلا البلاغ

[الحدیث: ۱۳]

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے محبت

سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

میں نے نبی ﷺ سے پوچھا: آپ سب سے زیادہ کس سے محبت کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: عائشہ کے ابا (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) سے۔ میں نے پوچھا: ان کے بعد کس سے زیادہ محبت کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ سے۔
(صحیح بخاری: ۳۶۶۲ صحیح مسلم: ۲۲۸۴)

محمد بن علی بن ابی طالب عرف محمد بن الحنفیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

میں نے اپنے ابا (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) سے پوچھا: نبی ﷺ کے بعد کون سا آدمی سب سے بہتر (افضل) ہے؟ انھوں نے فرمایا: ابوبکر (رضی اللہ عنہ) میں نے کہا: پھر ان کے بعد کون ہے؟ انھوں نے فرمایا: عمر (رضی اللہ عنہ) (صحیح بخاری: ۳۶۷۱)

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّا نَنْصُرُوهَ فَقَدْ نَبْصَرُوهَ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا ۚ﴾

اگر تم اللہ کے رسول کی مدد نہ کرو گے تو (کچھ پروا نہیں اللہ اس کا مددگار ہے) اس نے اپنے رسول کی مدد اس وقت کی تھی جب کافروں نے اسے (اس حال میں گھر سے) نکالا تھا۔ جب کہ وہ (آدمیوں) میں دوسرا وہ تھا (اور) دونوں غار (ثور) میں تھے (اور) وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا: غمگین نہ ہو، یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ (التوبہ: ۳۰، کتاب ص: ۱۱۷)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر، عمر اور عثمان (رضی اللہ عنہم) احد پہاڑ پر چڑھے تو (زلزلے کی وجہ سے) پہاڑ ٹپکنے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اپنا پاؤں مار کر فرمایا:

((ثبت احد، فاینما علیک نبی و صدیق و شہیدان))

اے احد! رک جانا تیرے اوپر (اس وقت) صرف نبی، صدیق اور دو شہید موجود ہیں۔ (صحیح بخاری: ۳۶۸۱)

سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”لو وزن ایمان ابی بکر بایمان اهل الأرض لرجح به“

اگر ابوبکر (صدیق) کا ایمان اور زمین والوں کے ایمان کو باہم تولایا جائے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایمان بھاری ہوگا۔

(کتاب لتعبدتہ بن احمد: ۸۲۱ سند حسن شعب الایمان النبی: ۳۶۱ عقیدۃ السلف اصحاب اللہ علیہم السلام ابوبکر ص ۱۰۷، ۱۱۰ و فضائل ابی بکر علیہ السلام ص ۱۳۳)

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل بہت زیادہ ہیں جن کی تفصیل کا یہ مختصر مضمون مقفل نہیں، امام اہل سنت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو ابوبکر و عمر و عائشہ (رضی اللہ عنہم) اجماعاً کو گالیاں دیتا ہے؟ تو انھوں نے فرمایا: میں اسے اسلام پر (مسلمان) نہیں سمجھتا۔ (النیل للخال ص ۳۹۳ ج ۷، ۷۷۷ سند صحیح)

امام عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد (امام احمد رحمہ اللہ) سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا جو کسی صحابی کو گالی دیتا ہے؟ تو انھوں نے فرمایا: میں ایسے شخص کو اسلام پر نہیں سمجھتا ہوں۔ (النیل للخال ص ۸۲ ج ۷، ۷۷۷ سند صحیح)

فقہ فقہ عابد علی امام مسروق بن الاعدع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”حب ابی بکر و عمر و معرفۃ فضلہا من السنۃ“

ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے محبت اور ان کی فضیلت ماننا سنت ہے۔

(کتاب اعلیٰ و مرتبہ ارجال، ۱۷۷ ج ۱، ۹۳۵ و سند حسن، شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعہ، لا نکلی ۲۳۲۲)

امام ابو جعفر محمد بن علی بن النعمین الباقری رحمہ اللہ نے فرمایا:

”من جہل فضل ابی بکر و عمر رضي الله عنهما فقد جہل السنۃ“
جس شخص کو ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے فضائل معلوم نہیں ہیں وہ شخص سنت سے جاہل ہے۔

(کتاب الشریعہ لا جزی ص ۸۵۱ ج ۱۸۰۳ و سند حسن)

امام جعفر بن محمد الصادق رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”برئ الله ممن تبرأ من ابی بکر و عمر“
اللہ اس شخص سے بری ہے جو شخص ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے بری ہے۔

(فضائل الصحابہ لا امام احمد ۱۶ ج ۱۳۳ و سند صحیح)

امام ابو جعفر محمد بن علی الباقری رحمہ اللہ بیماری کی حالت میں فرماتے تھے:

”اللهم انی اتولی ابا بکر و عمر و احبهما، اللهم ان کان فی
نفسی غیر هذا فلا نالنی شفاعۃ محمد ﷺ یوم القیامۃ“

اے اللہ میں ابوبکر و عمر کو اپنا ولی مانتا ہوں اور ان دونوں سے محبت کرتا ہوں۔
اے اللہ! اگر میرے دل میں اس کے خلاف کوئی بات ہو تو قیامت کے دن مجھے محمد
ﷺ کی شفاعت نصیب نہ ہو۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر ۵ ج ۲۲۳ و سند حسن)

امام ابو اسحاق (السجی) رحمہ اللہ نے فرمایا:

”بغض ابی بکر و عمر من الکبائر“
ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے بغض کرنا کبیرہ گناہ (کفر) ہے۔

(فضائل الصحابہ لعبد اللہ بن احمد ۲۹ ج ۳۸۵ و سند حسن)

اے اللہ! ہمارے دلوں کو سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین
کی محبت سے بھر دے اور اس محبت کو اور زیادہ کر دے۔ آمین

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے محبت

ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ اللہ سے دعا کر رہے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِاَحَبِّ هَذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ اِلَيْكَ : يَا بَنِي جَهْلٍ اَوْ بِعُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ))

اے اللہ! ان دو آدمیوں: ابو جہل اور عمر بن خطاب میں سے جو تیرے نزدیک محبوب ہے، اس کے ساتھ اسلام کو عزت دے یعنی اسے مسلمان کر دے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ عمر (رضی اللہ عنہ) اللہ کے نزدیک محبوب ترین تھے۔

(سنن الترمذی: ۳۶۸۱، سنہ حسن، وقال الترمذی: "هذا حديث حسن صحيح غريب")

اس نبوی دعا کے نتیجے میں مراد رسول امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب عمر (رضی اللہ عنہ) نے اسلام قبول کر لیا تو ہم اس وقت سے برابر عزت میں (غالب) رہے۔ (صحیح بخاری: ۳۶۸۳)

عوام الناس میں یہ مشہور ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کو شہید کرنے کے ارادے سے نکلے تو کسی نے بتایا کہ تمہاری بہن اور بہنوئی مسلمان ہو گئے ہیں۔ (سیدنا) عمر رضی اللہ عنہ نے) جا کر انہیں خوب مارا بعد میں مسلمان ہو گئے۔ یہ روایت طبقات ابن سعد (۲۶۹-۲۷۶) سنن دارقطنی (۱۲۳۱ ج ۲، ۲۳۵) و دلائل النبوة للبیہقی (۲۲۰، ۲۱۹، ۲) وغیرہ میں موجود ہے۔ اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ اس کا راوی قاسم بن عثمان البصری جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔

امام دارقطنی نے کہا: "لیس بالقوي" اس سلسلے کی تمام روایات ضعیف و مرود ہیں دیکھئے

سیرۃ ابن ہشام (۱/۳۶۷-۳۶۸) و السیرۃ النبویۃ للذہبی (ص ۱۷۲-۱۸۱)
بعض روایتوں میں آیا ہے کہ نبی ﷺ بیت اللہ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ (سیدہ)
عمر رضی اللہ عنہ نے قرآن کی تلاوت سنی تو دل پراثر ہوا اور مسلمان ہو گئے۔

(مسند احمد ۱/۱۷۷ ح ۱۰۷، اس کی سند اقطار کی وجہ سے ضعیف ہے)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
(«إِنَّهُ قَدْ كَانَ فِيمَا مَضَىٰ قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ مُخَدَّنُونَ، وَإِنَّهُ إِنْ كَانَ فِيَّ
أَمْتِيْ هَلِيزِهِ مِنْهُمْ أَحَدٌ فَإِنَّهُ عَمْرُ بْنُ الْخَطَّابِ»)
بے شک اگلی امتوں میں مخدوُن (جنہیں الہام و کشف حاصل تھا) ہوتے تھے اور
اگر اس امت میں اُن میں سے کوئی (محدث) ہوتا تو عمر بن الخطاب ہوتے۔
(صحیح بخاری: ۳۳۶۹)

اس حدیث سے دو مسئلے ثابت ہوئے:

۱: سیدنا عمر الفاروق رضی اللہ عنہ بڑی فضیلت اور شان والے ہیں۔

۲: امت مسلمہ میں کسی کو بھی کشف یا الہام نہیں ہوتا۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:
اے عمر! بے شک شیطان تجھ سے ڈرتا ہے۔

(سنن الترمذی: ۳۶۹۰ وقال: "هذا حديث حسن صحيح غريب" اس کی سند حسن ہے)

دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں دیکھ رہا ہوں کہ جنت کے
شیطان اور انسانوں کے شیطان سب (سیدنا) عمر (رضی اللہ عنہ) سے بھاگ گئے ہیں۔

(الترمذی: ۳۶۹۱) وقال: "هذا حديث حسن صحيح غريب" (مسندہ حسن)

آپ ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری
جان ہے، اے (عمر) ابن الخطاب! تو جس راستے پر چل رہا ہو تو شیطان اس راستے کو چھوڑ
کردوسرے راستے پر بھاگ جاتا ہے۔

(صحیح البخاری ۳۶۸۳، صحیح مسلم ۲۳۹۶/۲۴، انوار المصابیح ۶۰۴۷)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللَّهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهِ))

بے شک اللہ نے عمر (رضی اللہ عنہ) کے دل و زبان پر حق جاری کر رکھا ہے۔

(صحیح ابن حبان، موارد ۲۱۸۳، سندہ صحیح)

بعض اوقات سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی موافقت میں قرآن مجید کی آیات نازل ہوئیں جنہیں

موافقاتِ عمر کہتے ہیں۔ دیکھئے صحیح البخاری (۲۳۰۲، ۲۳۸۳) صحیح مسلم (۳۳۹۱، ۲۳)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ))

اگر میرے بعد کوئی نبی ہو تا تو عمر بن خطاب ہوئے۔

(سنن الترمذی ۳۶۸۶، قال "عند احمد بن حنبل غریب" اس کی سند حسن ہے)

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے خواب دیکھا۔ میرے سامنے لوگ

پیش ہو رہے تھے۔ کسی کی قمیص سینے تک تھی اور کسی کی اس سے نیچے۔ جب میرے سامنے عمر

بن خطاب پیش کئے گئے تو وہ اپنی (لمبی) قمیص کو گھسیٹ رہے تھے۔ لوگوں نے پوچھا:

یا رسول اللہ! اس خواب کی تفسیر کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دین، یعنی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ دین

میں (سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد) سب لوگوں سے زیادہ مقام رکھتے ہیں۔

(دیکھئے صحیح البخاری ۳۶۹۱، صحیح مسلم ۳۳۹۰/۱۵)

نبی کریم ﷺ نے جنت میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا محل دیکھا تھا۔

(صحیح البخاری ۵۲۲۲، ۵۲۲۳، صحیح مسلم ۲۳۹۲، ۲۴)

آپ ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو جنتی کہا۔

(الترمذی ۳۷۷۷، سندہ صحیح)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے فضل بہت زیادہ ہیں، ان فضائل کو جمع کر کے قارئین کے سامنے

پیش کرنا ایک مستقل کتاب کا متقاضی ہے۔ تفصیل کے لئے امام احمد بن حنبل کی کتاب ”فضائل الصحابہ“ اور ابن جوزی کی ”فضائل عمر بن الخطاب“ وغیرہ کتابیں پڑھیں۔

آخر میں امیر المومنین عمر الفاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کا آخری منظر پیش خدمت ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر ایک کافر مجوسی ابولولؤ فیروز نے حملہ کر کے سخت زخمی کر دیا تھا۔ اسلام کے شہری دور اور فتوں کے درمیان دروازہ ٹوٹ گیا تھا۔ آپ کو دودھ پلایا گیا تو وہ استریوں کے راستے سے باہر آ گیا۔ اس حالت میں ایک نوجوان آیا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ اس کا ازراٹھوں سے نیچے ہے تو آپ نے فرمایا:

”إِنِّي أَخِي إِذْ أَرَفَعْتُكَ فَإِنَّهُ أَنْفَى لِقَوْلِكَ وَأَتَقَى لِقَوْلِكَ“

بھتیجے اپنا کپڑا (ٹخنوں سے) اوپر کر، اس سے تیرا کپڑا بھی صاف رہے گا اور تیرے رب کے نزدیک یہ سب سے زیادہ تقویٰ والی بات ہے۔ (صحیح البخاری: ۴۷۰۰)

سبحان اللہ!

اپنے زخموں کی فکر نہیں بلکہ آخری وقت بھی نبی کریم ﷺ کی سنت کو سربلند کرنے کی ہی فکر اور جذبہ ہے۔ رضی اللہ عنہ

اے اللہ! ہمارے دلوں کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی محبت سے بھر دے۔

یا اللہ! جو بد نصیب و بے ایمان لوگ امیر المومنین شہید رضی اللہ عنہ کو ناپسند کرتے ہیں، ان لوگوں کی بد نصیبیاں و بے ایمانیاں ختم کر کے ان کے دلوں کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی محبت سے بھر دے۔ جو پھر بھی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بغض پر آزا رہے ایسے شخص کو دنیا و آخرت کے عذاب سے ذلیل و رسوا کر دے۔

سیدنا امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک بیٹے کا نام عمر رکھا تھا۔

دیکھئے تقریب التجذیب (۴۹۵۱)

معلوم ہوا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے تھے۔ وما علينا إلا البلاغ

۷۔ (صحیح بخاری: ۳۱۳۰)

! پھر ہم کیا کریں؟

(بالامیر) (و اصحابہ)) تم (اس) اٹلن (امیر) اور اس کے ساتھیوں کو لازم پکڑ لیتا۔

سیدنا مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (اپنے بعد کے)

فرمایا: یہ بیعت عثمان کی طرف سے ہے۔ (صحیح البخاری: ۳۶۹۹)

محاصرے والے دنوں میں (سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ آپ (ان باغیوں سے) جنگ

کیوں نہیں کرتے؟ تو انھوں نے جواب دیا: بے شک رسول اللہ ﷺ نے میرے ساتھ ایک وعدہ کیا تھا اور میں اس پر صابر (شاکر) ہوں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۳۵۵ ج ۳۲۰۲۸ و سند صحیح، و الترمذی: ۱۱/۳۷۱ و قال: "ہذا حدیث حسن صحیح")

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے خُصْبے کے دوران میں یہ آیت پڑھی:

﴿إِنَّ الْإِنِّ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ﴾

بے شک وہ لوگ جن کے مقدر میں ہماری طرف سے بھلائی ہے وہ جہنم سے دور رکھے جائیں گے۔ (الانبیاء: ۱۰۱)

(پھر) سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "عثمان منہم" عثمان (رضی اللہ عنہ) انہی میں سے ہیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۳۵۲ ج ۳۲۰۲۳ و سند صحیح)

سیدنا حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کے سامنے (سیدنا) عثمان کا ذکر کیا گیا تو انھوں نے فرمایا: یہ امیر المؤمنین (علی رضی اللہ عنہ) اب آ رہے ہیں وہ تمہیں بتائیں گے۔ پس سیدنا علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو فرمایا کہ عثمان ان لوگوں میں سے ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿امْنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ثُمَّ اتَّقُوا وَآمَنُوا ثُمَّ اتَّقُوا وَآمَنُوا وَأَحْسِنُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾ وہ ایمان لائے اور نیک اعمال کئے پھر ایمان کے ساتھ تقوے والا راستہ اختیار کیا، پھر تقوے اور احسان والا راستہ اختیار کیا اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ (آل عمران: ۱۹۳) (مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۳۵۳ ج ۳۲۰۵۱ و سند صحیح)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ دونوں ہاتھ اٹھا کر فرماتے تھے کہ "اللھم اِنِّی اَبْرأ اِلَیْک مِنْ دَمِ عُمَانٍ" اے اللہ میں عثمان (رضی اللہ عنہ) کے خون سے بری ہوں۔

(فعاک الصحاہ لہ ام احمد ۱/۳۵۲ ج ۳۷۷ و سند حسن)

رسول اللہ ﷺ نے عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ ((یا عثمان إن الله عز وجل عسى أن يلبسك قميصاً، فإن أرادك المنافقون علي خلعه فلا تخلعه حتى تلقاني)) اے عثمان! اگر قریب اللہ عز وجل تجھے ایک قمیص (خلافت کی) پہنائے گا۔ پس

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت

رسول اللہ ﷺ نے خیبر والے دن فرمایا:

((لا عطين هذه الراية غداً رجلاً يفتح الله على يديه ، يحب الله

ورسوله ويحبه الله ورسوله))

میں کل ضرور اس آدمی کو یہ جھنڈا دوں گا، جس کے ہاتھ پر اللہ فتح دے گا۔ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول (محمد ﷺ) اس سے محبت کرتے ہیں۔

جب صبح ہوئی تو سب لوگ سویرے سویرے ہی رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئے، بر آدمی یہ چاہتا تھا کہ جھنڈا اسے ملے۔ آپ (ﷺ) نے پوچھا: علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا: یا رسول اللہ! وہ آنکھوں کے درد میں مبتلا ہیں۔ آپ نے فرمایا: انھیں بلالو۔ جب (سیدنا) علی (رضی اللہ عنہ) آئے تو آپ (ﷺ) نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب مبارک ڈالا تو وہ (فوراً) اس طرح ٹھیک ہو گئے جیسے کبھی بیمار ہی نہیں تھے۔ آپ (ﷺ) نے (سیدنا) علی (رضی اللہ عنہ) کو جھنڈا دیا اور فرمایا: اللہ کی قسم اگر تیری وجہ سے ایک آدمی بھی ہدایت پر آ جائے تو تیرے لئے یہ مالی غنیمت کے سرخ انٹوں سے بہتر ہے۔

(صحیح البخاری: ۴۴۲۲، صحیح مسلم: ۴۳۰۶، ۴۳۰۷)

اللہ تعالیٰ نے غزوہ خیبر میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مسلمانوں کو فتح نصیب فرمائی۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا کتنا بلند مقام ہے کہ اللہ اور رسول ان سے محبت کرتے ہیں۔ مشہور جلیل القدر صحابی اور فاتح قادسیہ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے علی (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا:

((أنت مني بمنزلة هارون من موسى ، إلا أنه لاني بعدني))

تیری میرے ساتھ وہی منزلت ہے جو ہارون کی موسیٰ (ﷺ) سے ہے الا یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ (بخاری: ۳۷۰۶، مسلم: ۳۰۷۲، ۳۰۷۳)

اس حدیث سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا عظیم الشان ہونا ثابت ہوتا ہے لیکن یاد رہے کہ اس کا خلافت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس ذات (اللہ) کی قسم ہے جس نے دانہ چھاڑا (فصل اگانے) اور مخلوقات پیدا کیں، میرے ساتھ نبی امی رضی اللہ عنہ نے یہ وعدہ کیا تھا کہ میرے (علی رضی اللہ عنہ) کے ساتھ محبت صرف مؤمن ہی کرے گا اور (مجھ سے) بغض صرف منافق ہی رکھے گا۔ (مسلم: ۷۸۱۳۱)

معلوم ہوا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مؤمنین محبت کرتے ہیں اور بغض کرنے والے منافق ہیں۔ تمام اہل سنت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت اور پیار کرتے ہیں۔

یاد رہے کہ محبت کا یہ مطلب قطعاً نہیں ہے کہ آدمی آپ رضی اللہ عنہ کا درجہ بڑھا کر مشکل کشا اور حاجت روا بنادے یا آپ کے عظیم الشان ساتھیوں اور صحابہ کرام کو برا کہنا شروع کر دے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بارے میں خوب فرمایا ہے کہ ”میرے بارے میں دو (قسم کے) شخص ہلاک ہو جائیں گے (۱) غالی (اور محبت میں ناجائز) افراط کرنے والا اور (۲) بغض کرنے والا حجت باز“

(فضائل اصحاب کرام امام احمد ۱۷۲/۲ ج ۵، ۹۶۳، اسناد حسنہ، الحدیث ۱۵)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا دوسرا قول یہ ہے کہ ”ایک قوم (لوگوں کی جماعت) میرے ساتھ (اندھا دھند) محبت کرے گی حتیٰ کہ وہ میری (افراط والی) محبت کی وجہ سے (جہنم کی) آگ میں داخل ہوگی اور ایک قوم میرے ساتھ بغض رکھے گی حتیٰ کہ وہ میرے بغض کی وجہ سے (جہنم کی) آگ میں داخل ہوگی“

ان صحیح احادیث سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بڑی فضیلت ثابت ہے۔ یاد رہے کہ امہات المؤمنین بھی اہل بیت میں شامل ہیں۔ سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”نساء من اهل بيته“ آپ کی بیویاں آپ کے اہل بیت میں سے ہیں۔
(صحیح مسلم ۲۴۹۸ و دار السلام ۶۲۲۵)

عموم قرآن بھی اسی کا مؤید ہے۔

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:
((اِنَّ عَلِيًّا مِنِّي وَاَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَلِيَّ كُلِّ مُؤْمِنٍ))

بے شک علی مجھ سے ہیں اور میں اُن سے ہوں اور وہ ہر مومن کے ولی ہیں۔

(اترذی ۳۷۱۲ و اسناد حسن)

یعنی رسول اللہ ﷺ علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے ہیں اور علی رضی اللہ عنہ آپ سے محبت کرتے ہیں۔ ہر مومن علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرتا ہے۔

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيَ مَوْلَاهُ))

جس کا میں مولیٰ ہوں تو علی اس کے مولیٰ ہیں۔ (اترذی ۳۷۱۳ و سند صحیح)

لغت میں مخلص دوست کو بھی مولیٰ کہتے ہیں۔ (دیکھئے التامس الادبی ص ۱۹۰۰)

نبی کریم ﷺ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((اَنْتَ اَخُوْنَا وَمَوْلَانَا)) تو ہمارا بھائی اور ہمارا مولیٰ ہے۔ (بخاری ۳۶۹۹)

آپ ﷺ نے سیدنا جلیب رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: ((هَذَا مِنِّي وَاَنَا مِنْهُ))

یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔ (صحیح مسلم ۲۴۷۱۲ و دار السلام ۶۳۵۸)

بعض روافض کا حدیث روایت سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافتِ بلا فصل کا دعویٰ کرنا ان دلائل سابقہ و دیگر دلائل کی زد سے باطل ہے۔

ایک دفعہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے تو نبی کریم ﷺ نے آپ کے لئے دعا فرمائی:

((اللهم عافه أو اشفه)) اے اللہ سے عافیت یا شفا عطا فرما۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں اس کے بعد کبھی بیمار نہیں ہوا۔

(سنن الترمذی: ۳۵۶۳، وقال: "هذا حديث صحيح" وإسناده حسن)

مشہور تابعی ابواسحاق السبئی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے آپ (امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ) کو منبر پر کھڑے دیکھا۔ آپ کا سر اور داڑھی سفید تھی۔

(کتاب المعرفۃ والتاریخ لہاری: ۲۲۱/۲، سند صحیح، تاریخ دمشق: ۷۴۵، معصف: ج ۱، ۱۸۸/۲، ج ۱، ۵۲۶)

اس سے معلوم ہوا کہ بالوں کو ہمندی یا سرخ رنگ لگانا واجب (فرض) نہیں ہے۔

سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "أر قبوا محمداً ﷺ في أهل بيته"

(سیدنا) محمد ﷺ کی رضامندی آپ کے اہل بیت (کی محبت) میں تلاش کرو۔

(صحیح البخاری: ۳۷۱۳)

یعنی جو شخص سیدنا علی، سیدنا حسین، سیدنا حسن اور تمام صحابہ کرام سے محبت کرتا ہے تو قیامت کے دن وہ نبی کریم ﷺ کا ساتھی ہوگا۔

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "أول من أسلم علي" سب سے پہلے علی رضی اللہ عنہ (مسلمان ہوئے تھے۔ ابراہیم نخعی (تابعی صغیر) نے صحابی رسول کے اس قول کا انکار کرتے ہوئے کہا کہ سب سے پہلے ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ (مسلمان ہوئے تھے۔

(الترمذی: ۳۷۳۵، وقال: "هذا حديث صحيح" وسنده صحيح)

یعنی بچوں میں سب سے پہلے سیدنا علی رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے اور مردوں میں سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سب سے پہلے مسلمان ہوئے تھے۔ واللہ اعلم

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ "أول من أسلم علي رضي الله عنه"

سب سے پہلے علی رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تھے۔ (تہذیب الصغیر: ج ۳، ۳۵۷، ج ۱، ۱۸۱۰، وسنده صحيح)

عروہ (بن الزبیر، تابعی رحمہ اللہ) فرماتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ (آٹھ سال کی عمر میں مسلمان ہوئے تھے۔ (تہذیب الصغیر: ج ۳، ۳۵۷، ج ۱، ۱۸۱۰، وسنده صحيح)

ہوں۔ (صحیح مسلم: ۸۰۷۰ اور السلام: ۴۷۸)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ابن حبان، الموارد ۲۲۰۲ والحاكم ۳/۲۳۳ وصححه ووافقه الذهبي)

ایک دفعہ (بعض) لوگوں نے (سیدنا) علی رضی اللہ عنہ کی شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا: ((أيها الناس لا تشكوا علياً فوالله إنه لأحسن في ذات الله أو في سبيل الله)) لوگو! علی کی شکایت نہ کرو، اللہ کی قسم بے شک وہ اللہ کی ذات یا اللہ کے راستے میں بہت زیادہ خشیت (خوف) رکھتے ہیں۔ (مسند احمد ۸، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰

جیسے ہوں گے۔ (فضائل الصحابہ زیادات القطعی: ۷۵۰، اسناد صحیح)

ابو اسحاق السبئی فرماتے ہیں: ”رايت علياً ضخم اللحية“ میں نے علی (رضی اللہ عنہ) کو دیکھا، آپ کی بڑی اور گھٹی داڑھی تھی۔ (طبقات ابن سعد ۲/۵۱۳، اسناد صحیح، پونس بن ابی اسحاق بری عن انس بن مالک) امام ابن بنت: احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے تھے: ”ما جاء لأحد من أصحاب رسول الله ﷺ من الفضائل ما جاء لعلي بن أبي طالب رضي الله عنه“

جتنے فضائل علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) کے (احادیث میں) آئے ہیں اتنے فضائل کسی دوسرے صحابی کے نہیں آئے۔ (مشترک المآثر ۳/۱۰۷، ۱۰۸، ج ۳، ۳۵۷، اسناد حسن)

مختصر یہ کہ سیدنا علی (رضی اللہ عنہ) بدری، من السائقین الاولین، امیر المومنین، خلیفہ راشد اور خلیفہ چہارم تھے۔ آپ کے فضائل بے شمار ہیں جن کے احاطے کا یہ مختصر مضمون قہر نہیں ہے۔ امام ابو بکر محمد بن الحسین (الاجری رحمہ اللہ) (متوفی ۳۶۰ھ) فرماتے ہیں:

”جان لو، اللہ ہم اور تم پر رحم کرے، بے شک اللہ کریم نے امیر المومنین علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) کو اعلیٰ فضیلت عطا فرمائی۔ خیر میں آپ کی پیش قدمیاں عظیم ہیں اور آپ کے مناقب بہت زیادہ ہیں۔ آپ عظیم فضیلت والے ہیں۔ آپ عظیم القدر، عالی مرتبہ اور بڑی شان والے ہیں۔“

آپ رسول اللہ ﷺ کے بھائی اور چچا زاد، حسن و حسین کے ابا، مسلمانوں کے سر و میدان، رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرنے والے، ہم پر لوگوں سے لڑنے والے، امام عادل زائد، دنیا سے بے نیاز (اور) آخرت کے طلب گار، قبیح حق، باطل سے دور اور ہر بہترین اخلاق والے ہیں۔ اللہ و رسول آپ سے محبت کرتے ہیں اور آپ اللہ و رسول سے محبت کرتے ہیں۔ آپ ایسے انسان ہیں کہ آپ سے متقی مومن ہی محبت کرتا ہے اور آپ سے صرف منافق بد نصیب ہی بغض رکھتا ہے۔ عقل، علم، بردباری اور ادب کا خزانہ ہیں، (رضی اللہ عنہ) (اشیخ ص ۱۳، ۱۵، ۱۷) اے اللہ! ہمارے دلوں کو سیدنا ابو بکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم، اجمعین کی محبت سے بھر دے۔ آمین [الحدیث: ۱۷، ۱۸]

عشرہ مبشرہ سے محبت

سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((أبو بکر في الجنة و عمر في الجنة و عثمان في الجنة و علي في الجنة و طلحة في الجنة و الزبير في الجنة و عبدالرحمن بن عوف في الجنة و سعد بن أبي وقاص في الجنة و سعيد بن زيد في الجنة و أبو عبيدة بن الجراح في الجنة.))

(۱) ابوبکر (صدیق) جنت میں ہیں (۲) عمر جنت میں ہیں (۳) عثمان جنت میں ہیں (۴) علی جنت میں ہیں (۵) طلحہ جنت میں ہیں (۶) زبیر جنت میں ہیں (۷) عبدالرحمن بن عوف جنت میں ہیں (۸) سعد بن ابی وقاص جنت میں ہیں (۹) سعید بن زید جنت میں ہیں (۱۰) اور ابو عبیدہ بن الجراح جنت میں ہیں۔ [رضی اللہ عنہم اجمعین] (سنن الترمذی: ۳۷۴۷، إسناده صحيح، أنصواء، المصاح: ۶۱۰۹)

یہ عشرہ مبشرہ ہیں جن سے نبی کریم ﷺ راضی تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی ﷺ وفات تک اس جماعت: عثمان، علی، زبیر، طلحہ اور عبدالرحمن (بن عوف رضی اللہ عنہ) سے راضی تھے۔ (صحیح البخاری: ۳۷۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ حراء (پہاڑ) پر تھے، آپ کے ساتھ ابوبکر (الصدیق)، عمر، عثمان، علی، طلحہ اور زبیر (رضی اللہ عنہم) تھے اتنے میں (زلزلے کی وجہ سے) پتھر پلنے لگا تو آپ نے فرمایا:

((اهدأ فما عليك إلا نبي أو صديق أو شهيد))

نظمہر جا، اس وقت تجھ پر صرف نبی، صدیق اور شہید ہی کھڑے ہیں۔ (صحیح مسلم: ۴۴۷)

اس صحیح حدیث میں ان جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ ابوبکر (عبداللہ بن عثمان) الصديق کا لقب ”صدیق“ نبی کریم ﷺ کا رکھا ہوا ہے۔ اس حدیث میں یہ غیب کی خبر ہے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ شہید نہیں ہوں گے جبکہ سیدنا عمر و سیدنا عثمان و سیدنا علی و سیدنا طلحہ و سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہم شہید ہوں گے۔ یہ پیش گوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔ خادم رسول سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((أرحم أمتي بأمتي ابوبكر وأشدهم في أمر الله عمر وأصدقهم حياء عثمان وأقرضهم زيد بن ثابت وأقروهم أبي بن كعب وأعلمهم بالحلال والحرام معاذو لكل أمة أمين وأمين هذه الأمة أبو عبيدة بن الجراح))

میری امت پر سب سے زیادہ مہربان، میری امت میں ابوبکر ہیں۔ اللہ (کے دین) کے معاملے میں سب سے سخت عمر ہیں، شرم و حیا میں سب سے سچے عثمان ہیں، علم فرائض (میراث) کے سب سے بڑے عالم زید بن ثابت ہیں، سب سے بڑے قاری ابی بن کعب ہیں، حلال و حرام کو سب سے زیادہ جاننے والے معاذ (بن جبل) ہیں اور اس امت کے امین ابوعبیدہ بن الجراح ہیں۔

رضی اللہ عنہم اجمعین |

(مسند احمد ۳/۲۸۷، ح ۳۵-۱۴، سنن الترمذی: ۳۷۹۱، وقال: ”هذه احديث صحيح“، فضلاء في الخارعة ۶/۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵

کی محبت ہی محبت ہو اور ان کی خامیاں بیان نہ کرو تا کہ لوگوں (کے دلوں) میں اُن کے خلاف نفرت پیدا نہ ہو جائے۔

(شیخ الحداد و تہذیب الخلفاء المحافظ ابی نعیم الاصبہانی ۳۱۷ و سند حسن)

صحابہ کرام پر تنقید کرنا اور اُن کی خامیاں بیان کرنا اہل بدعت کا خاصہ ہے۔ اہل سنت تو صحابہ کرام سے قرآن و حدیث کی گواہی کی وجہ سے محبت ہی محبت کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے پیارے صحابہ کرام قرآن و حدیث کو اُمت مسلمہ تک پہنچانے والے ہیں، اللہ نے اُن سے راضی ہو کر ﴿رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ﴾ کا تاج انہیں پہنا دیا ہے۔

سبحان اللہ

مشہور ثقہ عابد فقیہ امام معافی بن عمران الموصلی رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۵ھ) سے عمر بن عبد حمزہ رحمہ اللہ اور سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا:

((لا يقاس بأصحاب رسول الله ﷺ أحد، معاوية صاحبه وصهره و كاتبه وأمينه علي وحي الله عز وجل))

رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے ساتھ کوئی بھی برابر نہیں قرار دیا جاسکتا۔ معاویہ (رضی اللہ عنہ) آپ کے صحابی، ام المؤمنین ام حبیبہ کے بھائی، کاتب اور اللہ کی وحی (نہیے) کے امین ہیں۔ (تاریخ بغداد ج ۱ ص ۲۰۹ تا ۲۰۸ و سند صحیح)

مشہور طویل القدر تابعی کبیر امام مسروق بن ادا جد رحمہ اللہ (متوفی ۶۲ھ) فرماتے ہیں:

”حب أبي بكر و عمر و معرفة فضلهمَا من السنة“

ابو بکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) سے محبت کرنا اور اُن کی فضیلت پہنچانا سنت ہے۔

(تاریخ دمشق لابن عساکر ج ۳ ص ۲۵، المعتمد تاریخ الخلفاء امام یعقوب بن سفیان القفاری ۸۱۳/۲ و سند صحیح)

رضي الله عنهم أجمعين

[الحديث: ۱۹]

سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے محبت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا﴾

اللہ راضی ہو گیا مومنین سے جب وہ درخت کے نیچے آپ کی بیعت کر رہے تھے، ان کے دلوں میں جو ہے اُسے اللہ خوب جانتا ہے، پس اُس نے اُن پر سکون نازل فرمایا اور فتح قریب عطا فرمائی۔ (الفتح: ۱۸)

اس آیت کریمہ میں مومنین سے مراد وہ چودہ پندرہ سو (۱۵۰۰/۱۴۰۰) صحابہ کرام ہیں جنہوں نے حدیبیہ کے مقام پر درخت کے نیچے، نبی کریم ﷺ کے دست مبارک پر بیعت رضوان فرمائی تھی۔

ان صحابہ کرام میں سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا علی، سیدنا طلحہ، سیدنا زبیر، سیدنا عبد الرحمن بن عوف، سیدنا سعد بن ابی وقاص، سیدنا سعید بن زید اور سیدنا ابو عبیدہ بن الجراح تھے۔ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ

بیعت رضوان کے موقع پر کفار مکہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو روک لیا تھا تو نبی کریم ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ کے بارے میں فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور پھر اسے اپنے بائیں ہاتھ پر مار کر فرمایا: یہ بیعت عثمان کی طرف سے ہے (صحیح البخاری: ۳۶۹۹، الحدیث: ۷۱۳۷) معلوم ہوا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بھی بیعت رضوان میں شامل ہیں۔ بیعت رضوان

کرنے والوں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

((أَنْتُمْ خَيْرُ أَهْلِ الْأَرْضِ))

زمین میں تم سب سے بہتر لوگ ہو۔

(صحیح بخاری: ۳۱۵۳، صحیح مسلم: ۱۸۷۷، تاریخ دارالسلام: ۳۸۱۱)

سیدنا جابر بن عبد اللہ الانصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لا يدخل النار أحد ممن بايع تحت الشجرة))

بیعت رضوان کرنے والوں میں سے کوئی بھی جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔

(سنن الترمذی: ۳۸۶۰، وقال: "هذا حديث حسن صحيح" وسندہ صحیح واصلی صحیح مسلم: ۳۳۹۵)

سیدنا طلحہ بن عبید اللہ التیمی، ابو محمد الحکی بن عقیلؓ کو بیعت رضوان کے علاوہ اور بہت سی خاص فضیلتیں حاصل ہیں۔

نبی ﷺ نے اپنی مبارک زبان سے انہیں جنت کی خوش خبری دی ہے۔

(سنن الترمذی: ۳۷۲۷، وسندہ صحیح، الحدیث: ۵۶/۱۹)

آپ سے اڑتیس (۳۸) کے قریب احادیث مروی ہیں جن میں دو صحیح بخاری میں اور تین صحیح مسلم میں موجود ہیں۔

آپ ساتھین اولین میں سے ہیں پھر مہاجرین کی مقدس جماعت میں شمولیت کا شرف حاصل ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے غزوہٴ احد کے دن فرمایا:

((اوجب طلحة)) طلحہ کے لئے جنت واجب ہوگئی۔

(سنن ابی یوسف: ۳۳۲/۲، وسندہ حسن، والترمذی: ۱۶۹۲، ۳۹۰۱، وقال: "هذا حديث حسن غريب" راجع

وہو الی اکرم: ۳۷۳، وافتقر الذہبی)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قُتِيَ
نَجْةً وَمِنْهُمْ مَّنْ يَنْتَظَرُ ۝﴾

مومنوں میں سے ایسے لوگ ہیں جنہوں نے اللہ سے کیا ہوا وعدہ بچ کر دکھایا، اُن

میں سے بعض کی زندگی کے دن پورے ہو گئے اور بعض (آنے والے وقت کے)

منتظر ہیں۔ (الاحزاب: ۲۳)

نبی ﷺ نے سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کو ”زندگی کے دن پورے ہو گئے“ میں ذکر فرمایا ہے۔

(سنن الترمذی ۳۲۰۳، سندہ حسن وکمال الترمذی: ”هذا حديث حسن غريب“ (الفتح)

غزوہ اُحد کے دن نبی ﷺ کا دفاع کرتے کرتے طلحہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ شل ہو گیا تھا۔

(صحیح البخاری: ۲۰۶۳)

سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ جنگ جمل کے موقع پر تیسٹھ (۶۳) سال کی عمر میں چھتیس (۳۶)

ہجری کو شہید ہوئے۔ (تقریب اجدیب: ۳۰۲۷)

آپ کو مروان بن الحکم الاموی نے گھٹنے پر تیر مارا تھا (جس سے) آپ شہید ہو گئے۔

(حجرات ابن سعد ۲۲۳، ۲۲۴، سندہ صحیح)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”إني لأرجو أن أكون أنا وطلحة والزبير ممن قال الله ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غَلٍ﴾ مجھے یہ پوری امید ہے کہ میں، طلحہ اور زبیر (بن العوام) ان لوگوں میں ہوں گے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور ان کے دلوں میں جو شمس ہوگی ہم اسے نکال دیں گے۔ وہ آمنے سامنے تختوں پر بھائیوں کی طرح (بیٹھے) ہوں گے۔“

(المحجر: ۳۷) (المصنف ۱۵/۲۸۸، ۲۸۹ ج ۱۰ ص ۳۷۷، نیز دیکھئے طبقات ابن سعد ۲۲۵/۳، سندہ حسن)

اسے امام ابن ابی شیبہ نے حسن سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

جنگ جمل کے موقع پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”والله ما أرى بعد هذا خيراً“ اتنی قسم، میرے خیال میں اب اس کے بعد کوئی

خیر نہیں ہے۔ (مسنف ابن ابی شیبہ ۱۵/۲۸۸، ۲۸۹ ج ۱۰ ص ۳۷۷، سندہ صحیح)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”لعن الله قتلته عثمان في السهل والجبل والبحر“

عثمان (رضی اللہ عنہ) کو قتل (شہید) کرنے والوں پر اللہ کی لعنت ہو، میدان میں، پہاڑ میں، جنگی میں اور سمندر میں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۳۶۸ ح ۷۷۸۲ و سند صحیح، سالم بن ابی جعدہ بری عن اہل بیت: اطلع ائیین فی تحقیق طبقات المسلمین ۲/۲۸)

بعض روافض اصحاب جمل کی تکفیر کرتے ہیں، اُن کی تردید میں ابو جعفر الباقر محمد بن علی بن الحسین رحمہ اللہ کا قول ہے کہ ”لم یکفر اهل الجمل“ اصحاب جمل (جنھوں نے باہمی جنگ لڑی) نے کفر نہیں کیا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۳۵۸ ح ۷۷۸۲ و سند صحیح) ایک روایت کا خلاصہ ہے کہ نبی ﷺ نے سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو شہید کہا۔ (دیکھئے صحیح مسلم ۵/۳۶۷ و اضواء المصالح ۶/۱۰۸)

آخر میں سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک سنہری قول پیش خدمت ہے، فرماتے ہیں:

”اقل العیب علی المرء ان یجلس فی داره“

آؤں اگر اپنے عیوب کم کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ اپنے گھر میں بیٹھا رہے۔

(مسند مسد کمانی الطالب العالیہ: ۲/۸۱۳ و قال ابن حجر: ”صحیح موقوف“ و کتاب الزہد ابن البرک اردیہ فیہم بن حماد الصدوق: ۱۲، و الزہد لکبج ۲/۳۳ و الزہد لابن داود: ۱۱۸، ۱۱۷ و الزہد لابن عامر: ۸۱ و الحرز لفتحہ فی ۲۲ و سند صحیح)

سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ سے محبت کرنا ایمان کی علامت ہے۔ (زر العمر لہ)

سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے محبت

سیدنا نبی کریم ﷺ کے حواری سیدنا زبیر بن العوام بن خویلد رضی اللہ عنہ آپ کی چھوٹی بھی صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا کے فرزند اور عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔
رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

((إن لكل نبي حواریاً وحواریّ الزبیر بن العوام))

ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرے حواری زبیر بن عوام ہیں۔

(صحیح البخاری ۳۸۳۶ و صحیح مسلم ۲۴۱۵)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ”أما أبوه فحواری السیِّدِ ﷺ“
اور اس (عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما) کے ابا جان، نبی ﷺ کے حواری تھے۔

(صحیح البخاری ۳۶۶۵)

سفیان بن عیینہ نے فرمایا: حواری ناصر (مددگار) کو کہتے ہیں۔ (منہ ترمذی ۳۷۳۳ و سند صحیح)
بنو قریظہ والے دن، نبی ﷺ نے زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((فداك أبي وأمي)) میرے ماں باپ تجھ پر فدا (قربان) ہوں۔

(صحیح بخاری ۳۷۲۰ و صحیح مسلم ۲۴۱۶)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”ما أجدا حق بهذا الأمر من هؤلاء النفراً والرهط الذين توفي رسول الله ﷺ وهو عنهم راضٍ، فسَمَّيَ علياً وعفمان والزبیر وطلحة وسعداً وعبدالرحمن“

میرے خیال میں اس خلافت کا مستحق ان لوگوں کے علاوہ دوسرا کوئی شخص نہیں ہے،

جن سے رسول اللہ ﷺ وفات تک راضی تھے، آپ نے علی، عثمان، زبیر، طلحہ، سعد (بن ابی وقاص) اور عبدالرحمن (بن عوف رضی اللہ عنہم) کا نام لیا۔ (صحیح البخاری: ۳۷۰۰)
سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”أما والذي نفسي بيده إنه لخيرهم ما علمت وإن كان لأحبهم إلى رسول الله ﷺ“

اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بے شک وہ (زبیر رضی اللہ عنہ) میرے علم کے مطابق ان لوگوں میں سب سے بہتر ہیں اور آپ نبی ﷺ کو ان سب سے زیادہ محبوب تھے۔ (صحیح البخاری: ۳۷۷۷)

رب کریم کا ارشاد ہے:

﴿الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ مِنْ بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۚ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقُوا أَجْرٌ عَظِيمٌ﴾

جن لوگوں نے تکلیف اٹھانے کے بعد بھی اللہ اور رسول کی پکار پر لبیک کہی، ان میں سے نیک اور متقی لوگوں کے لئے بڑا اجر ہے۔ (سورہ نمل: ۱۷۲)

اس آیت کے بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے بھائی عروہ بن الزبیر رحمہ اللہ سے فرماتی ہیں:

”أبوك، والله من الذين استجابوا لله والرسول من بعدما أصابهم القرح“
اللہ کی قسم، میرے دونوں والدین (ابا زبیر رضی اللہ عنہ اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے زخم و تکلیف اٹھانے کے بعد بھی اللہ و رسول کی پکار پر لبیک کہی۔
(صحیح مسلم: ۲۳۱۸ اور ترمذی: ۲۳۹۷)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”زبیر (بن عوام) جنت میں ہیں“

(سنن الترمذی: ۳۷۷۷، سنن صحیح، الحدیث: ۵۶۳۱۹)

ایک روایت میں آپ ﷺ نے سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کو شہید کہا۔

(صحیح مسلم: ۲۳۱۷، الحدیث: ۱۹ ص ۵۶)

جنگ جمل میں آپ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے خلاف لشکر میں تھے کہ آپ کے پاس سیدنا
عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تعریف لائے اور کہا: آپ اپنی کوار کے ساتھ علی بن ابی طالب بن
عبدالمطلب سے جنگ کر رہے ہیں، (آپ کی والدہ) صفیہ بنت عبدالمطلب کہاں ہے؟
یہ سن کر زہیر رضی اللہ عنہ میدان جنگ سے واپس لوٹ آئے تو (راستے میں) ابن عمرو رضی اللہ عنہما اس
نے (عداوتی اور دھوکے سے) آپ کو شہید کر دیا۔ آپ کی شہادت کے بعد عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور پوچھا: صفیہ کے بیٹے (زہیر) کا قاتل کہاں جائے گا؟ تو علی رضی اللہ عنہ نے
فرمایا: (جہنم کی) آگ میں۔ (طبقات ابن سعد ۱۱۰/۱۱۱ء و مسند احمد ۴/۵۸۰، ابن یزید یہ مع سنن حلال بن خیاب
قبلاً اختصاراً، انھیں نقل المصنف، ابو حنیفہ سنن ابی داؤد ۱۱۳۳۳)

زر بن حبش رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں (سیدنا علیؑ) نے (جلیقہ) کے پاس تھا کہ
(سیدنا زبیرؓ) بنی قریظہ کے قاتل (ابن جرموز نے اندرانے کی اجازت مانگی تو علیؑ نے
فرمایا: ابن صفیہ (زبیرؓ) کے قاتل کو آگ کی "خوش خبری" دے دو، میں نے رسول
اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہر ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر ہے۔

(مسند احمد اربع ج ۸۹ ج ۶۸۰ وسند حسن)

اس روایت کو حاکم نے صحیح قرار دیا ہے۔ (المعجم رک ۳۷ ج ۹ ص ۵۵)

سیدنا علیؓ نے فرمایا: مجھے یہ پوری امید ہے کہ میں، طلحہ اور زبیر (بن العوام) ان لوگوں میں ہوں گے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور ان کے دلوں میں جو خوش ہوگی ہم ان کے نکل دیں گے! وہ اسے سنا متےختوں پر بھائیوں کی طرح (بیٹھے) ہوں گے!

(مصنف ابن ابی شیبہ ۱۵/۲۸۶، ۲۸۷ ج ۳۷۸۱۰ وسندہ حسن، الحدیث: ۲۰ ص ۳۸)

سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ یمن میں مسلمان ہوئے تھے اور چھتیس ہجری (۳۶ھ) کو جنگِ جمل سے واپس لوٹتے ہوئے شہید کئے گئے۔ رضی اللہ عنہ

تحفۃ الاشراف کی ترقیم کے مطابق کتب ستہ میں آب کی پان کردہ میں سے زیادہ

احادیث ہیں ان میں سے مشہور ترین حدیث درج ذیل ہے:

سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

((من كذب عليّ فليتبوأ مقعده من النار))

جو شخص مجھ پر جھوٹ بولے گا وہ اپنا ٹھکانا (جہنم کی) آگ میں تلاش کرے۔

(صحیح بخاری: ۱۰۷۰)

اے اللہ! ہمارے دلوں کو سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ کرام کی محبت سے بھر دے۔

رضي الله عنهم أجمعين

[الحديث: ۲۱]



سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے محبت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾

اللہ مومنوں سے راضی ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے آپ کی بیعت کر رہے تھے۔

(التج: ۱۸)

ان جلیل القدر اور خوش قسمت صحابہ کرام میں سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”ومن مناقبه أن النبي ﷺ شهد له بالجنة، وأنه

من أهل بدر الذين قيل لهم: اعملوا ما شئتم...“ إلخ

اور آپ کے مناقب میں سے یہ بھی ہے کہ نبی ﷺ نے آپ کے جنتی ہونے کی گواہی دی،

اور آپ بدری صحابیوں میں سے ہیں جن کے بارے میں (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا: جو چاہو سو

کرو [تمہاری مغفرت کر دی گئی ہے۔] (سیر اعلام النبلاء ۷/۸۷)

اس زمین پر ایک ایسا وقت بھی آیا کہ امام الانبیاء سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ تشریف

لائے تو دیکھا کہ نماز کی اقامت ہو چکی ہے اور (سیدنا) عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ لوگوں کو

(امام بن کر) نماز پڑھا رہے ہیں۔ وہ ایک رکعت پڑھا چکے تھے کہ نبی کریم ﷺ تشریف

لائے۔ جب عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کو احساس ہوا کہ نبی ﷺ آگئے ہیں تو مصطفیٰ ؐ اقامت سے

پیچھے ہٹنا شروع کیا۔ آپ ﷺ نے اشارہ فرمایا کہ نماز پڑھاتے رہو۔ پس انھوں نے نماز

پڑھائی، جب سلام پھیرا تو کیا ہوا؟ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی زبانی سنیں:

”فلما سلم قام النبي ﷺ وقمت فركعنا الركعة التي سبقتنا“

پھر جب (عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے) سلام پھیرا تو نبی ﷺ اور میں کھڑے ہو گئے۔

ہماری جو رکعت رہ گئی تھی وہ پڑھی [پھر سلام پھیرا] (صحیح مسلم: ۸۱/۲۷۷ وتر قیم دار السلام: ۶۳۳)

متنفسہ بلوغ: صحیح مسلم والی روایت کا مفہوم، بہت سی سندوں کے ساتھ درج ذیل کتابوں

کتاب الاموال، (۳۲/۱) و مسند احمد (۲۵۱، ۲۳۹/۳) و مسند عبد بن حمد (المعقب:

اگر حدیث بر امام باقر علیہ السلام و ابو جعفر محمد بن ابی حمزہ الثمالی "باب ما جاء في صلوة رسول الله ﷺ

نویسندگان نے وقت سر نماز باجماعت قائم کرنے میں صحابہ کرام کی تائید فرمائی۔

(مفتی الترمذی: ۳۷۷۳ و اسناد صحیح / الحدیث ۱۹ ص ۵۶)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ (سیدنا) عمر رضی اللہ عنہ نے اس وقت تک مجوسیوں سے جزیہ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”فانت عندنا عدل“

(مسندانی یعنی ۱۵۳/۲ ح ۸۳۹ و سندہ حسن)

عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم مدینے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

میرے اور سعد بن الربیع (الانصاری رضی اللہ عنہ) کے درمیان رہنے اخوت (بھائی چارا) قائم کر
وا دیا۔ (صحیح بخاری: ۲۳۰۸)

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ عبد الرحمن بن عوف کو جنت
کی سلسیل (بیٹھے چٹے) سے پانی پلائے۔

(سنن الترمذی: ۳۷۳۹، ملخصاً و إسناده حسن، وقال الترمذی: هذا حديث حسن قريب)

نبی ﷺ اپنی وفات تک عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے راضی تھے۔

(دیکھئے صحیح بخاری: ۳۷۰۰، والحدیث: ۷۷۸)

آپ ان چھ اراکین مجلس شوریٰ میں سے ایک ہیں جنہیں امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد
خلافت کا مستحق چنا تھا۔ (دیکھئے صحیح بخاری: ۳۷۰۰)

تنبیہ: ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ (سیدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ) گھٹنوں کے بل
گھٹکتے ہوئے جنت میں داخل ہوں گے۔

(مسند احمد: ۱/۱۵۶، ۲/۵۳۳، حدیث بخاری: ۲۵۳۳، حدیث بخاری: ۲۵۳۳، حدیث بخاری: ۲۵۳۳)

اس روایت کے ایک راوی عمارہ بن زاذان کے بارے میں امام احمد بن حنبل نے
فرمایا: ”بروي عن [ثابت عن أنس أحاديث من كعب]“ وہ (ثابت عن) انس سے
منکر روایتیں بیان کرتا ہے۔

(البرج والتدریل: ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳

بن عوف کے جنازے میں (سیدنا) سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہ) کو دیکھا وہ فرما رہے تھے:

”اذھب ابن عوف بیطنتک من الدنیا لم تتفضض منها بشی“

اے ابن عوف! آپ دنیا سے اس حال میں جا رہے ہیں کہ آپ نے اس کے ساتھ اپنے

آپ کو ذرا بھی آلودہ نہیں کیا۔ (مفہوم: المسد رک الحاکم ۳/۷۳۰ ج ۳/۵۳۸ و سند صحیح)

سیدنا عبدالرحمن بن عوف (رضی اللہ عنہ) کی وفات پر امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ)

نے فرمایا: ”اذھب یا ابن عوف فقد ادرکت صفوها و سبقت رنقها“

اے ابن عوف! جاؤ، تم نے دنیا کا بہترین حصہ پالیا اور گلے (مٹی والے) حصے کو چھوڑ دیا۔

(المسد رک الحاکم ۳/۷۳۰ ج ۳/۵۳۷ و سند صحیح)

رضی اللہ عنہما

[المحدث: ۲۲]

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے محبت

سیدنا سعد بن مالک بن وہیب بن عبد مناف الزہری القرشی الہمی ابو اسحاق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”ما أسلم أحد إلا في اليوم الذي أسلمت فيه، ولقد مكثت مبعة أيام وإني لفلت الإسلام“

جس دن میں مسلمان ہوا اس سے پہلے (آزاد مردوں میں آل بیت اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا) کوئی بھی مسلمان نہیں ہوا اور سات دن اس حالت میں گزرے کہ میں تیسرا مسلمان تھا۔ (صحیح بخاری: ۳۷۲۷)

آپ ہی کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے غزوہٴ احد کے دن فرمایا تھا:

((ارم فداك أبي و أمي)) تیرے بھیکو، میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں۔

(صحیح بخاری: ۳۰۵۵، صحیح مسلم ۲۳۱۲/۱۲، تاریخ دارالسلام: ۶۱۳۷)

ایک رات رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ليت رجلاً صالحاً من أصحابي يحرسني الليلة))

کاش میرے صحابہ میں سے ایک نیک آدمی میرا پہرا دے۔ پھر سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اس کی جھنگار کے ساتھ تشریف لائے اور آپ کا پہرا دیا۔ آپ نے غم ہو کر سو گئے۔

(صحیح بخاری: ۲۳۱۱، صحیح مسلم ۲۳۱۰، دارالسلام: ۶۱۳۷)

یہ حدیث اس دور کی ہے جس وقت مبارکہ ﴿وَاللّٰهُ يَعْصِيكَ مِنَ النَّاسِ﴾

اور اللہ آپ کو لوگوں سے بچائے گا (المائدہ: ۶۷) نازل نہیں ہوئی تھی۔

دیکھئے سنن الترمذی (۳۰۳۶) و اسنادہ حسن و صحیح الی کم ۳۱۳/۲ ووافق الذہبی (صحیح ابن حبان

(موارد الاطمان: ۷۳۹) و اسنادہ حسن، مؤمل بن اسماعیل حسن الحدیث)

بعد میں آپ ﷺ کے لئے پہرے دار کی کوئی ضرورت نہ رہی۔

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”عربوں میں، اللہ کے راستے میں سب سے پہلا تیر چلانے والا میں ہوں۔“ (صحیح بخاری: ۳۷۸۸)

آپ کے بارے میں قرآن کی بعض آیات مبارکہ نازل ہوئیں۔

(دیکھئے صحیح مسلم: ۴۸۷۷ اور دارالسلام: ۶۲۳۸)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَاصٍ فِي الْجَنَّةِ))

اور سعد بن ابی وقاص جنت میں ہیں۔ (سنن الترمذی: ۳۷۴۷، اسناد صحیح، الحدیث: ۱۹ ص ۵۶)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو ان چھ صحابہ میں شمار کیا جو ان کے خیال میں خلافت کے مستحق تھے۔

(دیکھئے صحیح بخاری: ۳۷۰۰، الحدیث: ۲۱ ص ۴۷)

غزوہ اُحد کے موقع پر سعد رضی اللہ عنہ نے سیدنا رسول اللہ ﷺ کے دائیں اور بائیں سفید کپڑوں میں جبریل اور میکائیل (علیہ السلام) دو فرشتوں کو دیکھا۔ (صحیح مسلم: ۳۰۶۶، دارالسلام: ۶۰۰۳)

حافظ ذہبی فرماتے ہیں کہ ”أَحَدُ الْعَشْرَةِ، وَاحِدُ السَّابِقِينَ الْأَوَّلِينَ، وَاحِدُ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَّةَ وَاحِدَ السَّيِّدَةِ أَهْلَ الشُّوْرَى“

آپ عشرہ مبشرہ میں سے ایک اور سابق اولین میں سے تھے۔ آپ بدر اور حدیبیہ میں شامل تھے اور مجلس شوریٰ کے چھ ارکان میں سے ایک تھے۔ (سیر اعلام النبلاء: ۹۳۸)

آپ فاتح ایران ہیں۔ قادسیہ آپ کے ہاتھ پر فتح ہوا اور اللہ تعالیٰ نے رکسری کو نیست و نابود کر دیا۔ دیکھئے سیر اعلام النبلاء (۱۱۵۸)

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ مستجاب الدعوات تھے۔ ایک دفعہ ایک شخص نے آپ کے بارے میں جھوٹ بولا تو آپ نے اسے بد عادی۔ یہ بد عاں شخص کو گنگ گئی اور وہ ذلیل و رسوا ہو کر مر ا۔

(دیکھئے صحیح بخاری: ۷۵۵۷، صحیح مسلم: ۴۵۳)

ایک دفعہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں خطبہ دیا پھر پوچھا: اے کوفہ والو! میں تمھارا کیسا امیر ہوں؟ تو ایک آدمی نے جواب دیا: ”اللہ جانتا ہے کہ آپ میرے علم کے مطابق رعیت سے

انصاف نہیں کرتے، مال صحیح تقسیم نہیں کرتے اور نہ جہاد میں شریک ہوتے ہیں۔“
 سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ! اگر یہ شخص بھوٹا ہے تو اسے اندھا کر دے، اسے فقیر کر دے
 اور اس کی عمر لمبی کر، اسے فتنوں کا شکار کر دے۔ (مصعب بن سعد نے) کہا، پھر وہ آدمی اندھا
 ہو گیا، وہ دیواریں پکڑ کر چلتا تھا، وہ اتنا فقیر ہوا کہ پیسے مانگتا تھا اور وہ مختار (ثقیفی کذاب)
 کے فتنے میں مبتلا ہو کر مارا گیا۔ (تاریخ دمشق ج ۲۲ ص ۲۳۳، ۲۳۴ و سند صحیح، وسیع اعلام المصنفین ج ۱ ص ۱۱۳)
 والاصلاح منی الاصل: الطعن، والاصواب: الطعن، و فی الاصل: ”الحوادث“ والاصواب: ”الحوادث“
 ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی: ((اللهم ادخل من هذا الباب عبداً یحبک
 وحبہ)) اے اللہ! اس دروازے سے اس شخص کو داخل کر جو تجھ سے محبت کرتا ہے اور تو اس
 سے محبت کرتا ہے۔ تو اس دروازے سے سعد (رضی اللہ عنہ) داخل ہوئے۔

(السید رک الکما ج ۳ ص ۶۱۷ و سند حسن، تاریخ دمشق ج ۲۲ ص ۲۳۳، ۲۳۴، صحیح الجامعہ ووافیہ الذہبی)
 تنبیہ: مستدرک میں ”عبدۃ بن وائل“ چھپ گیا ہے جبکہ صحیح ”عبدۃ بنت وائل“ ہے والحمد للہ
 سیدنا سعد رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے باہمی اختلافات ناپسند کرتے تھے اور فتنوں سے اپنے
 آپ کو بہت دور رکھتے تھے۔ آپ جنگ جمل اور جنگ صفین میں بالکل غیر جانبدار ہو کر دور
 بیٹھے رہے۔

آپ (ایک دن) اپنے اونٹوں کے درمیان موجود تھے، آپ نے دیکھا کہ آپ کا بیٹا
 عمر آ رہا ہے (عمر بن سعد اس لشکر میں تھا جنہوں نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا، یہ سخت
 فتنہ پرور اور مبغوض شخص تھا)
 آپ نے فرمایا: اے اللہ! میں اس آنے والے (عمر بن سعد) کے شر سے تیری پناہ چاہتا
 ہوں۔

عمر بن سعد نے آکر کہا: آپ یہاں اونٹوں بکریوں میں بیٹھے ہوئے ہیں اور لوگ حکومت
 کے لئے لڑ رہے ہیں؟
 سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے اس کے سینے پر مکا مارا اور فرمایا: خاموش ہو جا۔

(صحیح مسلم: ۲۹۶۵، دار السلام: ۷۳۳۲) نیز دیکھئے سیر اعلام النبلاء (۱۲۲۱)

معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے درمیان باہمی اختلاف کی صورت میں تمام فرقوں اور جماعتوں سے علیحدہ ہو کر کتاب و سنت پر عمل کرنا چاہئے۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ کس گروہ کے ساتھ ہیں؟ تو انھوں نے فرمایا: ”ما انا مع واحدة منهما“ میں کسی ایک کے ساتھ بھی نہیں ہوں۔ (المسند رک: ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳ ج ۶۱۲۶، مسند حسن، حسین بن خالد، وثقہ ابن حبان ۵۵۸۴ و ذکرہ عبدان فی الصلیبۃ ج ۵ لا ینزل عن درجۃ الحسن)

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے ایک رکعت وتر کا پڑھنا ثابت ہے۔ (دیکھئے صحیح البخاری: ۶۳۵۶، معرفۃ السنن والآثار للشیخ ج ۲ ص ۱۳۹، قال النبی فی آثار السنن: [۶۰۶]: ”وإسناده صحيح“)

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ جب مکہ میں بیمار ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے انھیں فرمایا: ہو سکتا ہے کہ اللہ تجھے باقی رکھے، کچھ لوگوں (مسلمانوں) کو تجھ سے فائدہ ہوگا اور کچھ لوگوں (کافروں) کو تجھ سے نقصان ہوگا۔ (صحیح بخاری: ۱۲۹۵، صحیح مسلم: ۱۶۳۸)

مشہور قول کے مطابق آپ ۵۵ ہجری میں عقیق کے مقام پر فوت ہوئے۔

(تقریب التہذیب: ۲۲۵۹)

رضی اللہ عنہ

[المحدث: ۲۳]

سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے محبت

سیدنا ابوالاعور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل القرشی الحدادی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”والله لقد رأيتني وإنَّ عمر لموثقي على الإسلام قبل أن يسلم عمر ،
ولأنَّ أحدًا أرفض للذي صنعتهم بعثمان لكان محققاً أن يرفض“
اللہ کی قسم! مجھے وہ وقت یاد ہے جب عمر (رضی اللہ عنہ) نے اسلام قبول کرنے سے پہلے ،
مجھے اسلام قبول کرنے کی وجہ سے باندھ رکھا تھا۔ تم لوگوں نے (سیدنا عثمان
(رضی اللہ عنہ) کے ساتھ جو کچھ کیا ہے اگر اس کی وجہ سے احد (کا پہاڑ) اپنی جگہ سے ہٹ
جاتا تو یہ اس کا مستحق تھا کہ ہٹ جائے۔ (صحیح البخاری ۳۸۱۳)

معلوم ہوا کہ سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ السابقین الاولین میں سے اور قدیم الاسلام ہیں۔
نبی کریم ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا:

((وسعيد بن زيد في الجنة)) اور سعید بن زید جنتی ہیں۔

(سنن الترمذی: ۴۷۷۷، سنن ابی داؤد: ۴۱۹۷، سنن ابن ماجہ: ۵۶)

حافظہ؟ فرماتے ہیں:

”أحد العشرة المشهود لهم بالجنة ، ومن السابقين الأولين البدرين ،
ومن الذين رضي الله عنهم ورضوا عنه، شهد المشاهد مع رسول الله
صلى الله عليه وسلم وشهد حصار دمشق وفتحها ، فوله عليها
أبو عبيدة بن الجراح ، فهو أول من عمل نيا بة دمشق من هذه الأمة “
آپ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، انھیں جنت کی خوش خبری دی گئی ہے، آپ سابقین
اولین اور بدری صحابیوں میں سے تھے جن سے اللہ راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی

ہیں۔ آپ (تمام) غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک رہے۔ آپ دمشق کے محاصرے اور فتح کے وقت (وہاں) موجود تھے۔ آپ کو (سیدنا) ابوسعیدہ بن الجراح (رضی اللہ عنہ) نے دمشق کا وائی بنایا اور اس امت میں دمشق کے سب سے پہلے نائب آپ ہی تھے۔ (سیر اعلام النبلاء ج ۱ ص ۱۲۴، ۱۲۵)

تنبیہ: سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ غزوہ بدر کے موقع پر مدینہ میں حاضر نہیں تھے بلکہ شام میں تھے۔ دیکھئے الاصابہ فی تمییز الصحابہ (ج ۲ ص ۳۶، ج ۲ ص ۳۲۱)۔ غزوہ بدر کے مالی غنیمت میں آپ کا حصہ مقرر کیا گیا تھا (جس کی وجہ سے آپ کو بدری کہا جاتا ہے)۔ دیکھئے معرفۃ الصحابہ لابی نعیم الاصبہانی (ج ۱ ص ۱۴۱) سند صحیح عن محمد بن اسحاق بن یسار ص ۴۲۲ سند صحیح عن معمر

عائلاً اسی وجہ سے امام تاج (مولیٰ ابن عمر رضی اللہ عنہ) کی روایت میں آیا ہے کہ ”وکان بدریاً“ اور وہ (سعید بن زید) بدری تھے۔ (معرفۃ الصحابہ ص ۴۳۲ سند صحیح)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بہن فاطمہ بنت الخطاب (رضی اللہ عنہا) آپ کی زوجہ محترمہ تھیں جن کے بارے میں ایک ضعیف روایت میں آیا ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن اور بہنوئی کو اسلام لانے کی وجہ سے مار مار کر لہو لہان کر دیا تھا۔ پھر انھوں نے (وضو یا غسل) کر کے قرآن مجید کی تلاوت کی تھی اور مسلمان ہو گئے تھے (۱) (دیکھئے الحدیث ص ۲۴۲، ۲۴۳)

سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے والد زید بن عمرو بن نفیل توحید اور دین ابراہیمی پر تھے اور نبی کریم ﷺ کے نبی مبعوث ہونے سے پہلے ہی فوت ہو گئے تھے۔ سیدہ اسماء بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

”میں نے دیکھا، زید بن عمرو بن نفیل کعبہ سے چپٹہ لگائے، کھڑے ہو کر یہ کہہ رہے تھے: اے قریشیو! اللہ کی قسم، میرے سوا تم میں سے کوئی بھی دین ابراہیم پر نہیں ہے۔ (اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: وہ (زید) لڑکیوں کو زندہ درگور نہیں کرتے تھے۔ اگر کوئی شخص اپنی بیٹی کو قتل کرنا چاہتا تو یہ اس سے کہتے: اے قتل نہ کر، اس کے تمام اخراجات میں اپنے ذمہ لیتا

ہوں، پھر وہ اس لڑکی کو لے لیتے تھے۔ جب وہ بڑی عمر کی ہو جاتی تو اس کے باپ سے کہتے: اگر تو چاہے تو میری لڑکی تیرے حوالے کر دوں، ورنہ میں ہی اس کے سارے معاملات پورے کر دوں گا۔ (صحیح بخاری ۲۸۲۸)

زید بن عمرو وہ ذبیحہ نہیں کھاتے تھے جو بتوں کے آستانوں پر ذبح کیا جاتا تھا یا جس پر ذبح کے وقت اللہ کا نام نہیں لیا جاتا تھا۔ زید بن عمرو قریش مکہ کو ملامت کرتے ہوئے کہتے کہ بکری کو اللہ نے پیدا کیا ہے، اس کے لئے آسمان سے پانی اللہ نے برسایا ہے اور زمین سے اس کے لئے سبزہ (اللہ نے) اُگایا ہے۔ پھر تم اسے غیر اللہ کے نام پر ذبح کرتے ہو! وہ قریش والوں پر (اس شرک کی وجہ سے) سخت انکار کرتے تھے۔ (صحیح بخاری ۳۸۲۶)

زید بن عمرو نے تحقیق کرنے کے بعد اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور دعا فرمائی:

”اللهم انی اشهد انی علی دین ابراهيم“

اے اللہ! میں گواہی دیتا ہوں کہ میں دین ابراہیم پر ہوں۔ (صحیح بخاری ۳۸۲۷)

زید بن عمرو کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((یأتی یوم القیامۃ امة وحده)) وہ قیامت کے دن ایک امت (کی حیثیت سے) ہو کر آئے گا۔

(المصدر رک المعاصم ۲۱۶، ۳۹۵۶ سند حسن، مجمع الحاکم علی شرط مسند آخرہ الذہبی فی التلخیص)

أروى نامی ایک عورت نے سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ پر مروان بن الحکم الاموی کی عدالت میں جھوٹا دعویٰ کر دیا کہ انھوں نے میری زمین پر قبضہ کر لیا ہے۔ عدالت میں سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث سنا کر فرمایا:

”اللهم ان کانت کاذبة فعم بصرها واقتلها فی ارضها“ اے میرے اللہ! اگر یہ عورت جھوٹی ہے تو اسے اندھا کر دے اور اسے اس کی زمین میں ہلاک کر۔

راوی حدیث (عمروہ) کہتے ہیں کہ وہ عورت مرنے سے پہلے اندھی ہو گئی اور پھر وہ ایک دن اپنی زمین پر چل رہی تھی کہ ایک گڑھے (کنوئیں) میں گر کر مر گئی۔

(صحیح مسلم ۱۶۱۰ و ترمذی دار السلام ۴۱۳۳)

اولیاء اللہ سے دشمنی کا یہ انجام انتہائی عبرت ناک ہے مگر پھر بھی لوگ باز نہیں آتے۔ سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی بہت کم روایات ہم تک پہنچی ہیں جن میں سے دو حدیثیں صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہیں۔

ایک دفعہ کوفہ کی بڑی مسجد میں کسی (خالم اور بد نصیب) شخص نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بُرا بھلا کہا تو سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے اس پر سخت انکار کیا اور وہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث سنائی جس میں عشرہ مبشرہ کے جنتی ہونے کا ذکر ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أبو بکر في الجنة، وعمر في الجنة، وعثمان في الجنة، وعلي

في الجنة)) الخ

ابو بکر جنتی ہیں، عمر جنتی ہیں، عثمان جنتی ہیں اور علی جنتی ہیں... الخ

سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”والله لمشهد شهده رجل يغبر فيه وجهه مع رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم

أفضل من عمل أحدكم ولو عمر عمر نوح عليه السلام“

اللہ کی قسم! جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی معرکے میں حاضر رہا ہے اور اس کے چہرے پر غبار پڑا ہے وہ تمہارے تمام (نیک) اعمال سے افضل ہے اگرچہ تمہیں نوح علیہ السلام کی عمر بھی مل جائے۔ (دیکھئے سند احمد ج ۱ ص ۱۸۷ ج ۱۲۹ و سند صحیح)

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کے غبار کو بھی کسی نیک انسان کا عمل نہیں پہنچ سکتا۔ سبحان اللہ

نافع (تابعی) فرماتے ہیں کہ آپ (۵۰ھ یا ۵۲ھ میں) حقیق (مدینہ سے باہر ایک مقام) میں فوت ہوئے، پھر آپ کو مدینہ لایا گیا اور آپ (مدینہ میں) دفن کئے گئے۔

(طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۳۸۷ و سند حسن)

آپ جمعہ کے دن فوت ہوئے تھے، آپ کی وفات کی خبر پہنچی تو (سیدنا) ابن عمر رضی اللہ عنہما حقیق چلے گئے اور (مصرفیت کی وجہ سے) نماز جمعہ چھوڑ دی۔

(ابن سعد ج ۳ ص ۳۸۷ و سند صحیح)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے انھیں حوٹا (خوش بو) لگایا اور اٹھا کر مسجد لے گئے، پھر آپ کا جنازہ پڑھا اور دوبارہ وضو کیا۔ (طبقات ابن سعد ۳/۲۸۴-۲۸۵ صحیح)

نافع سے روایت ہے کہ سعید بن زید (رضی اللہ عنہ) بدری صحابی تھے۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کو معلوم ہوا کہ وہ (سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ) جمعہ کے دن بیمار ہیں تو انھوں نے سورج بلند ہونے اور نماز جمعہ قریب ہونے کے باوجود جمعہ چھوڑ دیا اور سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے۔ (صحیح بخاری: ۳۹۹) رضي الله عنه

[المحدث: ۲۳۰]

سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے محبت

سیدنا ابوعبیدہ عامر بن عبد اللہ بن الجراح القرظی انصاری الحسبی رضی اللہ عنہ سابقین اولین میں سے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينًا وَإِنَّ أَمِينَنَا أَمِينُ الْأُمَّةِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ))

بے شک ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اے (میرے) مقرب! بے شک ہمارے امین ابوعبیدہ بن الجراح (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ (صحیح بخاری: ۳۷۴۳، صحیح مسلم: ۲۳۱۹)

سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے خیر انیس (کے وفد) سے فرمایا تھا: ((لَا يَبْعَثُ إِلَيْكُمْ رَجُلًا أَمِينًا حَقَّ أَمِينٍ، حَقَّ أَمِينٍ))

میں تمہاری طرف ایسا آدمی بھیجوں گا جو حقیقی معنوں میں امین ہے، امین ہے۔ پھر آپ (ﷺ) نے لوگوں (اپنے صحابہ کرام) کو دیکھا پھر ابوعبیدہ بن الجراح (رضی اللہ عنہ) کو روانہ کیا۔

(صحیح مسلم: ۲۳۲۰، اللفظ: صحیح بخاری: ۳۷۴۵)

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ کے پاس نجران سے عاقب اور سید (دو عیسائی) آئے۔ وہ آپ سے مہبلہ کرنا چاہتے تھے تو ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: ایسا نہ کر، اللہ کی قسم! اگر وہ نبی ہوئے اور ہم نے مہبلہ کر لیا تو ہم اور ہماری اولاد کبھی کامیاب نہیں رہے گی۔ انھوں نے آپ سے کہا: ”آپ جو چاہتے ہیں ہم آپ کو دیتے ہیں۔ آپ ہمارے ساتھ ایک امین آدمی بھیج دیں، امین (امانت دار) کے سوا دوسرا کوئی شخص نہ بھیجیں۔“

آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہارے ساتھ وہ امین بھیجوں گا جو حقیقی معنوں میں امین ہے۔ صحابہ کرام دیکھنے لگے تو آپ نے فرمایا: ابوعبیدہ بن الجراح اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ۔ جب

وہ کھڑے ہوئے تو آپ نے فرمایا: یہ اس امت کے امین ہیں۔ (صحیح بخاری: ۲۲۸۰)
 سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس یمن والے (مسلمان)
 آئے تو کہا: ”ابعث معنا رجلاً یعلمنا السنة والإسلام“ آپ ہمارے ساتھ ایسا
 آدمی بھیجیں جو ہمیں سنت اور اسلام سکھائے۔ آپ (ﷺ) نے ابو عبیدہ (رضی اللہ عنہ) کا ہاتھ
 پکڑا اور فرمایا: یہ اس امت کے امین ہیں۔ (صحیح مسلم: ۴۱۹/۵۳، مؤخر قیم دارالسلام: ۲۲۵۳)
 جسے رسول اللہ ﷺ حقیقی معنوں میں امین قرار دیں، اُن کی کتنی عظیم شان ہے!
 اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام لوگوں کو قرآن و سنت
 سکھاتے تھے اور یہی دین اسلام ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے زبان وحی سے فرمایا: ((وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فِي الْجَنَّةِ))
 اور ابو عبیدہ بن الجراح جنتی ہیں۔ (سنن الترمذی: ۳۷۷۷، مسند صحیح، ماہنامہ المدینہ: ۵۹/۶۹)
 عبد اللہ بن شقیق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے (سیدہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے پوچھا:
 رسول اللہ ﷺ کے صحابہوں میں سے کون آپ (ﷺ) کو زیادہ محبوب تھا؟
 انھوں نے فرمایا: ابوبکر، میں نے پوچھا: پھر کون (زیادہ محبوب) تھا؟ انھوں نے فرمایا:
 عمر، میں نے پوچھا: پھر کون (زیادہ محبوب) تھا؟ انھوں نے فرمایا: ابو عبیدہ بن الجراح۔
 میں نے پوچھا پھر کون؟ تو آپ (ﷺ) خاموش ہو گئیں۔
 (سنن الترمذی: ۳۶۵۷، قال: ”هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ“ سنن ابن ماجہ: ۱۰۴۱، مسند صحیح)
 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((نعم الرجل أبو بكر، نعم الرجل عمر، نعم الرجل أبو عبيدة بن
 الجراح، نعم الرجل أسيد بن حضير، نعم الرجل ثابت بن قيس بن
 شماس، نعم الرجل معاذ بن جبل، نعم الرجل معاذ بن عمرو بن
 الجموح))

ابوبکر (صدیق) اچھے آدمی ہیں، عمر اچھے آدمی ہیں، ابو عبیدہ بن الجراح اچھے آدمی

ہیں، انسید بن حنیس آدی ہیں، ثابت بن قیس بن شماس اچھے آدمی ہیں، معاذ بن جبل اچھے آدمی ہیں (اور) معاذ بن عمرو بن الجموح اچھے آدمی ہیں۔

(مسند احمد ج ۲ ص ۴۱۹ ح ۹۴۳۱ وسند صحیح، سنن الترمذی ۳۷۵۹۵ وقالی: "هذا حديث حسن")

سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ اس لشکر کے امیر تھے جنہیں نبی ﷺ نے جہاد کے لئے بھیجا تھا۔ اس لشکر کو سمندر کے پاس ایک بڑی مچھلی مردہ حالت میں ملی تھی جس کا گوشت صحابہ کرام کی دلوں تک کھاتے رہے بلکہ رسول کریم ﷺ نے بھی اس گوشت میں سے کھایا تھا۔ دیکھئے صحیح بخاری (۳۳۶۱، ۳۳۶۰) صحیح مسلم (۱۹۳۵)

ایک دفعہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں یہ چاہتا ہوں کہ ابوعبیدہ بن الجراح جیسے لوگوں سے یہ گھر بھرا ہوا ہوتا۔ (علیہ السلام ج ۲ ص ۱۰۲ اسناد حسن)

آپ اٹھارہ ہجری (۱۸ھ) کو طاعون عمواس میں بیمار ہوئے اور انتہائی صبر و استقامت کا مظاہرہ کیا۔ دیکھئے کتاب الزہد لابن المبارک (ج ۸۸۲ وسند حسن، الحارث بن عسیرہ لڑ بیدی الحارثی صدوق) اسی بیماری میں آپ ۱۸ھ کو انھاد (۵۸) سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ رضی اللہ عنہ ابن سعد کہتے ہیں: "رسول اللہ ﷺ کے دارالارقم میں تشریف لے جانے سے پہلے ابوعبیدہ مسلمان ہوئے اور حبشہ کی طرف ہجرت کے دوسرے سفر میں ہجرت فرمائی پھر (مدینہ) واپس آئے تو بدر، احد، خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک رہے"

(طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۳۸۴)

عشرہ مبشرہ میں سے آخری طلیل القدر صحابی کا تذکرہ ختم ہوا۔ جس طرح اللہ کے رسول محمد ﷺ تمام کائنات میں بے مثل و بے نظیر ہیں۔ زمینوں اور آسمانوں میں آپ جیسا دوسرا کوئی نہیں اسی طرح آپ کے بعد صحابہ کرام بھی بے مثل و بے نظیر تھے۔ صرف رویت کے لحاظ سے بھی ایک عام صحابی کے درجے کو صحابہ کے بعد امت میں سے کوئی شخص نہیں پہنچ سکتا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے دلوں کو سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی محبت سے بھر دے۔ آمین

اُم المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے محبت

نبی کریم ﷺ کے پاس جبریل امین علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا:

”فإذا هي أتتك فاقرأ عليها السلام من ربها و متي و بشرها ببیت فی الجنة من قصب، لا صخب فيه ولا نصب“

(اے اللہ کے رسول!) جب وہ (خدیجہ رضی اللہ عنہا) آپ کے پاس آئیں تو انہیں میری اور اللہ کی طرف سے سلام کہیں اور جنت میں موتیوں والے ایک محل کی خوش خبری دے دیں جس میں نہ شور ہوگا اور نہ کوئی تکلیف۔ (صحیح بخاری ۳۸۲۰، صحیح مسلم ۲۳۳۲)

سیدہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((خیر نساہا مریم و خیر نساہا خدیجہ))

عورتوں میں سب سے بہتر مریم (علیہا السلام) اور خدیجہ (رضی اللہ عنہا) ہیں۔

(صحیح بخاری ۵۳۸۵، صحیح مسلم ۲۳۳۰، ۲۳۳۱)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی ﷺ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے۔

(دیکھئے صحیح بخاری: ۳۸۱۸، ۳۸۱۹، صحیح مسلم: ۲۳۳۲، ۲۳۳۳)

سیدنا عبدالقدوس عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أفضل نساء أهل الجنة: خدیجہ بنت خویلد و فاطمہ بنت محمد

و آسیہ بنت مزاحم امراة فرعون و مریم ابنة عمران))

جنتی عورتوں میں سب سے افضل خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد (رضی اللہ عنہا)،

فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم اور مریم بنت عمران ہیں۔

(وواقعہ الذہبی)

اللہ کی قسم! اللہ آپ کو کبھی غمگین نہیں کرے گا۔ (صحیح بخاری: ۳۰ و لفظ لا صحیح مسلم: ۱۶۰)

نبی مکی علیہ السلام کی ازواج مطہرات میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بہت بڑا مقام ہے۔

”زوج النبي ﷺ وأول من صدقت بعثته مطلقاً“

ذوالحجۃ (الاصابتہ ص ۱۶۷)

صحافتا بعین میں سے امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عبدالعزى بن قُصي، تزوجها في الجاهلية وأنكح إياها أبوها

خويلد بن أسد فولدت لرسول الله ﷺ القاسم، به كان يكنى

والظاهر وزينب ورقية وأم كلثوم وفاطمة رضي الله عنهم

پہلی عورت جس سے رسول اللہ ﷺ نے شادی کی خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن

عبدالعزیز بن قصی ہیں۔ آپ نے یہ نکاح بعثتِ نبوت سے پہلے کیا تھا۔ یہ نکاح خدیجہ

(رضی اللہ عنہ) کے والد خویلد بن اسد نے کرایا تھا۔ خدیجہ (رضی اللہ عنہا) سے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دو

بیٹے: قاسم، طاہر اور چار بیٹیاں: زہنب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ پیدا ہوئیں۔ رضی اللہ عنہم
قاسم کی وجہ سے آپ کی کنیت ابو القاسم تھی۔

(کتاب المعرفۃ والتاریخ ۳/۲۶۷ و سندہ حسن، دلائل النبوة للشیخ ۲/۶۹۲)

[المحدث: ۳۰]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت

اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے فضائل بے شمار ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے (ایک دفعہ) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ((أريتك في المنام مرتين، أرى أنك في سرقه من حوير ويقول: هذه امرأتك، فاكشف فإذا هي أنتِ فأقول: إن بك هذا من عند الله بمحضه.)) تم مجھے خواب میں دو دفعہ دکھائی گئی ہو، میں نے دیکھا کہ تم ایک سفید ریشمی کپڑے میں لپیٹی ہوئی تھیں اور (فرشتہ) کہہ رہا تھا: یہ آپ کی بیوی ہیں۔ میں وہ کپڑا ہٹا تا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ تم ہو۔ میں کہتا تھا: اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو وہ اُسے ضرور پورا کرے گا۔ (صحیح البخاری: ۳۸۹۵، صحیح مسلم: ۱۳۳۸، ۱۲۸۳)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جبریل علیہ السلام مجھے (میری تصویر) کرشم کے لباس میں لائے تو فرمایا: ”هذه زوجتك في الدنيا والآخرة“ یہ دنیا اور آخرت میں آپ کی زوجہ ہیں۔ (صحیح ابن حبان، ان حسان: ۷۰۵۲، ۷۰۹۳، مسند حسن)

ایک روایت میں ہے کہ ”جاء الملك بصورتى إلى رسول الله ﷺ فزوجني رسول الله ﷺ وأنا ابنة سبع سنين وأهديت إليه وأنا ابنة تسع سنين“ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے پاس فرشتہ میری تصویر لے کر آیا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے شادی کی اور (اس وقت) میری عمر سات سال تھی اور نو سال کی عمر میں میری رخصتی ہوئی۔ (المسند للحاکم: ۷۳، مسند حسن و صحیح الحاکم ووافد الذہبی) سیدنا رسول اللہ ﷺ نے اپنی زوجہ مبارکہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مخاطب ہو کر فرمایا: ((فانتي زوجتي في الدنيا والآخرة)) پس تو دنیا اور آخرت میں میری بیوی ہے۔

(صحیح ابن حبان: ۷۰۵۳، ۷۰۹۵، مسند حسن و صحیح الحاکم: ۷۳، ۷۰۹۳، ۷۰۹۵، ووافد الذہبی)

رسول اللہ ﷺ کے بستر مبارک پر آنے والی آپ کی سب ازواج یقیناً جنت میں بھی

آپ کی ازواج ہوں گی لیکن آپ نے خاص طور پر اپنی بیوی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:
((اما انك منهن)) تم تو انھی میں سے ہو۔

(صحیح ابن حبان: ۷۰۵۳، ۷۰۹۶) [مسند صحیح، مسجد الی کم ۱۳۴۳ھ، ۷۷۷۳ھ، ۷۷۷۳ھ، ۷۷۷۳ھ]
سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے خاص ساتھی سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے
(عنائیہ) فرمایا: ”انی لأعلم أنھا زوجة فی الدنیا والآخرة...“ بے شک میں جانتا
ہوں کہ وہ (عائشہ رضی اللہ عنہا) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دنیا اور آخرت میں بیوی ہیں۔ (صحیح بخاری: ۳۷۷۴)
سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فضل عائشة علی النساء کفضل الريد علی سائر الطعام))

عائشہ کی فضیلت عورتوں پر اس طرح ہے جس طرح تمام کھانوں سے شہید افضل ہے۔

(صحیح بخاری: ۳۷۷۴، صحیح مسلم: ۴۳۳۶، ۴۳۳۷)

شہید انس لہذا کھانے کو کہتے ہیں جسے روٹی کو چوری کر کے گوشت کے شوربے میں
بھگو کر بنایا جاتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیاری بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ((اي بنیة السیت
تحسین ما أحب ؟)) اے میری بیٹی! کیا تم اس سے محبت نہیں کرتی جس سے میں محبت
کرتا ہوں؟ انھوں نے فرمایا: جی ہاں، آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: ((فأحبی هذه))

پس تم اس (عائشہ رضی اللہ عنہا) سے محبت کرو۔ (صحیح مسلم: ۴۳۳۷، ۴۳۳۸)

سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: آپ لوگوں میں سے کس
سے زیادہ محبت کرتے ہیں؟ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: ((عائشة)) میں سب سے زیادہ
عائشہ سے محبت کرتا ہوں۔ (صحیح بخاری: ۳۶۶۳، صحیح مسلم: ۴۳۳۸، ۴۳۳۹)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک دفعہ) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ((یا عائش! هذا جبریل
یقولک السلام)) اے عائشہ! جبریل علیہ السلام کہتے ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے
فرمایا: ”وعلیہ السلام ورحمة اللہ“ اور ان پر (بھی) اللہ کی رحمت اور سلام ہو۔

(صحیح بخاری: ۶۲۰۱، صحیح مسلم: ۲۳۳۷، ۲۳۳۸، ۲۳۳۹)

ایک روایت میں ”وعلیہ السلام ورحمة الله وبرکاته“ کے الفاظ ہیں۔

(صحیح بخاری: ۳۷۶۸)

رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ((لا تسو ذینسی فی ہائشۃ، فإنہ واللہ ما نزل علی الوحي وأنا فی لحاف امرأۃ منکن غیرہا))
مجھے عانکھ کے بارے میں تکلیف نہ دو، بے شک اللہ کی قسم! مجھ پر تم میں سے صرف عانکھ کے بستر پر ہی وحی نازل ہوتی ہے۔ (صحیح بخاری: ۳۷۷۵)

سیدنا ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم، رسول اللہ ﷺ کے صحابہ پر جب بھی کسی حدیث میں اشکال ہوا تو ہم نے عانکھ (رضی اللہ عنہا) سے پوچھا اور ان کے پاس اس کے بارے میں علم پایا۔

(سنن اترنڈی: ۳۸۸۳، وقال: ”هذا حديث حسن صحيح غريب“ وسند حسن)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے سیدہ عانکھ رضی اللہ عنہا کے مرض الموت میں انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: آپ (امت میں) پہلی خاتون ہیں جن کا بے گناہ ہونا آسمان سے نازل ہوا۔ (فضائل الصحابہ، الامام احمد: ۲۸۷۲، ج ۸، ۱۲۳۶، وسند صحیح)

اس کے علاوہ انھوں نے سیدہ عانکھ رضی اللہ عنہا کی اور بہت سی خوبیاں بیان کیں تو سیدہ نے فرمایا: ”دعني مملک یا ابن عباس! والذي نفسي بيده! لو ددت اني كنت نسباً منسياً“ اے ابن عباس! مجھے چھوڑ دو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں چاہتی ہوں کہ میں بھولی ہوئی گناہم ہوتی۔

(مسند امام احمد: ۲۷۷، ج ۲، ۲۳۹۶، وسند حسن، طبقات ابن سعد: ۲۸۸، وسند صحیح) نیز دیکھئے صحیح بخاری: (۳۷۷۵)

مئی کریم سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کا آخری زمانہ سیدہ عانکھ رضی اللہ عنہا کے گھر میں گزرا۔

(دیکھئے صحیح بخاری: ۳۷۷۵)

بلکہ آپ کی وفات سیدہ عانکھ کی گود میں ہوئی۔ (دیکھئے صحیح بخاری: ۳۳۳۹، صحیح مسلم: ۲۳۳۹)

بھائی بن دینار (ثقہ راوی) نے ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رحمہ اللہ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: ”استغفر اللہ لہا“ میں ان کے لئے اللہ سے استغفار (مغفرت کی دعا) کرتا ہوں۔ (طبقات ابن سعد ۴/۷۸۷ء و سند صحیح) مشہور ثقہ نقیہ عابد تابعی ابوعائشہ مسروق بن الاعدع الکوفی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”حدثني الصديقة بنت الصديق، حبيبة حبيب الله، المبراة“

مجھے صدیق کی بیٹی (عائشہ) صدیقہ نے حدیث بیان کی (جو) اللہ کے حبیب کی حبیبة ہیں (اور) پاک دامن ہیں۔ (سند احمد ۶/۲۳۱ ح ۲۶۰۳۴ و سند صحیح)

أم زہرہ (ثقة راوی) سے روایت ہے کہ (سیدنا) امین زہیر (رضی اللہ عنہ) نے سیدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے پاس دو بوریوں میں ایک الٹھ کی ماریت کا مال بھیجا تو انھوں نے ایک ٹرے منگوا کر اسے لوگوں میں تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ اس دن آپ روزے سے تھیں۔ جب شام ہوئی تو آپ نے فرمایا: میری افطاری لے آؤ۔ أم زہرہ نے کہا: اے ام المؤمنین! کیا آپ یہ نہیں کر سکتی تھیں کہ جو مال تقسیم کر دیا ہے، اس میں سے پانچ درہم بچا کر ان سے گوشت خرید لیتیں اور اس سے روزہ افطار کرتیں؟ سیدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے جواب دیا: مجھے ملامت نہ کرو، اگر تم مجھے یاد دلا دیتیں تو میں یہ کر دیتی۔ (طبقات ابن سعد ۶/۷۸۷ء و سند صحیح)

ایک دفعہ حصہ بنت عبدالرحمن رحمہا اللہ باریک دوپٹہ اوڑھے ہوئے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں تو انھوں نے اس دوپٹے کو بھاڑ دیا اور حصہ کو سونا گاڑا اور پٹا اوڑھا دیا۔

(الموطا، ردیہ یحییٰ ۱۱۳۶ ح ۵۵۸، و سند صحیح)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے عروہ بن الزبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ کی مدینہ کی طرف ہجرت سے تین سال پہلے (سیدہ) خدیجہ (رضی اللہ عنہا) فوت ہو گئی تھیں۔ آپ نے تقریباً دو سال بعد عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے نکاح کیا اور ان کی عمر چھ (۶) سال تھی پھر (۹) سال کی عمر میں وہ آپ کے گھر تشریف لائیں۔

(صحیح بخاری: ۳۸۹۶، صحیح مسلم: ۱۳۲۲)

اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ نابالغ بچی کا نکاح ہو سکتا ہے لیکن رخصتی بلوغ کے بعد

ہوگی۔ چھ یا سات سال کی عمر میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے نکاح اور نو سال کی عمر میں رخصتی والی حدیث متواتر ہے۔ اسے (۱) عروہ بن الزبیر (۲) اسود بن یزید (مصحح مسلم: ۱۳۲۲/۲) و ترمذی دارالاسلام: ۳۲۸۸ (۳) یحییٰ بن عبدالرحمن بن حاطب (مسند ابی یحییٰ: ۳۶۷۳/۳) و سندہ حسن (۴) ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف (سنن النسائی: ۱۳۱۶/۶ ج ۳۲۸۱) و سندہ حسن (۵) عبداللہ بن صفوان (المسند رک: ۴۳۷ ج ۳۰) و سندہ صحیح: صحیح اہلکرم و النبی نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے۔ ہشام عروہ سے ہشام بن عروہ اور زہری (مصحح مسلم: ۱۳۲۲) نے یہ حدیث بیان کی ہے۔ ہشام بن عروہ نے سماع کی تصریح کر دی ہے اور وہ تدلیس کے التزام سے بری ہیں۔

(دیکھئے الطح اکمین فی تحقیق طبقات المدلسین: ۳۰/۳۱)

ہشام بن عروہ سے یہ حدیث عبدالرحمن بن ابی الزناد المدنی رحمہ اللہ (مسند احمد: ۱۱۸۶/۶ ج ۱۱۸۶) و سندہ حسن (المجم الکبیر لبطرانی: ۲۱۸۲۳ ج ۲۷) و سندہ حسن (۱) نے بیان کر رکھی ہے۔

تابعین کرام میں سے درج ذیل تابعین سے اس مفہوم کے اقوال ثابت ہیں:

۱: ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف (مسند احمد: ۲۱۱۶/۶ ج ۲۹) و سندہ حسن

۲: یحییٰ بن عبدالرحمن بن حاطب (ایضاً سندہ حسن)

۳: ابن ابی ملیکہ (المجم الکبیر: ۲۶۷۲۳ ج ۲۲) و سندہ حسن

۴: عروہ بن زبیر (صحیح بخاری: ۳۸۹۲) طبقات ابن سعد: ۱۰۸/۸ و سندہ صحیح

۵: زہری (طبقات ابن سعد: ۶۱۸/۸ ج ۶۱۸)

لہذا اس کا انکار کرنا باطل و مردود ہے۔ اس مسئلے پر اجماع ہے۔ (دیکھئے البدایہ والنہایہ: ۱۲۹/۳)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دو ہزار دو سو سو (۲۲۱۰) احادیث مروی ہیں۔ (سیر اعلام النبلاء: ۱۳۹/۲)

قول صحیح کے مطابق آپ کی وفات ستاون ہجری (۵۷ھ) میں ہوئی۔ (دیکھئے تقریب اجتہاد: ۸۱۳۳) اور آپ کی نماز جنازہ سیدنا امیر المؤمنین فی الحدیث الامام الفقہ المجتہد المطلق ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی تھی۔ (دیکھئے تاریخ الخلفاء: ۱۱۸/۱۲۹ و سندہ صحیح: ماہنامہ الحدیث: ۳۳/۱۱)

رضی اللہ عنہا وعن سائر المؤمنین والمؤمنات۔ آمین [الحدیث: ۳۳]

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے محبت

”سيدة نساء العالمين في زمانها، البضعة النورية والجهة المصطفوية“

... بنت سيد الخلق رسول الله ﷺ... وأم الحسنين“

اپنے زمانے میں دنیا کی ساری عورتوں کی سردار، نبی ﷺ کا جگر گوشہ اور
نسبت مصطفائی... سید الخلق رسول اللہ ﷺ کی بیٹی... اور حسنین کی والدہ“

(سیر اعلام النبلاء ۱۱۸/۲، ۱۱۹)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جب ابو جہل کی بیٹی سے شادی کا پیغام بھیجا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((فاطمة بضعة مني، فمن أغضبها أغضبني))

فاطمہ میرا جگر گوشہ ہے، جس نے اُسے ناراض کیا اُس نے مجھے ناراض کیا۔

(صحیح بخاری: ۳۱۳۰، سنن ابی داؤد: ۴۱۱۰، صحیح مسلم: ۲۳۳۹)

ایک روایت میں ہے ((یل ذیني ما آذاها)) وہ چیز مجھے تکلیف دیتی ہے جس سے

اُسے تکلیف پہنچتی ہے۔ (صحیح بخاری: ۵۲۳۰، صحیح مسلم: ۲۳۳۹، دارالاسلام: ۶۳۰۷)

ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

((أما ترضين أن تكوني سيدة نساء أهل الجنة أو نساء المؤمنين ؟))

کیا تم اہل جنت یا مومنوں کی عورتوں کی سردار ہونے پر راضی نہیں؟ تو وہ (خوشی سے)

نہیں پڑیں۔ (صحیح بخاری: ۳۱۲۳، صحیح مسلم: ۲۳۵۰)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) اس طرح چلتی ہوئی آئیں گویا کہ

نبی ﷺ چل رہے ہیں تو نبی ﷺ نے فرمایا: ((مرحباً یا ابنتي)) خوش آمدید اے میری

بچی! پھر آپ نے انھیں اپنی دائیں یا بائیں طرف بٹھالیا۔ (صحیح بخاری: ۳۱۲۳، صحیح مسلم: ۲۳۵۰)

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کی عادات و اطوار، آپ کے اٹھنے بیٹھنے کی پروقار کیفیت اور سیرت میں فاطمہ (رضی اللہ عنہا) سے زیادہ کوئی نہیں دیکھا، جب وہ نبی ﷺ کے پاس تشریف لاتیں تو آپ اُن کے لئے کھڑے ہو جاتے پھر اُن کا بوسہ لے کر اپنی جگہ بٹھاتے تھے اور جب نبی ﷺ ان کے پاس تشریف لے جاتے تو وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر آپ کا بوسہ لیتیں اور آپ کو اپنی جگہ بٹھاتی تھیں۔

(سنن الترمذی: ۳۸۷۴۲ و سند حسن، وقال الترمذی بخلاف حدیث حسن غریب)

رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات کے وقت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو خوش خبری دی تھی کہ وہ جنی عورتوں کی سردار ہیں سوائے مریم بنت عمران کے۔ (ترمذی: ۳۸۷۴۳ و سند حسن)

سیدہ خاندانہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی، پھر آپ عشاء تک (اُٹل) نماز پڑھتے رہے، پھر جب فارغ ہو کر چلے تو میں (بھی) آپ کے پیچھے چلا، آپ نے میری آواز سن کر فرمایا: یہ کون ہے؟ حدیفہ ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں، آپ نے فرمایا: ((ما حاجتك غفر الله لك ولا مأك)) تجھے کیا ضرورت ہے؟ اللہ تجھے اور تیری ماں کو بخش دے۔ (پھر) آپ نے فرمایا:

((إِنَّ هَذَا مَلِكٌ لَمْ يَنْزَلِ الْأَرْضَ قَطُّ قَبْلَ هَذِهِ اللَّيْلَةِ اسْتَأْذَنَ رَبَّهُ أَنْ يَسَلَّمَ عَلَيَّ وَيُشْرِنِي بَانَ فَاطِمَةَ سَيِّدَةِ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ))

یہ فرشتہ اس رات سے پہلے زمین پر کبھی نہیں اُتر ا۔ اس نے اپنے رب سے مجھے سلام کہنے کی اجازت مانگی اور یہ (فرشتہ) مجھے خوش خبری دیتا ہے کہ فاطمہ جنی عورتوں کی سردار ہیں اور حسن و حسین جنی نوجوانوں کے سردار ہیں۔

(سنن الترمذی: ۳۷۷۸۲ و سند حسن، وقال الترمذی حسن غریب، و محمد ابن خزیمہ: ۱۱۹۳ و ابن حبان: ۳۲۲۹ و الذہبی

فی تہذیب المعجم رک ۳۸۱/۳)

تعمیم: اس فرشتے کا نام معلوم نہیں ہے۔ ماہنامہ المدیث: (۲۶ ص ۶۳) میں بریکٹوں

کے درمیان ”(جریل علیہ السلام)“ چھپ گیا ہے جو کہ غلط ہے۔

نبی کریم ﷺ نے سیدنا علی، سیدہ فاطمہ، سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور (اپنی چادر کے نیچے داخل کر کے) فرمایا: اے اللہ یہ میرے اہل (اہل بیت) ہیں۔

(صحیح مسلم، ۲۳۰/۲۳۱، ماہنامہ الحدیث: ۲۶ ص ۱۶)

سیدنا ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((والذي نفسي بيده! لا يغيضنا أهل البيت رجل! إلا أدخله الله النار))

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ہم اہل بیت سے جو آدمی بھی بغض رکھے گا تو اللہ تعالیٰ ضرور اسے (جہنم کی) آگ میں داخل کرے گا۔

(صحیح ابن حبان، الاصحاح: ۶۹۳۹، دوسرے نسخہ: ۶۹۷۸، الموائد: ۲۲۳۶، سند حسن، صحیح الناکم علی شرط مسلم ص ۱۵۰ ص ۴۷۱، دوائر اعلام العلماء: ۱۲۲/۲)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنتی عورتوں میں سب سے افضل خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد (رضی اللہ عنہا)، فروعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم اور مریم بنت عمران ہیں۔

(مسند احمد: ۲۹۳، سند صحیح، ماہنامہ الحدیث: ۳۰ ص ۱۲)

نبی کریم ﷺ نے مرض الموت میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلا کر راز کی ایک بات بتائی تو وہ رونے لگیں پھر دوسری بات بتائی تو وہ ہنسنے لگیں۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ نے مجھے بتایا: ”میں اس بیماری میں فوت ہو جاؤں گا“ تو میں رونے لگی پھر آپ نے مجھے بتایا کہ اہل بیت میں سب سے پہلے (وفات پا کر) میں آپ سے چالموں گی تو میں ہنسنے لگی۔

(صحیح بخاری: ۱۶، ۴۷۱۵، صحیح مسلم: ۲۵۰ ص ۱۲)

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی وفات کے چھ ماہ بعد تقریباً بیس سال کی عمر (۱۱ ہجری)

میں فوت ہوئیں۔ (دیکھئے تقریب: ۸۶۵۰)

تعمید (۱): جس روایت میں آیا ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وفات سے پہلے غسل وفات

کیا تھا ضعیف و منکر روایت ہے۔ دیکھئے ماہنامہ الحدیث: ۲۸ ص ۱۵، ۱۴



حتیمہ (۲): بعض گمراہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ”سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کا سبب یہ ہے کہ (سیدنا) عمر (رضی اللہ عنہ) نے انھیں دھکا دیا تھا۔“ یہ بالکل بے اصل، من گھڑت اور موضوع قصہ ہے۔ آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دل آل بیت، تمام صحابہ کرام، خلفائے راشدین، سیدنا حسن، سیدنا حسین رضی اللہ عنہم اجمعین اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی محبت سے بھر دے۔ آمین

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے محبت

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ منبر پر خطبہ دے رہے تھے۔ آپ کے قریب ہی سیدنا حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما موجود تھے۔ آپ ایک دفعہ انھیں دیکھتے اور دوسری دفعہ لوگوں کو فرماتے:

((إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ، وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَصْلَحَ بِهِ بَيْنَ فِتْنَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ))

میرا یہ بیٹا (نواسا) سید (سر دار) ہے اور ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کروائے۔ (صحیح البخاری: ۲۷۰۳)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا، نبی ﷺ نے (سیدنا) حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو اپنے کندھے پر اٹھایا ہوا تھا اور آپ فرما رہے تھے: ((اللهم انی أحبه فأحبه)) اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں، تو بھی اس سے محبت کر۔

(صحیح البخاری: ۳۹۷۴، صحیح مسلم: ۲۳۲۲/۵۸)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں دن کے کسی حصے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ باہر نکلا۔ آپ (سیدہ) فاطمہ رضی اللہ عنہا کے خیمے کے پاس آئے اور فرمایا: چھوٹا بچہ کہاں ہے؟ کیا یہاں چھوٹا بچہ ہے؟ آپ حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھ رہے تھے۔ تھوڑی دیر میں وہ (حسن رضی اللہ عنہ) دوڑتے ہوئے آئے تو رسول اللہ ﷺ نے انھیں گلے لگا لیا (معانفہ کیا) اور فرمایا: ((اللهم انی أحبه فأحبه وأحب من یحبه)) اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں، تو بھی اس سے محبت کر اور جو اس سے محبت کرے اُس سے محبت کر۔

(صحیح بخاری: ۲۳۲۲/۵۷، صحیح مسلم: ۲۳۲۲)

مشہور حلیل القدر صحابی سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے

زیادہ کوئی بھی رسول اللہ ﷺ کے مشابہ نہیں تھا۔ (صحیح بخاری ۳۷۵۲)
 نبی کریم ﷺ اسامہ بن زید اور حسن (رضی اللہ عنہما) کو پکڑتے (اور اپنی رانوں پر بٹھاتے)
 آپ فرماتے: اے اللہ! ان دونوں سے محبت کر، کیونکہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں۔
 (صحیح بخاری ۳۷۵۵)

سیدنا ابوبکر الصديق رضی اللہ عنہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے تھے۔ عقبہ بن الحارث رضی اللہ عنہ
 نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (پیدا سے) حسن (رضی اللہ عنہ) کو اٹھا رکھا تھا اور آپ فرما
 رہے تھے یہ نبی ﷺ کے مشابہ ہے۔ (صحیح بخاری ۳۷۵۶)
 سیدنا ابوبکر الصديق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: محمد رضی اللہ عنہ کے اہل بیت (سے محبت) میں آپ کی
 محبت تلاش کرو۔ (صحیح بخاری ۳۷۵۱)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حسن اور حسین اہل جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔
 (سنن ابن ماجہ ۳۷۸۱ و سنن احمد ۳۷۳۲ و سنن ابی داؤد ۱۰۹۹۹ و سنن ترمذی ۳۷۸۱)
 سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ان
 دونوں (حسن و حسین رضی اللہ عنہما) سے محبت کی تو یقیناً اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان
 دونوں سے بغض کیا تو یقیناً اس نے مجھ سے بغض کیا۔

(مسند احمد ۲/۳۳۷ ح ۹۶۷۷ و سنن ابن ماجہ ۳۷۸۱ ح ۳۷۷۷ و سنن ابی داؤد ۱۰۹۹۹ ح ۱۰۹۹۹)
 سیدنا مقدم بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حسن (رضی اللہ عنہ)
 کو گود میں بٹھایا اور فرمایا: ((ہذا منی)) یہ مجھ سے ہے۔

(سنن ابی داؤد ۳۳۳۱ و سنن احمد ۳۷۸۱ ح ۳۷۸۱ و سنن ابی داؤد ۱۰۹۹۹ ح ۱۰۹۹۹)
 عنعن لافہ کان یروی من کتابہ، انظر الخ، لم یمن فی تحقیق طبقات المدلسین ۱۷/۲۹، و اتعطل علی اعلل
 لابن عبدالبہادی ص ۱۲۳ ح ۱۲۳/۳۵)

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب بہت زیادہ ہیں جن میں سے بعض کا ذکر ”سیدنا
 حسین رضی اللہ عنہ سے محبت“ میں گزر چکا ہے۔ والحمد للہ



حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”قوالله والله! بعد ان ولي لم يهرق في خلافته ملء محجمة من دم“
پس اللہ کی قسم، اللہ کی قسم، جب حسن (رضی اللہ عنہ) برسرِ اقتدار آئے تو آپ کے عہدِ خلافت میں سنگی لگوانے جتنا یعنی بہت تھوڑا سا خون بھی نہیں بہایا گیا۔

(مسند احمد ۵/۴۲۷ ج ۴۲۷ دسندہ حسن)

آپ اُمتِ مسلمہ میں اختلافات کو سخت ناپسند کرتے تھے۔ آپ نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر کے خلافت اُن کے حوالے کر دی تھی۔

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے مدائن میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

”ألا إن أمر الله واقع إذ لا له دافع وإن كره الناس، إني ما أحببت أن ألي من أمة محمد مثقال حبة من خردل يهرق فيه محجمة من دم، قد علمت ما ينفعني مما يضرتني فالحقوا بطيئكم“
سن لو کہ اللہ کا فیصلہ واقع ہونے والا ہے، اُسے کوئی بھی ہٹا نہیں سکتا اگرچہ لوگ اسے ناپسند کریں۔ مجھے اُمتِ محمدیہ پر رائی کے دانے کے برابر ایسی حکومت پسند نہیں ہے جس میں تھوڑا سا بھی خون بہایا جائے۔ مجھے اپنا نفع و نقصان معلوم ہے، تم اپنے راستوں پر گامزن ہو جاؤ یعنی اپنی اپنی فکر کرو۔

(تاریخ دمشق لابن عساکر ۱۳/۸۹ دسندہ صحیح)

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ انھوں نے بہت سی عورتوں سے شادی کی اور وہ کثرت سے طلاق دیا کرتے تھے، مگر اس مفہوم کی روایات میں تحقیقی لحاظ سے نظر ہے۔

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ پچاس ہجری (۵۰ھ) کے قریب فوت ہوئے۔

حافظ ذہبی لکھتے ہیں:

”الإمام السيد، ريحانة رسول الله ﷺ وسطه وسيد شباب

أهل الجنة أبو محمد القرشي الهاشمي المدني الشهيد
 امام سید، رسول اللہ ﷺ کے پھول اور نواسے، جنتی نوجوانوں کے سردار، ابو محمد
 القرشی الهاشمی المدنی الشہید۔ (سیر اعلام النبلاء ۳/۳۴۵، ۳۴۶)
 حافظ ابن حجر العسقلانی لکھتے ہیں:

”مبیط رسول اللہ ﷺ وريحانته وقد صحبه وحفظ عنه، مات
 شهيداً بالسّم سنة تسع وأربعين وهو ابن سبع وأربعين، وقيل: بل
 مات سنة خمسين وقيل بعدها“

رسول اللہ ﷺ کے نواسے اور پھول ہیں۔ وہ آپ کے صحابی ہیں اور آپ کی
 حدیثیں یاد کی ہیں۔ وہ ۳۹ھ میں ۷۴ سال کی عمر میں زہر کے ساتھ شہید کئے گئے۔
 کہا جاتا ہے: بلکہ آپ پچاس ہجری یا اس کے بعد فوت ہوئے۔

(تقریب احمدیہ: ۱۲۶۰)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”حدثنا وكيع: حدثنا يونس بن أبي إسحاق عن بريد بن أبي مريم
 السلولي عن أبي الحوراء عن الحسن بن علي قال: عَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ
 ﷺ كَلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ فِي قُتُوبِ الْوُتَرِ:

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے قوت و تر میں پڑھنے کے لئے
 یہ کلمات سکھائے:

((اَللّٰهُمَّ اِهْدِنِيْ فِيمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنِيْ فِيمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّيْنِيْ فِيمَنْ
 تَوَلَّيْتَ، وَتَارَلْتُ لِيْ فِيمَا اَعْطَيْتَ، وَفِيْ شَرِّ مَا قَضَيْتَ، فَإِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا
 يُقْضَى عَلَيْكَ، إِنَّهُ لَا يَدُلُّ مَنْ وَّالَيْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ))

اے اللہ مجھے ہدایت دے ان لوگوں میں (شامل کر دے) جنہیں تو نے ہدایت دی
 ہے، اور عافیت میں رکھ ان لوگوں میں جنہیں تو نے عافیت میں رکھا ہے، اور مجھ سے

دوستی کران میں جنھیں تو نے دوست بنایا ہے، اور جو مجھے دیا ہے اس میں برکت ڈال، اور تو نے (تقدیر کا) جو فیصلہ کیا ہے مجھے اس کے شر سے بچا، بے شک تو فیصلہ کرتا ہے اور تیرے خلاف کوئی فیصلہ نہیں ہو سکتا، جسے تو دوست رکھے اسے کوئی ذلیل نہیں کر سکتا، اے ہمارے رب تو برکتوں والا اور بلند ہے۔

(مسند احمد ۱۹۹ ج ۱۸، اسناد صحیح و صحیح ابن خزیمہ ۱۰۹۵، ابواب الجود ۲: ۷۷۲)

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں تفصیلی و تحقیقی مضمون ہی میں روایات مناقب و فضائل کو جمع کیا جاسکتا ہے۔ فی الحال اسی مختصر المختصر پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

اے اللہ! ہمارے دلوں کو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ، تمام صحابہ و ثقہ تابعین، تبع تابعین اور سلف صالحین کی محبت سے بھر دے۔ آمین

سیدنا حسن بن علی اور تمام صحابہ کرام سے محبت، جزو ایمان ہے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین

[الحديث: ۲۸]

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے محبت

نبی کریم ﷺ نے سیدنا حسن بن علی اور سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے بارے میں فرمایا:
 ((هما ريحاننا من الدنيا)) وہ دونوں دنیا میں سے میرے دو پھول ہیں۔
 (صحیح البخاری ۳۷۵۳)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((حسين مني وأنا من حسين، أحب الله من أحب حسيناً، حسين
 سبط من الأسباط))

حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ اللہ اس سے محبت کرے جو حسین سے
 محبت کرتا ہے، حسین میری نسلوں میں سے ایک نسل ہے۔ (سنن الترمذی ۳۷۷۵)
 وقال: هذا حديث حسن، مستدرک ۱/۱۷۷، ماہنامہ المدینہ، ۲۴/۲۸، یہ روایت سنن لذات ہے

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ (مہا لے والی) آیت
 ﴿لَا تَدْعُ آيَةً نَا وَآيَةً كُمْ﴾ اور (مہا لے کے لئے) ہم اپنے بیٹے بلائیں تم اپنے بیٹے
 بلاؤ۔ (آل عمران ۱۶) نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین (رضی اللہ
 عنہم اجمعین) کو بلایا اور فرمایا: ((اَكُلْهُمْ هُوَ لَاءِ أَهْلِي)) اے اللہ! یہ میرے اہل گھر
 والے، اہل بیت ہیں۔ (صحیح مسلم ۴۰۶۳۲، ۴۰۶۳۳، ۴۰۶۳۴، ۴۰۶۳۵، ۴۰۶۳۶، ۴۰۶۳۷، ۴۰۶۳۸، ۴۰۶۳۹)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن صبح کو نبی ﷺ باہر تشریف لائے اور
 آپ کے جسم مبارک پر اونٹ کے کھاد سے جھسی دھاریوں والی ایک اونٹنی چادر بھی تو حسن بن
 علی (رضی اللہ عنہ) تشریف لائے، آپ نے انھیں چادر میں داخل کر لیا۔ پھر حسین (رضی اللہ
 عنہ) تشریف لائے، وہ چادر کے اندر داخل ہو گئے۔ پھر فاطمہ (رضی اللہ عنہا) تشریف لائیں تو انھیں

آپ نے چادر کے اندر داخل کر لیا، پھر علی (رضی اللہ عنہ) تشریف لائے تو انھیں (بھی) آپ نے چادر کے اندر داخل کر لیا۔

پھر آپ (ﷺ) نے فرمایا:

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾

اے اہل بیت اللہ صرف یہ چاہتا ہے کہ تم سے پلیدی دور کر دے اور تمہیں خوب پاک صاف کر دے۔ (الجزاب: ۳۳) (صحیح مسلم: ۶۱۰/۲۳۴۲ و دار السلام: ۶۲۶۱)
سیدنا زید بن ارقم (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا:

”نساؤہ من اہل بیتہ ولكن اہل بیتہ من حرم الصدقة بعده“

آپ (ﷺ) کی بیویاں آپ کے اہل بیت میں سے ہیں لیکن (اس حدیث میں) اہل بیت سے مراد وہ ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ (لینا) حرام ہے یعنی آل علی، آل عقیل، آل جعفر اور آل عباس۔ (صحیح مسلم: ۳۰۸/۲۴۰۸ و دار السلام: ۶۲۲۵)

سیدنا وائل بن الاسقع (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے اپنی دائیں طرف طاہرہ کو اور بائیں طرف علی کو بٹھایا اور اپنے سامنے حسن و حسین (رضی اللہ عنہما) کو بٹھایا (پھر) فرمایا:

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾

اے اہل بیت! اللہ صرف یہ چاہتا ہے کہ تم سے پلیدی دور کر دے اور تمہیں خوب پاک و صاف کر دے۔ (الجزاب: ۳۳) اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔

(صحیح ابن حبان، الاحسان: ۶۹۳۷، ۶۹۷۶، الموارد: ۳۲۳۵، مسند احمد: ۴/۱۰ و صحیح الترمذی: ۲/۵۲۰۲ و ابی کرم: ۳/۴۷۷)

سیدہ ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ نبی (ﷺ) نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین (رضی اللہ عنہم) کے بارے میں فرمایا: ((اللھم هؤلاء اہل بیتی)) اے میرے اللہ! یہ میرے اہل بیت



ہیں۔ (المعجم رک ۶۲ ج ۳۵۵۸ سندہ حسن و صحیح الحاکم علی شرط البخاری)

مسند احمد (۲۹۲/۶ ج ۲۶۵۰۸ ب) میں صحیح سند سے اس حدیث کا شاہد (تائیدی روایت) موجود ہے۔ سیدنا علیؑ، سیدہ فاطمہؑ، سیدنا حسنؑ اور سیدنا حسینؑ رضی اللہ عنہم کے اہل بیت میں ہونے کے بیان والی ایک حدیث عمر بن ابی سلمہؓ (ترمذی: ۳۷۸۷ سندہ حسن) سے بھی مروی ہے۔ سیدہ ام سلمہؓ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ام سلمہ کو فرمایا: ((أنت من أهلي)) تو میرے اہل بیت سے ہے۔

(مشکل الاطالیق دی ترمذی الاخیار ۱۸ ج ۴۷۷ ۱۱۳۷ سندہ حسن)

مختصر یہ کہ سیدنا علیؑ، سیدنا حسنؑ، سیدنا حسینؑ رضی اللہ عنہم کا اہل بیت میں سے ہونا صحیح قطعاً دلائل میں سے ہے، اس کے باوجود بعض بد نصیب حضرات ناصیت کا جھنڈا اٹھائے ہوئے یہ کہہ دیتے ہیں کہ ”یہ اہل بیت میں سے نہیں ہیں!!“
نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((الحسن والحسين سيدا شباب أهل الجنة))

حسن اور حسین جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔

(مسند احمد ۳۷۳ ج ۹۹۹۹ ابن ابی سعید اللہریؓ سندہ صحیح، الشانی فی الکبریٰ: ۸۵۲۵ و فی خصائص علی: ۱۳۰) سیدنا حذیفہؓ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس فرشتے (جبریل علیہ السلام) نے مجھے خوش خبری دی کہ ”وَأَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ“ اور بے شک حسن و حسین (رضی اللہ عنہما) اہل جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔

(ترمذی: ۳۷۸۱ سندہ حسن، وقال الترمذی: ”حسن غریب“ و صحیح ابن حبان، الموارد: ۲۲۲۹ وابن خیر: ۱۱۹۳)

والذہبی فی تحفہ المسند رک ۳۸/۳)

سیدنا عبد اللہ بن مسعودؓ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الحسن والحسين سيدا شباب أهل الجنة وأبوهما خیر منهما))

حسن اور حسین اہل جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں اور ان کے ابا (سیدنا علیؑ رضی اللہ عنہ)

ان دونوں سے بہتر ہیں۔

(المصدر رک لم کم ۳/۱۶ ج ۹۷، سند حسن، مجمع الجامع ووافی الذہبی)

((سیدنا شباب اہل الجنة)) والی حدیث متواتر ہے۔ (علم البنا اثر من الحدیث)

البتراثر ص ۲۰۷ ج ۲۳۵، تلف الا زہار المتاثرہ فی الاخبار المتواترہ للسیوطی ص ۲۸۶ ج ۱۰۵، تہذیب التہذیب

المصاثرہ فی الاحادیث المتواترہ للریسی ص ۱۴۹ ج ۲۵)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((هَذَا ابْنُ ابْنِي، اللَّهُمَّ إِنِّي أَحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا وَأَحِبَّ مَنْ يَحِبُّهُمَا))

یہ دونوں (حسن و حسین) میرے بیٹے اور نواسے ہیں، اے میرے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان دونوں سے محبت کر اور جو ان سے محبت کرے تو اس سے محبت کر۔

(الترمذی: ۶۹/۳۷۷ سند حسن وقال: "هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ" فی موسیٰ بن یعقوب الترمذی حسن الحدیث ولفظ الجہور)

عطاء بن یسار (تابعی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ انھیں ایک آدمی (صحابی) نے بتایا: انھوں نے دیکھا کہ نبی ﷺ حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) کو سینے سے لگا کر فرما رہے تھے:

((اللَّهُمَّ إِنِّي أَحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا)) اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو (تو بھی) ان دونوں سے محبت کر۔ (مسند احمد ۵/۳۶۹ ج ۲۳۳۳ سند صحیح)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَحِبُّوا اللَّهَ لِمَا يَغْذُوكُمْ مِنْ نِعْمِهِ، وَأَحِبُّوا نَبِيَّ بَيْتِ اللَّهِ، وَأَحِبُّوا أَهْلَ بَيْتِي لِحَبِي))

اللہ تمہیں جو نعمتیں کھلاتا ہے اُن کی وجہ سے اللہ سے محبت کرو، اور اللہ کی محبت کی وجہ سے مجھ سے محبت کرو، اور میری محبت کی وجہ سے میرے اہل بیت سے محبت کرو۔

(الترمذی ۳۷۸۹ و سند حسن، وقال الترمذی: "حسن غریب" و محمد الحاکم ۳/۱۵۷ ح ۱۶۱۹ و واقعہ الذہبی و قال البیہقی: "هذا حديث حسن غريب" / تهذيب الكمال ۱۹۹/۱۰ عبد اللہ بن سلیمان التوفیقی و محمد الترمذی و الحاکم و الذہبی لم یحسن الحدیث)

سیدنا الامام ابو بکر الصديقؓ نے فرمایا:

”ارقبوا محمداً ﷺ في اهل بيته“

محمد ﷺ کے اہل بیت (سے محبت) میں آپ کی محبت تلاش کرو۔ (صحیح بخاری ۳۷۵۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((من أحبهما فقد أحبنى ومن أبغضهما فقد أبغضني))

جس شخص نے ان (حسن اور حسین رضی اللہ عنہما) سے محبت کی تو یقیناً اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان دونوں سے بغض کیا تو یقیناً اس نے مجھ سے بغض کیا۔

(مسند امام احمد ۲/۴۳۷ ح ۹۶۷۳ و واقعہ الصحاح ۱۰/۱۳۷۶ سند حسن، و محمد الحاکم ۳/۱۶۱۹ ح ۱۶۷۷۷ و واقعہ الذہبی / عبد الرحمن بن مسعود البیہقی و واقعہ ابن حبان ۱۰/۱۶۷۷۷ ح ۱۰۱۶۷۷۷ و قال البیہقی فی مجمع الزوائد ۲/۲۳۰۷ ح ۲۳۰۷) ”و هو ثقة“ فدیہ لا یزل عن درجہ ائسن

اس روایت کو دوسری جگہ حافظ ذہبی نے قوی قرار دیا ہے۔ (دیکھئے تاریخ الاسلام ۹۵/۵ و قال ”وفی المسند ما ساد قوی“)

ایک دفعہ نبی ﷺ خطبہ دے رہے تھے کہ حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) تشریف لے آئے تو آپ مہربان سے اتر گئے اور انھیں پکار کر اپنے سامنے لے آئے، پھر آپ نے خطبہ شروع کر دیا۔

(الترمذی ۳۷۷۷ ح ۳۷۷۷ و سند حسن، ابو داؤد ۱۱/۱۰۹ و الترمذی ۱۰۸/۳ ح ۱۰۸۳ و قال الترمذی: "هذا حديث حسن غريب" و محمد الطبرانی فی معجمه ۲۸/۸۱۶ و ابن خزیمہ ۲/۱۰۴۵۲ و ابن حبان ۱۰/۱۶۷۷۷ ح ۱۰۱۶۷۷۷ و الحاکم ۳/۱۶۱۹ ح ۱۶۷۷۷ و واقعہ الذہبی و قال الذہبی فی تاریخ الاسلام ۹۷/۹: "مسندہ صحيح")

سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہنے کے سائے تلے بیٹھے ہوئے تھے کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو آتے ہوئے دیکھا تو انھوں نے فرمایا:

”لہذا احب اهل الأرض إلى اهل السماء اليوم“

یہ شخص آج آسمان والوں کے نزدیک زمین والوں میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔

(تاریخ دمشق ۱۸/۱۳۱ سندہ حسن، یونس بن ابی اسحاق برقی سن۱۸۱ سندہ یونس بن ابی اسحاق برقی سن۱۸۱ سندہ یونس بن ابی اسحاق برقی سن۱۸۱)

علاقات المسلمین ۲۶/۲۸ ص ۲۸

مظلوم کربلا کی شہادت کا المیہ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن میں نبی ﷺ کے پاس گیا تو (دیکھ) آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔ میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! کیا کسی نے آپ کو ناراض کر دیا ہے؟ آپ کی آنکھوں سے آنسو کیوں بہہ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: بلکہ میرے پاس سے ابھی جبریل (علیہ السلام) اٹھ کر گئے ہیں، انھوں نے مجھے بتایا کہ حسین کو فرات کے کنارے قتل (شہید) کیا جائے گا۔

(مسند احمد ۸/۵۱۸ ح ۲۸۸ سندہ حسن، عبد اللہ بن نجی والیہ صدوقان، محمد بن ابی حمزہ اور دلائل مزیل حدیث جامعہ درجہ حسن،

انقرضت المعصود فی تحقیق سنن ابی داود: ۲۲۷)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے ایک دن دو پہر کو نبی ﷺ کو خواب میں دیکھا، آپ کے بال بکھرے ہوئے اور گرد آلود تھے، آپ کے ہاتھ میں خون کی ایک بوتلی تھی۔ میں نے پوچھا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ حسین (رضی اللہ عنہ) اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے، میں اسے صبح سے اکٹھا کر رہا ہوں۔ (مسند احمد ۲۳۲/۱ سندہ حسن، دیکھئے ابناہ اللہ بیٹ حفصہ، ص ۱۰۳/۱۶۳ اور شمارہ: ۲۳۲/۱۸)

اس سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر سخت غمگین تھے۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حسین بن علی (رضی اللہ عنہ) موجود تھے اور آپ دروہے تھے۔ آپ نے فرمایا: مجھے جبریل (علیہ السلام) نے بتایا کہ میری امت اسے میرے بعد قتل کرے گی۔

(مشیحہ ابراہیم بن محمد بن طہمان، سن۱۳۰۳ و سن طبرقی، ابن طہمان، رواہ ابن عساکر فی تاریخ دمشق ۱۳/۱۹۶، و طبرقی

(تاریخ دمشق ۴/۲۲۹ و مسند حسن)

(المعجم الكبير للعظيم ابن أبي عمير ج ۱ / ۳ ص ۲۸۶ ح ۱۲۲ ر ج ۲۸۶ ل فضائل الصحابة ج ۲ ص ۷۷ ح ۴۳۳ و سند حسن)

یہ ہفتے (سبت) کا دن تھا (تاریخ ابی زرعہ الشافعی ۲۳۳۔ ۲۳۴) عن ابی نعیم الفضل بن دین الکوئی رحمہ اللہ) بعض کہتے ہیں کہ سوموار کا دن تھا۔ (دیکھئے تاریخ دمشق ۱/۲۳۶)

بہت سے کفار اپنے کفر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو بُرا کہتے رہتے ہیں مگر رب رحیم انہیں دنیا میں مہلت دیتا رہتا ہے مگر جسے وہ پکڑ لے تو اسے جھڑانے والا کوئی نہیں۔ مشہور جلیل القدر شیعہ تابعی ابو رجاء عمر ابن ملکان الطار دی رحمہ اللہ نے جاہلیت کا زمانہ پایا ہے مگر جاہلیت کا شرف حاصل نہ ہو سکا۔ وہ ایک سو بیس (۱۰۰) سال کی عمر میں، ایک سو پانچ (۱۰۵ھ) میں فوت ہوئے۔

علی اور اہل بیت کو نہر اندکھو، ہمارے بلجیم کے ایک پڑوسی نے (سیدنا) حسین رضی اللہ عنہ کو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بارے میں بہت سی ضعیف و مرود اور عجیب

وغریب روایات مردی ہیں جنہیں میں نے جان بوجھ کر یہاں ذکر نہیں کیا۔ دین کا داور مدار صحیح و ثابت روایات پر ہے، ضعیف و مردود روایات پر نہیں۔

صد افسوس ہے ان لوگوں پر جو غیر ثابت اور مردود تاریخی روایات پر اپنے عقائد اور عمل کی بنیاد رکھتے ہیں بلکہ بجا تگدال ان مردود روایات کو ”مسلم تاریخی حقائق“ کے طور پر متعارف کرانے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔

تابعی صغیر ابراہیم بن یزید النخعی نے فرمایا:

اگر میں ان لوگوں میں ہوتا جنہوں نے حسین بن علی (علیہ السلام) کو قتل (شہید) کیا تھا، پھر میری مغفرت کر دی جاتی، پھر میں جنت میں داخل ہوتا تو میں نبی ﷺ کے پاس گزرنے سے شرم کرتا کہ کہیں آپ میری طرف دیکھ نہ لیں۔

(المعجم الكبير للطبرانی ۱۱/۲۳ ج ۲۸۲۹ وسند حسن)

آخر میں ان لوگوں پر لعنت ہے جنہوں نے سیدنا و محبوبنا امامنا الحسین بن علی علیہ السلام کو شہید کیا یا شہید کرایا اس کے لئے کسی قسم کی معاونت کی۔ اے اللہ! ہمارے دلوں کو سیدنا الامام المظلوم الشہید حسین بن علی، تمام اہل بیت اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی محبت سے بھر دے۔ آمین

سیدنا علیؑ، سیدنا حسینؑ اور اہل بیتؑ سے نواصب حضراتِ بغض رکھتے ہیں جبکہ شیعہ حضرات ان کے دعوئی محبت میں صحابہ کرامؓ سے بغض رکھتے ہیں، اہل بیتؑ کی محبت میں غلو کرتے اور ضروریاتِ دین کا انکار کرتے ہیں۔ یہ دونوں فریق افراط و تفریط والے راستوں پر گامزن ہیں۔ اہل سنت کا راستہ اعتدال اور انصاف والا راستہ ہے۔ واللہ اعلم

اہل سنت کے ایک جلیل القدر امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید الطبری رحمہ اللہ نے شہادت حسین وغیرہ تاریخی واقعات کو ابوجعفر وغیرہ کذابین و متروکین کی سندوں سے اپنی تاریخ طبری میں نقل کر رکھا ہے۔ یہ واقعات و تفصیل موضوع اور سن گھڑت وغیرہ ہونے کی وجہ سے مردود ہیں لیکن امام طبری رحمہ اللہ ہی ہیں کیونکہ انھوں نے سند بیان کر دی

ہیں۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم کے علاوہ حدیث کی ہر کتاب سے صرف وہی روایت پیش کرنی چاہئے جس کی سند اصول حدیث اور اسماء الرجال کی روشنی میں صحیح لذات یا حسن لذات ہو ورنہ پھر خاموشی ہی بہتر ہے۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم کی مسند متصل مرفوع تمام احادیث صحیح ہیں۔

وما علینا إلا البلاغ

[الحديث: ۲۶، ۲۷]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے محبت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چار آدمیوں سے قرآن پڑھو: عبداللہ بن مسعود، سالم موطیٰ ابی حذیفہ، ابی بن کعب اور معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہم) سے۔ (صحیح بخاری ۲۰۷۰، صحیح مسلم ۲۳۶۳)

جب یہ آت کر یہ ﴿كَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعُمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوا بِمَا نُكَرُوا لَكُمْ كُنَّا نُبَيِّنُ لَكُمْ آيَاتِنَا وَلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ﴾ ان لوگوں پر کوئی گناہ نہیں جو ایمان لائے اور اعمالِ صالحہ کئے، اس میں جو انھوں نے کھایا، جب انھوں نے تقویٰ اختیار کیا اور ایمان لائے۔ (المائدہ: ۹۳)

نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ((قُلْ لِي أَنْتَ مِنْهُمْ)) مجھے بتایا گیا ہے کہ تم ان میں سے ہو۔ (صحیح مسلم ۴۳۵۹)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی پنڈلیاں پتی تھیں۔ ایک دفعہ ہوا کے ساتھ آپ کا ازار تھوڑا سا ہٹا تو پنڈلیاں نظر آنے لگیں۔ لوگ یہ پنڈلیاں دیکھ کر فس پڑے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَهَمَّا أَثْقَلَ فِي الْمِيزَانِ مِنْ أَحَدٍ)) اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ دونوں (پنڈلیاں) میزان میں اُحد (پہاڑ) سے زیادہ بھاری ہیں۔ (دیکھئے مسند احمد ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲ ج ۳۹۹۱ و سندہ حسن، لطیفات ابن سعد ۱۵۵/۳)

یہ روایت سیدنا علی رضی اللہ عنہ (مسند احمد ۱۱۲۰ ج ۹۲۰ و سندہ حسن) اور سیدنا قرہ بن ایاس رضی اللہ عنہ (المستدرک ۳۱۷ ج ۵۳۸۵ و صحیح دوافع الدہلی) سے بھی مروی ہے۔

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں عقبہ بن ابی معیط (ایک کافر) کی کبریاں چراتھا تو (ایک دن) میرے پاس سے رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر (رضی اللہ عنہ) گزرے۔ آپ نے فرمایا: اے لڑکے! کیا کچھ دودھ ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں! لیکن یہ میرے پس امانت ہے۔ آپ نے فرمایا: کیا کوئی ایسی کبری بھی ہے جو دودھ ہی نہیں دیتی؟ میں ایک کبری لے

آیا تو آپ نے اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا۔ پھر اس بکری کا دودھ اُتر آیا تو آپ نے ایک برتن میں دودھا پھر خود پیا اور ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کو پلایا۔ پھر آپ نے بکری کے تھنوں کو کہا: سکو (کر سپل کی طرح ہو) جاؤ۔ تھن سپل کی طرح ہو گئے۔ پھر میں (یہ معجزہ دیکھنے کے بعد) آپ کے پاس آیا تو کہا: یا رسول اللہ! مجھے یہ کلام سکھا دیں۔ آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: ((یوحکمک اللہ فانک غلیم معلم)) اللہ تجھ پر رحم کرے، تم پڑھے سکھائے لڑکے ہو۔ (مسند عمر ۱/۳۷۹، ۲/۵۹۸، مختصراً لمعنی وسند حسن، طبقات ابن سعد ۳/۱۵۰، ۱۵۱، وسند حسن، دلائل النبوة للبیہقی ۱/۸۴۶ وسند حسن)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کی زبان (مبارک) سے ستر سورتیں یاد کی ہیں۔ (ابن سعد ۱/۵۱۳ وسند حسن)

سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ۴۰؎ ولیس عندکم ابن أم عبد؟ صاحب النعلین والواسة والمطهرة“ کیا تمہارے پاس آپ (ﷺ) کے جوئے اٹھانے والے، سر ہانٹانے والے اور وضو کا پانی اٹھانے والے ابن أم عبد (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) نہیں ہیں؟ (صحیح بخاری ۳۷۴۲)

رسول اللہ ﷺ کے رازدان سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اخلاقی، اتباع سنت اور سیرت و عادات میں ابن ام عبد (ابن مسعود) سے زیادہ کوئی بھی نبی ﷺ سے قریب تر نہیں دیکھا۔ (صحیح بخاری ۳۷۶۲)

سیدنا ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ عبداللہ بن مسعود نبی ﷺ کے اہل بیت میں سے ہیں، کیونکہ وہ اور ان کی والدہ آپ کے پاس بہت زیادہ آتے جاتے تھے۔ (صحیح بخاری ۳۷۶۳، صحیح مسلم ۲۳۶۰)

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہمیشہ محبت کرتے تھے۔ (دیکھئے صحیح مسلم ۲۳۶۳)

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صحابہ میں سے باقی رہ جانے والے جانتے ہیں کہ ابن مسعود کو سب سے زیادہ اللہ کا تقرب حاصل ہے۔ (ابن سعد ۳/۱۵۰، مختصراً وسند صحیح)

سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کے وقت گوہی دی کہ رسول اللہ ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے اور آپ دواؤں میں عمار بن یسار اور ابن مسعود (رضی اللہ عنہما) سے محبت کرتے تھے۔ (مسند احمد ۳/۱۹۹، ۲۰۰ ج ۸/۱۷۷، مسند صحیح)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے فضائل بے شمار ہیں۔ آپ بدری صحابی اور السابقون الاولون میں سے ہیں۔ جو بد نصیب لوگ معوذتین وغیرہ کی وجہ سے آپ پر کلام کرتے ہیں انھیں خدا اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہئے۔

نام نہاد جماعت المسلمین رجسٹرڈ (فرقہ مسعودیہ) کے امیر دوم محمد اشتیاق نے بغیر کسی شرم کے لکھا ہے کہ ”اور ویسے بھی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حافظہ میں بحول واقع ہو گئی تھی، جس کی وجہ سے یہ مسئلہ اور بھی بے حقیقت ہو جاتا ہے“

(نماز کے سلسلہ میں پوسٹ بدھیا نوکی سادب کے چند اعتراضات اور ان کے جوابات ص ۳۸)

اشتیاق کی یہ جرح بالکل باطل اور مردود ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے دل سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ کی محبت سے بھر دے۔ آمین

فَقَدْ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِثْلَ سِدِّيقِ دَوَاهِمُ مَسْئَلِ

① سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آسمان دنیا اور قریب والے آسمان کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے اور ہر دوا آسمانوں کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے۔ ساتویں آسمان اور کرسی کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے۔ کرسی اور پانی کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے۔ عرش پانی پر ہے اور اللہ تعالیٰ عرش پر ہے اور جس حالت میں تم ہو وہ جانتا ہے۔ (کتاب الرد علی المجاہد لعثمان بن سعید الدارمی ۸۱، مسندہ حسن، التوحید لابن خزیمہ ص ۱۰۵، ۱۰۶، الطہرات فی اکسیر ۲۲۸، ۹، الاسماء والصفات للبیہقی ص ۲۹۱)

② سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”لَا تَقْبَلُوا دِيْنَكُمْ الْوَحَالَ“ بلع تم اپنے دین میں لوگوں کی تقلید نہ کرو۔ الخ (اسنن الکبریٰ للبیہقی ۷۲، مسندہ صحیح، دین میں تھیکا کا مسئلہ ص ۳۵)

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے محبت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((استقروا القرآن من أربعة: من ابن مسعود ومولى أبي حذيفة وأبي ومعاذ بن جبل)) چار آدمیوں سے قرآن پڑھو: ابن مسعود، سالم مولى ابی حذیفہ، ابی (بن کعب) اور معاذ بن جبل سے۔ (صحیح بخاری ۲۸۰۶، صحیح مسلم ۴۳۱۳) سیدنا معاذ بن جبل الانصاری رضی اللہ عنہ بدری صحابہ میں سے ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اعملوا ما شئتم فقد غفرت لكم“

جو چاہے اعمال کرو، میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔ (صحیح بخاری ۷۰۰۷، صحیح مسلم ۲۳۹۳) سیدنا انس بن مالک الانصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((وأعلمهم بالحلال والحرام معاذ بن جبل)) اور ان (میری امت) میں حلال و حرام کے بارے میں سب سے زیادہ جاننے والے معاذ بن جبل ہیں۔

(سنن الترمذی ۹۱۷۲، مسند صحیح وقال الترمذی: ”حسن صحیح“ و محمد ابن حبان: ۲۲۱۸، الجامع ۳۲۲۳، علی شریک الطخین ووافقه الذہبی بحیث ان ابن سعد ۵۸۶/۳، ۳۸۸/۷)

سیدنا ابو ہریرہ الدوسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((نعم الرجل معاذ بن جبل)) معاذ بن جبل اچھے آدمی ہیں۔

(سنن الترمذی ۳۷۹۵، وقال: ”حدیث حسن“، مسند صحیح)

طلیل القدر تابعی ابودریس الخولانی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں دمشق کی مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا کہ سفید دانٹوں والا ایک نوجوان ہے اور لوگ اس کے پاس ہیں، جب لوگوں کا کسی چیز میں اختلاف ہوتا ہے تو اس کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اس کے قول پر ختم جاتے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ تو بتایا گیا کہ یہ معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ اسے (موسما نام، کتب ۹۵۳، ۹۵۳/۲، ج ۱۸۴۳، مسند صحیح و محمد ابن حبان، الموطا: ۲۵۱۱، ابی حاتم شریک

الفتحین ۱/۶۸، ۱۶۹، (واقف الذہبی) ایک روایت میں ہے کہ ابو ادریس الخولانی نے فرمایا: میں میں صحابہ کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا جن میں خوبصورت چہرے اور خوبصورت دانتوں والا ایک نوجوان (بھی) تھا جس کی سیاہ و سفید بڑی بڑی آنکھیں تھیں (اور) چمکتے سفید دانت تھے۔ (مسند احمد ۵/۲۳۹، مسند صحیح بخاری ۴/۲۷۶ ج ۲، علی شریعتین، واقف الذہبی)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سب سے شک معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ ابراہیم علیہ السلام) کی طرح امت کے قانت للہ حنیف تھے اور شریکین میں سے نہیں تھے۔ امت اسے کہتے ہیں جو لوگوں کو خیر کی تعلیم دے اور اللہ و رسول کی اطاعت کرنے والے کو قانت کہتے ہیں، اسی طرح معاذ (بن جبل رضی اللہ عنہ) لوگوں کو خیر کی تعلیم دیتے اور اللہ و رسول کی اطاعت کرنے والے تھے۔ (طبقات ابن سعد ۲/۳۹۹، مسند صحیح بخاری ۴/۲۷۶ ج ۲، علی شریعتین، واقف الذہبی) ہے: عمر علی، عبداللہ، معاذ، ابوالدرداء اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم۔ (طبقات ابن سعد ۲/۳۵۱، مسند صحیح بخاری ۴/۲۷۶ ج ۲، علی شریعتین، واقف الذہبی) رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ((یا معاذ! واللہ! انی لأحیلک)) اے معاذ! اللہ کی قسم! میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔

(سنن ابی داؤد ۵۱۳۰، مسند صحیح بخاری ۴/۲۷۶ ج ۲، علی شریعتین، واقف الذہبی) (سنن ابی داؤد ۵۱۳۰، مسند صحیح بخاری ۴/۲۷۶ ج ۲، علی شریعتین، واقف الذہبی) امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ (سیدنا) معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) اٹھائیس سال کی عمر میں فوت ہوئے اور وہ علماء کے سامنے بلند مقام پر ہیں۔

(المسند رک ۲/۶۹، ۲۵۱، مسند صحیح بخاری ۴/۲۷۶ ج ۲، علی شریعتین، واقف الذہبی) بعض علماء کہتے ہیں کہ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ (۱۸ ہجری کو شام میں) ۳۳ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ رضی اللہ عنہ۔

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”وَأَمَّا زَلَّةُ عَالِمٍ فَإِنْ اهْتَدَى فَلَا تَقْلُدُوهُ دِينَكُمْ“ رہا عالم کی غلطی کا مسئلہ تو (سنو) اگر وہ سیدھے راستے (ہدایت) پر بھی ہو تو اپنے دین میں اس کی تقلید نہ کرو۔ (کنز الدہلال، مآثر صحابہ ۳۰۰ ج ۱، مسند حسن، دین میں تقلید کا مسئلہ ص ۳۹)

سیدنا ابو طلحہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے محبت

غزوہ احد کے دن سیدنا ابو طلحہ زید بن بہل الانصاری رضی اللہ عنہ ڈھال بنے ہوئے نبی کریم ﷺ کا دفاع کر رہے تھے۔ آپ بہت ماہر تیر انداز تھے اور پوری قوت سے کمان کھینچ کر تیر چلایا کرتے تھے۔ تیر تیر اندازی کی وجہ سے انھوں نے اُس (احد کے) دن دویا تین مکاناتیں توڑ ڈالی تھیں۔ اس دن جو صحابی بھی ترشش لئے ہوئے گزرتا تو رسول اللہ ﷺ فرماتے: اس کے تیر ابو طلحہ کو دے دو۔ آپ ﷺ جب جنگی حالات دیکھنے کے لئے اپنا سر مبارک بلند فرماتے تو سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ عرض کرتے: اے اللہ کے نبی! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ اوپر دیکھنے کی کوشش نہ کریں، کہیں کوئی تیر آپ کو نہ لگ جائے۔ میں آپ کی ڈھال ہوں اور میرا سیدنا آپ کے سینے کی ڈھال ہے۔ (دیکھئے صحیح بخاری: ۳۸۱۱، صحیح مسلم: ۱۸۱۱)

سبحان اللہ! صحابہ کرام نے اپنے محبوب سیدنا رسول اللہ ﷺ سے محبت اور عظیم جان فدا کی وہ مثالیں پیش کیں جن سے زیادہ ممکن ہی نہیں۔ اسی وجہ سے رب العالمین نے رحمت للعالمین کے صحابہ کے بارے میں فرمایا: ﴿وَرَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ﴾

اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔ (اتوبہ: ۱۰۰)

انہی کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَلَكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَوَّثَرَ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ﴾ اور لیکن اللہ نے تمہارے لئے ایمان کو محبوب بنایا اور اسے تمہارے دلوں میں مزین کر دیا اور کفر، فسوق اور نافرمانی کو تمہارے لئے ناپسندیدہ بنا دیا۔ (انجرات: ۷)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابو طلحہ کی آواز، ایک جماعت کے مقابلے میں مشرکوں پر بہت زیادہ بھاری ہے۔ (مسند احمد: ۳۱۰۳، ج ۲۰، ۱۳۱۰۵، سنن وصحیح)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طلحہ نے اسلام قبول کرنے سے پہلے ام سلمہ کی طرف شادی کا پیغام بھیجا تو ام سلمہ نے فرمایا: ”میں آپ کو پسند کرتی ہوں اور آپ جیسے انسان کی معافی روز نہیں ہو سکتی لیکن آپ کافر ہیں اور میں مسلمان عورت ہوں (لہذا یہ نکاح نہیں ہو سکتا) لہذا اگر آپ مسلمان ہو جائیں تو میرا یہی حق مہر ہے، میں اس کے سوا اور کچھ بھی نہیں مانگتی۔ پھر ابو طلحہ (رضی اللہ عنہ) مسلمان ہو گئے اور انھوں نے ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) سے شادی کر لی۔ (مصنف عبد الرزاق ۶/۹۶، معجم ۱۰۴۱، سنن الترمذی ۱۱۴۶، سنن ابن ماجہ ۳۳۳۳، سنن نسائی ۱۸۰۹)

یہ وہی ام سلمہ ہیں جو سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں اور غزوہ حنین میں کفار کے مقابلے میں فوج لے پھر رہی تھیں۔ (دیکھئے صحیح مسلم ۱۸۰۹)

انھوں نے شادی سے پہلے ابو طلحہ سے کہا تھا: کیا آپ جانتے ہیں کہ جن خداؤں کی آپ عبادت کرتے ہیں، انھیں آل فلاں کا غلام کا ریشہ پتر بنانا ہے اور اگر تم ان معبودوں کو آگ لگا دو تو وہ جل جائیں؟ یہ ایسی دعوت تھی جس نے سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے دل و دماغ پر اثر کیا اور وہ دین تو حید، دین اسلام قبول کرنے پر مجبور ہو گئے۔

(دیکھئے طبقات ابن سعد ۸/۳۲۷، سنن صحیح)

نبی کریم ﷺ نے ابو طلحہ اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہما کے درمیان رضیہ اخوت (بھائی چارہ) قائم فرمایا تھا۔ (صحیح مسلم ۲۸۸۸)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے پاس ایک پیالہ تھا جس میں رسول اللہ ﷺ نے کئی دفعہ (پانی یا دودھ) پیا تھا۔ اس میں لوہے کا ایک حلقہ تھا جس کے بارے میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ چاہتے تھے کہ سونے یا چاندی کا حلقہ بنوالیں۔ جب سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو انھوں نے فرمایا:

”لَا تَغَيِّرُونَّ شَيْئًا صَنَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ“ رسول اللہ ﷺ نے جو کیا ہے تم اس میں سے کچھ نہ بدلو تو انس رضی اللہ عنہ نے اسے تبدیل کرنے کا خیال چھوڑ دیا۔ (دیکھئے صحیح بخاری ۵۶۲۸)

معلوم ہوا کہ دوسرے صحابہ کرام کی طرح سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بھی رسول اللہ ﷺ کی سنت سے والہانہ پیار کرتے تھے۔

انصارِ مدینہ میں ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سمجھو کہ باغات کی وجہ سے سب سے زیادہ مالدار تھے اور ان باغات میں سے میر جاہ سب سے زیادہ پسند تھا جو کہ مسجد نبوی کے سامنے تھا۔ رسول اللہ ﷺ اس باغ میں داخل ہوتے اور اس کا بیٹھا پانی پیا کرتے تھے۔

جب یہ آیت نازل ہوئی ﴿فَلَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ تم نیکی کو اس وقت تک نہیں پاسکتے جب تک اپنی محبوب ترین چیز کو (اللہ کے راستے میں) خرچ نہ کرو۔ (ال عمران ۹۳)

(یہ سن کر) ابو طلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: میرا محبوب ترین مال میرا باغ کا بیٹھا ہے اور اسے میں اللہ کے لئے صدقہ کر رہا ہوں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ میرے لئے نیکی اور توشہ آخرت ثابت ہو۔ یا رسول اللہ! آپ جس طرح مناسب سمجھتے ہیں اسے استعمال کریں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((بخ، ذلک مال دابح، ذلک مال دابح۔)) البخ واہ! یہ نفع بخش مال ہے، یہ نفع بخش مال ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تم اسے اپنے قریبی رشتہ داروں میں صرف (خرچ) کرو۔ (دیکھئے صحیح بخاری ۱۳۶۱، صحیح مسلم ۹۹۸)

ایک دفعہ سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی ﴿انْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا﴾ (اللہ کے راستے میں) ہلکے ہو یا بوجھل۔ (البقرہ ۴۱)

تو انھوں نے فرمایا: میں سمجھتا ہوں کہ میرا رب یہ چاہتا ہے کہ ہم بوجھل ہوں یا جوان، اس کے راستے میں نکلیں۔ میرے بچے! میرا زانو سفر تیار کرو۔ آپ کے بیٹوں نے کہا: آپ نے رسول اللہ ﷺ، ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہم کے ساتھ مل کر جہاد کیا ہے اور (اب) ہم آپ کی طرف سے جہاد کرتے ہیں تو انھوں نے فرمایا: میرا زانو سفر تیار کرو۔ پھر وہ بکری بیڑے میں (جہاد کے لئے) سوار ہوئے اور مسند میں فوت ہو گئے۔ مجاہدین کو کوئی جزیرہ نہیں مل رہا تھا جہاں انھیں دفن کیا جائے لہذا میت (جہاز میں ہی) پڑی رہی۔ سات دنوں کے بعد جب جزیرہ ملا تو انھیں وہاں دفن کیا گیا اور ان کا جسم (ذرا برابر) خراب نہیں ہوا تھا۔ (طبقات ابن سعد ۵۰۷، صحیح بخاری ۵۵۰۸، علی بن زید بن جعد عان تابعی ثابت البزازی)

سیدنا ابوطحہ الانصاری رضی اللہ عنہ کے بارے میں حافظ ذہبی لکھتے ہیں: ”صاحب رسول اللہ ﷺ ومن بنی احوالہ و احد اعبان البدرین و احد النقباء الإنسی عشر لیلۃ العقبۃ۔“ آپ رسول اللہ ﷺ کے صحابی، آپ کے ماموں کے قبیلے سے اور مشہور بدری صحابہ میں سے تھے۔ عقبہ والی رات ان بارہ نقیبوں (مبلغین) میں سے تھے جنہیں ہجرت سے پہلے مدینہ طیبہ میں تبلیغ کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ (بیر اعلام النبلاء، ۲/۲۷۷)

آپ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں پچیس ہجری (۳۳ھ) کو فوت ہوئے۔ آپ نے بیس سے زیادہ حدیثیں بیان کی ہیں جن میں سے دو حدیثیں صحیحین (صحیح بخاری و صحیح مسلم) میں ہیں۔ آپ کی بیان کردہ احادیث میں سے ایک حدیث درج ذیل ہے:

سیدنا ابوطحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور آپ کے چہرے پر خوشی کے آثار تھے۔ ہم نے پوچھا: ہم آپ کے چہرے پر خوشی کے آثار دیکھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ((إنہ أُنانی المَلک فقال: یا محمد! إن ربک یقول: أما یُرِضُکَ اَنہ لا یصلُّیَ علیکَ اَحدٌ إلا صَلَّیتَ علیہ عَشْرًا ولا یسَلِّمُ علیکَ اَحدٌ إلا سَلَّمْتَ علیہ عَشْرًا۔))

ایک فرشتے نے آکر مجھے بتایا کہ اے محمد! (ﷺ) آپ کا رب فرماتا ہے: کیا آپ اس پر خوش نہیں کہ اگر کوئی آدمی آپ پر (ایک مرتبہ) درود پڑھے تو میں اس پر دس رحمتیں نازل فرما دوں اور اگر کوئی شخص آپ پر (ایک مرتبہ) سلام پڑھے تو میں اس پر دس سلامتیاں نازل فرما دوں؟

(سنن الترمذی ۳۴۳۳ ح ۱۱۸۸، وسند حسن و صحیح ابن حبان / الموار: ۲۳۹۱، ابوالکرم ۲/۲۷۷، ورواہ الذہبی)

اے اللہ! ہمارے دل سیدنا ابوطحہ رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ جنی اللہ عنہم کی محبت سے بھر دے۔ (آمین)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے محبت

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! اگر مومن جو میرے بارے میں سُن لیتا ہے، مجھ سے محبت کرتا ہے۔ ابو شیرینجی بن عبدالرحمن انسجی نے پوچھا: آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا؟ انھوں نے فرمایا: میری ماں مشرکہ تھی، میں اسے اسلام (لانے) کی دعوت دیتا تھا اور وہ اس کا انکار کرتی تھی۔ ایک دن میں نے اسے دعوت دی تو اس نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں ایسی باتیں کر دیں جنھیں میں ناپسند کرتا تھا۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور روتے ہوئے آپ کو سارا قصہ بتا دیا۔ میں نے آپ سے درخواست کی کہ آپ میری ماں کی ہدایت کے لئے دعا کریں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت دے۔ میں اس دعا کی خوشخبری کے لئے بھاگتا ہوا نکلا اور اپنے گھر کے پاس پہنچا تو دروازہ بند تھا اور نہانے والے پانی کے گرنے کی آواز آ رہی تھی۔ میری ماں نے جب میری آواز سنی تو کہا: باہر ٹھہرے رہو۔ پھر اس نے لباس پہن کر دروازہ کھولا تو (انجی) دو پشواؤں سے تنکی اور کہا: ”اشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمداً عبیدہ ورسولہ“ میں اس کی گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے اور بے شک محمد (ﷺ) اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر میں اس حالت میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا کہ میں خوشی سے رو رہا تھا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! خوش ہو جائیے اللہ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت عطا کر دی ہے۔ (آپ ﷺ نے) اللہ کی حمد و ثناء بیان کی اور خبر کی بات کہی، میں نے کہا: آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے اور میری ماں کو مومنوں کا محبوب بنا دے تو آپ نے فرمایا: ((اللھم حبیب عبیدک ہذا و امہ الی عبادک المؤمنین وحبب الیہم المؤمنین)) اے اللہ! اپنے اس بندے (ابو ہریرہ)

اور اس کی ماں کو مومنوں کا محبوب بنادے اور ان کے دل میں مومنوں کی محبت ڈال دے۔
(صحیح مسلم: ۲۳۹۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اس بات کا پورا یقین تھا کہ نبی ﷺ کی دعا مقبول ہوتی ہے لہذا وہ بے حد جزم یہ فرماتے تھے کہ ہر مومن مجھ سے محبت کرتا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں مسکین آدمی تھا، پیٹ بھر کھانے پر ہی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لگا رہتا تھا جبکہ مہاجرین تو بازاروں میں اور انصار اپنے اموال (اور زمینوں) کی نگہداشت میں مصروف رہتے تھے۔ پھر (ایک دن) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((من بسط ثوبه فلن ينسى شيئا سمعه مني)) جو شخص (اب) اپنا کپڑا بچھائے تو وہ مجھ سے سنی ہوئی کوئی بات کبھی نہیں بھولے گا۔

پھر میں نے کپڑا بچھایا حتیٰ کہ آپ ﷺ حدیثیں بیان کرنے سے فارغ ہوئے پھر میں نے اس کپڑے کو اپنے سینے سے لگا کر بھیج لیا تو میں نے آپ سے (اس مجلس میں اور اس کے بعد) جو سنا اسے کبھی نہیں بھولا۔ (صحیح بخاری: ۲۰۴۷، صحیح مسلم: ۲۳۹۲)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: آپ ہم میں سے رسول اللہ ﷺ کے پاس زیادہ رہتے تھے اور آپ ﷺ کی حدیث کو سب سے زیادہ یاد کرنے والے تھے۔ (سنن الترمذی: ۳۸۳۶، مسند صحیح، ماہنامہ المدیہ: ۳۳، ص ۱۱۰)

سیدنا ابوبکر الصديق رضی اللہ عنہ نے جیزہ الوداع کے موقع پر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو منادی کرنے والا مقرر کر کے بھیجا تھا۔ (صحیح بخاری: ۳۶۹۰)

ایک دفعہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک حدیث بیان کی تو ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ”صدق ابو ہریرہ“ ابو ہریرہ نے سچ کہا ہے۔

(طبقات ابن سعد ۳/۲۲۲، مسند صحیح، المدیہ: ۳۳، ص ۱۱)

امام بخاری نے حسن سند سے روایت کیا ہے کہ

”عن أبي سلمة عن أبي هريرة عبد شمس“ البخ (التاريخ الكبير ۱۳/۶، ات ۱۹۳۸)

معلوم ہوا کہ قبولِ اسلام سے پہلے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا نام عبد شمس تھا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تین سال رسول اللہ ﷺ کی محبت میں رہا ہوں۔

(کتاب المعرفۃ والتاریخ ۱۶/۳، سند صحیح)

مشہور تابعی حید بن عبد الرحمن الحمری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ (سیدنا) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

چار سال نبی ﷺ کی محبت میں رہے۔

(سنن ابی داؤد ۸۱، سند صحیح، سنن انسائی ۱۳۰۷ ج ۳، ۳۹، صحیح الحداد ابن جریر بیوگرافرام: ۲)

ان دونوں روایتوں میں تطبیق یہ ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ مکمل تین سال تک اور چوتھے سال کا کچھ حصہ رہے، جسے راویوں نے اپنے اپنے علم کے مطابق بیان کر دیا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر میں حاضر تھا۔

(صحیح ابی ذر عبداللہ شقی: ۳۳۲، سند صحیح)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رات کے ایک تہائی حصے میں قیام کرتے (تجدید پڑھتے) تھے اور ان

کی زہدہ محترمہ ایک تہائی حصے میں قیام کرتیں اور ان کا بیٹا ایک تہائی حصے میں قیام کرتا تھا۔

(کتاب الزہد لہام احمد ص ۷۷ ج ۹۸، کتاب الزہد لابی داؤد: ۲۹۸، سند صحیح، حلیۃ الاولیاء: ۲۸۲، ۲۸۳)

یعنی انھوں نے رات کے تین حصے مقرر کر رکھے تھے جن میں ہر آدمی باری باری نوافل

پڑھتا تھا۔ اس طریقے سے سارا گھر ساری رات عبادت میں مصروف رہتا تھا۔ بھان اللہ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے دور امارت کے دوران میں بھی خود لکڑیاں اٹھا کر بازار سے

گزر کر آتے تھے۔ (دیکھئے الزہد لابی داؤد: ۲۹۷، سند صحیح، حلیۃ الاولیاء: ۲۸۱، ۲۸۵)

عبداللہ بن رافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ

کو ابو ہریرہ کیوں کہتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا: کیا تم مجھ سے نہیں ڈرتے؟

ابن رافع نے کہا: جی ہاں، اللہ کی قسم! میں آپ سے ضرور ڈرتا ہوں۔ انھوں نے فرمایا: میں

اپنے گھر والوں کے لئے مکریاں چراتا تھا اور میری ایک چھوٹی سی بیلی تھی۔ رات کو میں اسے

ایک درخت پر چھوڑ دیتا اور دن کو اس کے ساتھ کھیتا تھا تو لوگوں نے میری کنیت ابو ہریرہ مشہور کر دی۔ (طبقات ابن سعد ۴/۳۲۹ء و سندہ حسن)

محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا: آپ کا رنگ سفید تھا اور آپ خوش مزاج نرم دل تھے۔ آپ سرخ رنگ کا خضاب یعنی مہندی لگاتے تھے۔ آپ کاٹن کا کھروا پہنتا ہوا لباس پہنتے تھے۔ (طبقات ابن سعد ۴/۳۳۲، ۳۳۳ء و سندہ صحیح)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہر اُس شخص کے دشمن تھے جو اللہ اور اس کے رسول کا دشمن تھا۔

(طبقات ابن سعد ۴/۳۳۵ء و سندہ صحیح)

مشہور تابعی ابو سلمہ بن عبد الرحمن رحمہ اللہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیماری کے دوران میں اُن کے پاس گئے تو کہا: اے اللہ! ابو ہریرہ کو شفا دے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ! مجھے واپس نہ کر۔۔۔ اسے ابو سلمہ! اگر مر سکتے ہو تو مر جاؤ، اس ذات (اللہ) کی قسم جس کے ہاتھ میں ابو ہریرہ کی جان ہے! علماء پر ایسا وقت آئے گا کہ اُن کے نزدیک سرخ خالص سونے سے زیادہ موت پسندیدہ ہوگی اور قریب ہے کہ لوگوں پر ایسا وقت آجائے کہ آدمی جب کسی مسلمان کی قبر کے پاس سے گزرے تو کہے کہ کاش میں اس قبر میں ہوتا۔

(طبقات ابن سعد ۴/۳۳۷، ۳۳۸ء و سندہ صحیح)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا جب وقت آیا تو انھوں نے فرمایا:

مجھ (میری قبر) پر خیمہ نہ لگانا اور میرے ساتھ آگ لے کر نہ جانا اور مجھے (قبرستان کی طرف) جلدی لے کر جانا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب نیک انسان یا مومن کو چار پائی پر رکھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے: مجھے (جلدی) آگے لے چلو اور کافر یا فاجر کو چار پائی پر رکھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے: ہائے میری تباہی مجھے کہاں لے کر جا رہے ہو؟ (مسند احمد ۲/۲۹۶، ۲۹۷ء و سندہ حسن، طبقات ابن سعد ۴/۳۳۸ء)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب میں مرجاؤں تو مجھ پر نوہ (آواز کے ساتھ ماتم) نہ کرنا کیونکہ رسول اللہ ﷺ پر نوہ نہیں کیا گیا۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر ۱/۲۸۶ء و سندہ حسن)

اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی وجہ سے عظیم حافظہ عطا فرمایا تھا۔ ایک دفعہ مروان بن الحکم الاموی نے ان سے کچھ حدیثیں لکھوائیں اور اگلے سال کہا کہ وہ کتاب تم ہوگئی ہے، وہی حدیثیں دوبارہ لکھوادیں۔

انھوں نے وہی حدیثیں دوبارہ لکھوادیں۔ جب دونوں کتابوں کو ملایا گیا تو ایک حرف کا فرق نہیں تھا۔ (المستدرک للحیثم کم ۵۱۰، سندہ حسن، الحدیث ۳۲ ص ۱۳۱۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جب حدیثیں بیان کرنا شروع کرتے تو سب سے پہلے فرماتے:

ابو القاسم الصادق المصدوق (سچے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((من كذب علي متعمداً فليتبوأ مقعده من النار)) جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا تو وہ اپنا ٹھکانا (جہنم کی) آگ میں بنا لے۔ (مسند احمد ۴/۳۱۳ ج ۳۵۰ و سندہ صحیح) آپ اللہ کی قسم کھا کر فرماتے تھے کہ میں بھوک کی شدت کی وجہ سے زمین پر لیٹ جاتا تھا اور بھوک کی شدت کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتا تھا۔ (صحیح بخاری ۶۳۵۲)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی بیٹی سے فرمایا کرتے تھے: ”لا تلبسی اللهب لباسی احرصی عليك اللهب“ سونا نہ پہنو کیونکہ مجھے تم پر (آگ کے) شعلوں کا ڈر ہے۔

(حلیۃ الاولیاء ۳۸۰ و سندہ صحیح)

امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: پوری دنیا میں حدیث کے سب سے بڑے حافظ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تھے۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر ۳۵۳ و سندہ صحیح)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: ”... اللهم لا تدركني سنة ستين“ اے میرے اللہ! مجھے ساٹھ بھری تک زندہ نہ رکھ۔ (تاریخ دمشق لابن زرعہ الدمشقی: ۲۳۳ و سندہ صحیح)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: ”اللهم لا تدركني امانة الصبيان“ اے میرے اللہ! مجھے بچوں کی حکومت تک زندہ نہ رکھ۔ (دلائل البیضاء للبیہقی ۳۶۶ و سندہ صحیح)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ بخجوریں لے کر حاضر ہوئے اور کہا: یا رسول اللہ! میرے لئے ان میں برکت کی دعا فرمائیں۔

نبی کریم ﷺ نے ان کھجوروں کو اکٹھا کر کے برکت کی دعا فرمائی اور ان سے کہا:
ان کھجوروں کو لے کر اپنے اس توشہ دان (تھیلی) میں ڈال لو، اس میں سے جب بھی
کھجوریں لینا چاہو تو ہاتھ ڈال کر نکال لینا اور انھیں (ساری باہر نکال کر) نہ بکھیرنا۔
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کھجوروں میں سے اتنے اتنے وقت اللہ
کے راستے میں خرچ کئے۔ ہم ان میں سے کھاتے بھی تھے اور کھلاتے بھی تھے۔
یہ توشہ دان ہر وقت میری کمر سے بندھا رہتا تھا حتیٰ کہ (سیدنا) عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے
تو یہ پھٹ (کر گم ہو) گیا۔

(سنن الترمذی: ۳۸۳۹، قال: "حسن غریب" وسندہ حسن، وصححه ابن حبان، الاحسان: ۶۳۹۸)

ساتھ صاع یعنی ۱۵ اکل کو ایک وقت کہتے ہیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے فضائل بہت زیادہ ہیں۔ سات سو سے زیادہ تابعین نے آپ
سے علم حدیث حاصل کیا اور طویل القدر صحابہ کرام بشمول سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آپ پر اعتماد کیا۔
آپ اپنی دعا کے مطابق ساتھ ہجری سے پہلے ۵۸۰ یا ۵۹۱ھ میں فوت ہوئے۔ رضی اللہ عنہ
آپ کے بارے میں امام ابو بکر محمد بن اسحاق الامام رحمہ اللہ نے بہترین کلام فرمایا جس
کا خلاصہ درج ذیل ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پُرچار طرح کے آدمی کلام (جرح) کرتے ہیں:

- ۱: معطل چمبی (جو صفات باری تعالیٰ کا منکر ہے)
 - ۲: خارجی (کفیری جو مسلمان عکمرانوں کے خلاف خروج کا قائل ہے)
 - ۳: قدری (معتزلی جو تقدیر اور احوال دنیہ و دینہ کا منکر ہے)
 - ۴: جاہل (جو قیہ بنا بیٹھا ہے اور بغیر دلیل کے تقلید کی وجہ سے صحیح احادیث کا مخالف ہے)
- دیکھئے المستدرک للحاکم (۵۱۳/۳ ج ۶) وسندہ صحیح

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ "یُبصر احدکم القلادة فی عین اخیہ
وینسی المجدع أو الجذل فی عینہ" تم میں سے ہر شخص دوسرے کی آنکھ کا تکا دیکھ لیتا

ہے لیکن اپنی آنکھ کا شہ تیہ بھی نظر انداز کر دیتا ہے۔ (کتاب الزہد للامام احمد ص ۸۷۸ ج ۹۹۲ وسندہ صحیح) یہ روایت مرفوعاً بھی مروی ہے۔

(زوائد زہد ابن المبارک لابن ماسد: ۲۱۲ وسندہ حسن، صحیح ابن حبان، الموارد: ۱۸۳۸)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی فقہ میں سے دواہم مسئلے

۱: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فاتحہ خلف الامام کے بارے میں اپنے ایک شاگرد سے فرمایا:

”اقرأ بها في نفسك“ اسے اپنے دل میں (سرّاً) پڑھو۔ (صحیح مسلم: ۳۹۵)

سائل نے پوچھا: جب امام جہری قراءت کر رہا ہو تو کیا کروں؟

انھوں نے فرمایا: اسے اپنے دل میں (سرّاً) پڑھو۔ (جزء القراءۃ للبخاری: ۳۷ وسندہ حسن)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب امام سورہ فاتحہ پڑھے تو تو بھی اسے پڑھ اور اسے

امام سے پہلے ختم کر لے۔ (جزء القراءۃ: ۲۸۳ وسندہ صحیح، قصر الباری فی تحقیق جزء القراءۃ للبخاری ص ۲۷)

معلوم ہوا کہ دل میں پڑھنے سے مراد ہونٹ بند کر کے خیالی طور پر پڑھنا نہیں ہے بلکہ

ہونٹ ہلاتے ہوئے آہستہ آواز میں پڑھنا ہے۔

۲: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ شروع نماز، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد (تینوں مقامات پر)

رفع یدین کرتے تھے۔

(دیکھئے جزء رفع یدین للبخاری: ۲۲ وسندہ صحیح، نور العینین فی اثبات مسئلۃ رفع یدین ص ۱۶)

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے دل سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور تمام

صحابہ و تابعین اور اہل ایمان کی محبت سے بھر دے۔ آمین

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے محبت

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

((أَوَّلُ حَيْشٍ مِّنْ أُمَّتِي يُغْرَوْنَ الْبَحْرَ قَدْ أَوْجَبُوا))

میری امت کا پہلا لشکر جو سمندر میں جہاد کرے گا، ان (مجاہدین) کے لئے

(جنت) واجب ہے۔ [صحیح البخاری ۲۹۴۳]

یہ جہاد سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما (کی خلافت) کے زمانے میں ہوا تھا۔

[دیکھئے صحیح البخاری ۲۲۸۲، ۲۲۸۳]

اور اس جہاد میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ شامل تھے۔ [دیکھئے صحیح بخاری ۲۷۹۹، ۲۸۰۰، ۲۷۹۹]

آپ فتح مکہ سے کچھ پہلے یا فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے۔

(سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ اتنے میں

رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ میں یہ سمجھا کہ آپ میرے لئے تشریف لائے ہیں لہذا

میں دروازے کے پیچھے چھپ گیا تو آپ نے میری کمر بٹھکی دے کر فرمایا:

((اذهب فادع لي معاوية)) وکان يكتب الوحي . . إلخ

جاؤ اور معاویہ کو بلاؤ وہ (معاویہ رضی اللہ عنہ) وحی لکھتے تھے۔ الخ [دلائل النبوة للبيهقي ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳،



(رضی اللہ عنہ) نے عشاء کے بعد ایک رکعت وتر پڑھا، پھر ابن عباس (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا:

”اصابہ فقیہ“ انھوں نے صحیح کیا ہے، وہ فقیہ ہیں۔ [صحیح بخاری: ۳۷۹۵]

اس روایت کے مقابلے میں لحادی حنفی نے ”مالک بن یحییٰ الہمدانی (وفدہ ابن حبان وحدہ): ثنا عبد الوہاب بن عطاء قال: انا عمران بن حذیر“ کی سند

سے ایک منکر روایت بیان کی ہے۔ [دیکھئے شرح معانی الآثار: ۲۸۹]

یہ روایت صحیح بخاری کے مخالف ہونے کی وجہ سے مردود ہے اور لحادی کا یہ کہنا کہ ابن عباس (رضی اللہ عنہ) نے ”انھوں نے صحیح کیا ہے“ بطور تفسیر کہا تھا، غلط ہے۔

صحابی عبدالرحمن بن ابی عیمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے معاویہ (رضی اللہ عنہ) کے لئے فرمایا: ((اللهم اجعل له هادياً مهدياً واحداً))

اے اللہ! اسے ہادی مہدی بنادے اور اس کے ذریعے لوگوں کو ہدایت دے۔

[سنن الترمذی ۳۸۳۳ وقال: ”هذا حديث حسن عريب“ التاريخ الكبير للبخاری: ۴۳۵، طبقات ابن سعد

۷: ۳۸، الا حادو الثانی لابن ابی عامر ۳۵۸، ۱۴۹، مسند احمد ۳۶۶، ۸۹۵، وهو حديث صحيح]

یہ روایت مروان بن محمد وغیرہ نے سعید بن عبدالعزیز سے بیان کر رکھی ہے اور مروان کی سعید سے روایت صحیح مسلم میں ہے۔ [دیکھئے ۱۰۴۳، ۱۰۸ اور قیودار اسلام ۲۴۰۳]

لہذا ثابت ہوا کہ سعید بن عبدالعزیز نے یہ روایت اختلاف سے پہلے بیان کی ہے۔ نیز دیکھئے تصحیح (۱۹۶۹)

أمر علقمہ (مرجانہ) سے روایت ہے کہ معاویہ بن ابی سفیان (رضی اللہ عنہ) مدینہ تشریف لائے تو (سیدہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے رسول اللہ ﷺ کی چادر اور بال مانگا۔ پھر انھوں نے

چادر اوڑھ لی اور بال پانی میں ڈبو کر وہ پانی پیا اور اپنے جسم پر بھی ڈالا۔

[تاریخ دمشق ۲: ۱۰۶، سند حسن، مرجانہ مصفا، لعلی وابن حبان]

مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک وفد کے ساتھ معاویہ بن ابی سفیان (رضی اللہ عنہ) کے پاس گئے تو انھوں (معاویہ رضی اللہ عنہ) نے ان (مسور رضی اللہ عنہ) کی ضرورت پوری کی پھر تجلیے

میں بکا کر کہا: تمھارا حکمرانوں پر طعن کرنا کیا ہوا؟ مسور نے کہا: یہ چھوڑیں اور اچھا سلوک کریں جو ہم پہلے بھیج چکے ہیں۔ معاویہ نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! تمھیں اپنے بارے میں بتانا پڑے گا اور تم مجھ پر جو تنقید کرتے ہو۔ مسور نے کہا: میں نے اُن کی تمام قابل عیب باتیں (غلطیاں) انھیں بتا دیں۔ معاویہ نے کہا: کوئی بھی گناہ سے بری نہیں ہے۔ اے مسور! کیا تمھیں پتا ہے کہ میں نے عوام کی اصلاح کی کتنی کوشش کی ہے، ایک نیکی کا اجر دس نیکیوں کے برابر ملے گا۔ یا تم گناہ ہی گنتے رہتے ہو اور نیکیاں چھوڑ دیتے ہو؟ مسور نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! ہم تو انھی گناہوں کا ذکر کرتے ہیں جو ہم دیکھتے ہیں۔ معاویہ نے کہا: ہم اپنے ہر گناہ کو اللہ کے سامنے تسلیم کرتے ہیں۔ اے مسور! کیا تمھارے ایسے گناہ ہیں جن کے بارے میں تمھیں یہ خوف ہے کہ اگر بخشے نہ گئے تو تم ہلاک ہو جاؤ گے؟ مسور نے کہا: جی ہاں۔ معاویہ نے کہا: کس بات نے تمھیں اپنے بارے میں بخشش کا مستحق بنادیا ہے اور میرے بارے میں تم یہ امید نہیں رکھتے؟ اللہ کی قسم! میں تم سے زیادہ اصلاح کی کوشش کر رہا ہوں لیکن اللہ کی قسم! دو باتوں میں صرف ایک ہی بات کو اختیار کرتا ہوں۔ اللہ اور غیر اللہ کے درمیان صرف اللہ ہی کو چُختا ہوں۔ میں اس دین پر ہوں جس میں اللہ عمل قبول فرماتا ہے، وہ نیکیوں اور گناہوں کا بدلہ دیتا ہے سوائے اس کے کہ وہ جسے معاف کر دے۔ میں ہر نیکی کے بدلے یہ امید رکھتا ہوں کہ اللہ مجھے کئی گنا اجر عطا فرمائے گا۔ میں ان عظیم امور کا سامنا کر رہا ہوں جنھیں میں اور تم دونوں گن نہیں سکتے۔ میں نے اقامتِ صلوة کا نظام، جہاد فی سبیل اللہ اور اللہ کے نازل کردہ احکامات کا نظام قائم کر رکھا ہے اور ایسے بھی کام ہیں اگر میں تمھیں وہ بتا دوں تو تم انھیں شاذ نہیں کر سکتے، اس بارے میں فکر کرو۔

مسور (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں جان گیا کہ معاویہ (رضی اللہ عنہ) مجھ پر اس گفتگو میں غالب ہو گئے۔ عروہ بن الربیع فرماتے ہیں کہ اس کے بعد کبھی نہیں سنا گیا کہ مسور (رضی اللہ عنہ) نے معاویہ (رضی اللہ عنہ) کی کبھی مذمت کی ہو۔ وہ تو اُن کے لئے دعائے مغفرت ہی کیا کرتے تھے۔

امام جعفر الصادق نے ”قاسم بن محمد قال قال معاوية بن ابي سفيان“ کی سند سے ایک حدیث بیان کی ہے جس میں آیا ہے کہ قاسم بن محمد (بن ابی بکر) نے فرمایا: فتعجب الناس من صدق معاوية“ پس لوگوں کو معاویہ (رضی اللہ عنہ) کی سچائی پر بڑا تعجب ہوا۔ [تاریخ دمشق ۱۱/۱۵۸ سند حسن]

اس روایت سے معلوم ہوا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ لوگوں کے نزدیک سچے تھے۔
سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ”ما رأيت رجلاً كان أخلقى يعنى للملك من معاوية“ میں نے معاویہ سے زیادہ حکومت کے لئے مناسب (خلفائے راشدین کے بعد) کوئی نہیں دیکھا۔ [تاریخ دمشق ۱۲/۲۲۱ سند صحیح مصنف عبدالرزاق ۱۱/۳۵۳ ح ۲۰۹۸۵]

عرباش بن ساریہ السلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اللهم علم معاوية الكتاب والحساب، و فقه العذاب))

اے میرے اللہ! معاویہ کو کتاب و حساب سکھا اور اُسے عذاب سے بچا۔

[مسند احمد ۴/۱۷۲ ح ۱۵۲، سند حسن صحیح ابن خزیمہ: ۱۹۳۸]

(ج رٹ بن زیاد بن انس بن سیف صدوقان لائزز حدیث جہان عمر درجہ الحسن والجرح فیہما مردود)

امیر معاویہ رضی اللہ عنہما ساٹھ ہجری (۶۰ھ) میں فوت ہوئے۔

صحابہ کرام کے درمیان اجتماعی وجود سے جو جنگیں ہوئیں ان میں سکوت اختیار کرنا چاہئے۔
امام اہل سنت احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا: جب تم کسی ایسے شخص کو دیکھو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام پر برا کہتا ہے تو اس کے اسلام پر تہمت لگاؤ۔

[مناقب احمد لابن الجوزی ص ۱۶۰ و سند صحیح تاریخ دمشق ۱۲/۱۳۲]

امام معافی بن عمران الموصلی رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۵ھ) سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے ساتھ کسی کو بھی برابر قرار نہیں دیا جاسکتا۔ معاویہ (رضی اللہ عنہ) آپ کے صحابی، ام المؤمنین ام حبیبہ (رضی اللہ عنہا) کے بھائی، آپ کے کاتب اور اللہ کی وحی (لکھنے) کے امین ہیں۔



[تاریخ بغداد ۲۰۹/۱ و سندہ صحیح، الحدیث ۵۷۹، تاریخ دمشق ۱۳/۶۲، ۱۳۲]

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا:

”من تنقص أحداً من أصحاب رسول الله ﷺ فلا ينطوي إلا على بلية، وله خبيثة سوء إذا قصد إلى خير الناس وهم أصحاب رسول الله ﷺ“

جو شخص رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے کسی ایک کی تنقیص کرے تو وہ اپنے اندر مصیبت چھپائے ہوئے ہے۔ اس کے دل میں بُرائی ہے جس کی وجہ سے وہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ پر حملہ کرتا ہے حالانکہ وہ (انبیاء کے بعد) لوگوں میں سب سے بہترین تھے۔ [السیوط الخوال ۲/۴۷۷ ح ۵۸، وقال الحق: لا سند صحيح]

امیر اہل بیت بنی سمرہ الطائفی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے کسی انسان کو نہیں مارا سوائے ایک انسان کے جس نے معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو گالیاں دی تھیں، انھوں نے اسے کئی کوڑے مارے۔ [تاریخ دمشق ۱۳/۶۲، ۱۳۵ و سندہ صحیح]

تیز دیکھنے والا ہاشمہ الحدیث ۲۶۰ ص ۲۸، ۲۷

مسند قی بن مخلد میں امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) کی بیان کردہ ایک سوترہ (۱۶۳) حدیثیں موجود ہیں۔ دیکھئے سیر اعلام النبلاء (۱۶۲۳)

امیر معاویہ سے جریر بن عبد اللہ الحنفی، السائب بن یزید الکندی، عبد اللہ بن عباس، معاویہ بن حذافہ اور ابوسعید الخدری وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ابو العلاء، جابر بن زید، حسن بصری، سعید بن المسیب، سعید القعفری، عطاء بن ابی رباح، محمد بن سیرین، محمد بن علی بن ابی طالب المعروف بابن الحنفیہ، ہمام بن منہج اور ابوسلمہ بن عبد الرحمن بن عوف وغیرہ تابعین رحمہم اللہ نے روایت بیان کی ہے۔

[دیکھئے تہذیب الکمال ۱۸/۲۰۱، ۲۰۲]

اللہ والیہ و انجماۃ کے نزدیک تمام صحابہ عادل (روایت میں سچے) ہیں۔

[اختصار علوم الحدیث لابن کثیر ۲/۳۹۸]

ان کے درمیان جو اجتہادی اختلافات اور جنگیں ہوئی ہیں، ان میں وہ معذور و ماحور ہیں اور ہمیں اس بارے میں مکمل سکوت اختیار کرنا چاہئے۔ اے اللہ! ہمارے دلوں کو تمام صحابہ کی محبت سے بھر دے اور ان کی توہین و تنقیص سے بچا۔ آمین

رضی اللہ عنہم أجمعین

[الحدیث: ۲۹]

تابعین عظام رحمہم اللہ اجمعین سے محبت

﴿وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ
بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتِهَا
الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾

اور مہاجرین و انصار میں سے سابقین اولین اور وہ جنہوں نے احسان کے ساتھ ان
کی اتباع کی، ان سب سے اللہ راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں، اللہ نے ان کے
لئے ایسی جنتیں تیار کی ہیں جن میں نہریں بہہ رہی ہیں، وہ ان (جنتوں) میں ہمیشہ
رہیں گے۔ یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔ (اتوبہ: ۱۰۰)

یہاں اتباع کرنے والوں سے مراد صحابہ کے تابعین ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ صحابہ کرام
رضی اللہ عنہم اجمعین و تابعین عظام سے راضی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہیں، یہی وجہ
ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان عظیم لوگوں کو (جنت کی صورت میں) عظیم کامیابی سے ہمکنار کیا ہے۔
رحمت للعالمین سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام کی عظمت، تابعین عظام کی رفعت اور
تبع تابعین کی شان و شوکت کو اپنی زبان مبارک سے اس طرح بیان فرماتے ہیں:

((خير الناس قوني، ثم الذين يلونهم، ثم الذين يلونهم))

لوگوں میں سب سے بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے، پھر وہ جو ان (صحابہ) کے
نزدیک ہیں۔ (تابعین) پھر وہ جو ان (تابعین) کے نزدیک ہیں (تبع تابعین)

(صحیح البخاری ج ۲، ص ۲۵۲، صحیح مسلم ج ۲، ص ۲۵۳)

ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((يأتي على الناس زمان، يغزو فنام من الناس، فيقال لهم، فيكلم

من رأى رسول الله ﷺ؟ فيقولون: نعم، فيفتح لهم، ثم يغزو فتنام من الناس، فيقال لهم: فيكم من رأى من صحب النبي ﷺ؟ فيقولون: نعم، فيفتح لهم، ثم يغزو فتنام من الناس، فيقال لهم: هل فيكم من رأى من صحب من صحب رسول الله ﷺ؟ فيقولون: نعم، فيفتح لهم))

ایک زمانہ آئے گا جس میں لوگ فوجیں بنا کر جہاد کریں گے، تو ان سے پوچھا جائے گا: کیا تم میں کوئی ایسا آدمی (صحابی) موجود ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے؟ تو وہ کہیں گے: جی ہاں، تو انھیں (اللہ کی طرف سے) فتح حاصل ہو گی۔ پھر کچھ لوگ فوجیں بنا کر جہاد کریں گے تو ان سے پوچھا جائے گا: کیا تم میں کوئی ایسا شخص (تابعی) موجود ہے جس نے صحابہ کو دیکھا ہے؟ تو وہ کہیں گے: جی ہاں، تو انھیں فتح نصیب ہو گی۔ پھر کچھ لوگ فوجیں ترتیب دے کر جہاد کریں گے تو ان سے کہا جائے گا: کیا تم میں کوئی ایسا شخص (تابعی) موجود ہے جس نے تابعین کو دیکھا ہے؟ تو وہ کہیں گے: جی ہاں، تو انھیں فتح حاصل ہو گی۔

(صحیح البخاری ج ۲، ص ۲۸۹، صحیح مسلم ج ۲، ص ۲۸۲)

اس حدیث پاک سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں:

- ① صحابہ کے بعد تابعین کی جماعت، انہماکی مقدس جماعت ہے۔
- ② نبی ﷺ کی یہ پیشین گوئی سن و سن پوری ہوئی اور صحابہ، تابعین و تبع تابعین کے دور میں اسلام غالب رہا۔ والحمد للہ

لہذا ہم پر واجب ہے کہ ہم تمام صحابہ، تابعین، تبع تابعین، محدثین، ائمہ دین اور تمام صحیح العقیدہ مسلمانوں سے محبت کریں، اللہ تعالیٰ اس محبت کی وجہ سے سارے گناہ معاف کر کے ان مقدس جماعتوں کے ساتھ شامل کر دے گا۔ ان شاء اللہ

واضح رہے محبت کا تقاضا ہے: ﴿فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ﴾



یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر چلنے کی حتی الوسع کوشش کی جائے۔

اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ میں صحابہ کرام کے بعد، تابعین عظام جیسے عظیم لوگ پیدا فرمائے جو اسلام کے آسمان پر اپنی بیان کردہ احادیث کی وجہ سے، سورج، چاند اور ستاروں کی صورت میں مسلسل جگمگا رہے ہیں۔ کہیں سعید بن المسیب، حسن بصری، عروہ بن زبیر اور سعید بن جبیر ہیں تو کہیں زین العابدین، محمد بن سیرین، شعبی، سالم بن عبد اللہ، مجاہد اور عطاء بن ابی رباح کتاب و سنت کی روشنیاں پھیلا رہے ہیں۔

ان کے تفصیلی حالات کے لئے حافظ ذہبی کی کتاب تذکرۃ الحفاظ، سیر اعلام النبلاء اور حافظ حزی کی تہذیب الکمال کا مطالعہ کریں، اس عظیم الشان جماعت کے فضائل پڑھنے اور سننے سے دل و دماغ دنگ رہ جاتے ہیں۔

اے اللہ، ہمارے دلوں کو اپنی اور اپنے پیارے نبی کریم ﷺ، نبی ﷺ کے پیارے صحابہ، تابعین، تبع تابعین، ائمہ کرام اور تمام محدثین کی محبت سے بھر دے اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان: ((المراء مع أحب))

آدمی اس کے ساتھ ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے۔ (بخاری: ۶۱۷۰)

[المحدث: ۳]

کا مصداق بنا دے۔ آمین ثم آمین

امام ابن شہاب الزہری رحمہ اللہ سے محبت

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ((طوبی لمن رآنی وطوبی لمن رأى من رأى من رأى : طوبی لہم وحسن مآب)) اس شخص کے لئے خوش خبری ہے جس نے (حالتِ ایمان میں) مجھے دیکھا اور اس کے لئے (بھی) خوش خبری ہے جس نے (حالتِ ایمان میں) اُسے دیکھا جس نے مجھے دیکھا، ان سب کے لئے خوش خبری اور بہترین شہادت ہے۔

(الاصحیح، ابی داؤد، الطبرانی، المعجم، ۹/۹۹۷ ج ۸۷، سند حسن)

اس حدیث میں صحیح العقیدہ سچے تابعین کی عظیم الشان فضیلت بیان کی گئی ہے۔ ان تابعین میں سے مدینہ طیبہ کے رہنے والے امام محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن شہاب الزہری رحمہ اللہ کو سب صحابہ کرام کے دیدار کا شرف حاصل ہے جن میں سیدنا انس بن مالک، سیدنا سہیل بن سعد، سیدنا محمود بن ربیع اور سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہم بہت مشہور ہیں۔ امام ابن شہاب الزہری کی بیان کردہ احادیث صحیح بخاری، صحیح مسلم، صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن الجارود، صحیح ابی عوانہ، صحیح ابن حبان، سنن اربعہ، موطا امام مالک، کتاب الامام الامام الشافعی اور مسند احمد وغیرہ میں کثرت سے موجود ہیں۔

امام زہری کو امام حلی و حافظ ابن حبان وغیرہ نے صراحۃً ثقہ قرار دیا ہے۔

(دیکھئے تاریخ الخلفاء: ۱۵۰۰۰۰۰۰۰ قال: "مدنی تابعی ثقہ" اتفاقات لابن حبان ۳۹۵)

امام بخاری، امام مسلم، امام ابن خزیمہ اور امام ابن الجارود وغیرہم نے صحیح حدیث کے ذریعے سے انھیں ثقہ و صحیح الحدیث قرار دیا ہے۔

امام زہری کے تلیل القدر شاگرد امام مالک بن انس المدنی رحمہ اللہ نے فرمایا: ابن شہاب ایسے دور میں باقی رہے جب دنیا میں ان جیسے کوئی بھی نہیں تھا۔

(الجرج و لتحدی لابن ابی حاتم ج ۸ ص ۷۲ سند صحیح)

امام ایوب بن ابی تمیمہ السخنی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۱ھ) نے فرمایا: میں نے زہری سے بڑا کوئی عالم نہیں دیکھا۔

(الجرج والتحدیل ۷۳۸، اطلال امام احمد: ۱۰۳/۱۰۷، تاریخ ابی زرعہ الدمشقی: ۹۶۱، وسند صحیح)

اہل سنت کے جلیل القدر امام عبد اللہ بن المبارک المروزی رحمہ اللہ نے فرمایا:

ہمارے نزدیک زہری کی حدیث اس طرح ہے جیسے (براہ راست) ہاتھ سے کوئی چیز چڑی جائے۔ (الجرج والتحدیل ۷۳۸، وسند صحیح)

امیر المومنین عمر بن عبد العزیز الاموی الخلیفہ نے فرمایا: ”ما أنك به الزهري يسنده لما شهد به يديك“ تمھارے پاس زہری جو کچھ سند کے ساتھ لے کر آئیں تو اسے مضبوطی سے پکڑ لو۔ (تاریخ ابی زرعہ الدمشقی: ۹۶۰، وسند صحیح)

مشہور تابعی عمرو بن دینار النکعی (متوفی ۱۲۶ھ) نے فرمایا: میں نے زہری سے زیادہ بہترین حدیثیں بیان کرنے والا (تابعین میں سے) کوئی بھی نہیں دیکھا۔

(الجرج والتحدیل ۷۳۸، وسند صحیح، کتاب المعرفۃ والتاریخ، علامہ یعقوب بن سفیان القاری ج ۳ ص ۶۳۳، وسند صحیح)

امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ لوگوں میں زہری سے زیادہ (ان کے زمانے میں)

سنت کا عالم دوسرا کوئی نہیں تھا۔ (الجرج والتحدیل ۷۳۸، وسند صحیح)

انھوں نے مزید فرمایا کہ میں نے زہری، حماد اور قتادہ سے زیادہ فقیہ کوئی نہیں دیکھا۔

(الجرج والتحدیل ۷۳۸، وسند صحیح، نیز دیکھئے المعرفۃ والتاریخ ۶۲۱، ۶۲۵، تاریخ ابی زرعہ الدمشقی: ۱۳۵)

اسماء الرجال کے جلیل القدر امام یحییٰ بن معین نے امام زہری کی بیان کردہ ایک حدیث کو صحیح

کہا۔ (تاریخ لکن میں روایت الدوری: ۳۹۶۳) اور زہری کو ثقہ کہا۔ (تاریخ عثمان بن سعید الداری: ۱۷)

اسماء الرجال اور عللی حدیث کے ماہر امام علی بن المدینی نے فرمایا کہ کہا ہوا تابعین کے بعد

یہ حدیثیں زہری، یحییٰ بن سعید (الانصاری)، ابوالحرثا اور یکیر بن عبد اللہ بن الاثیر سے بڑا

عالم کوئی نہیں تھا۔ (الجرج والتحدیل ۷۳۸، وسند حسن) اور کہا: لوگوں کی حدیثیں اور اقوال سب

سے زیادہ زہری جانتے تھے۔ (المعرفۃ والتاریخ ۳۵۳، وسند صحیح: ۱۳۱)

ابو حاتم رازی نے فرمایا: زہری کی بیان کردہ حدیث حجت ہے اور (سیدنا) انس (رضی اللہ عنہ) کے شاگردوں میں سب سے زیادہ ثقہ زہری ہیں۔ (الجرع والحدیث ج ۲ ص ۴۸۸ و صحیح)

ابوزعافر الرازی نے زہری کو عمرو بن دینار سے بڑا حافظ قرار دیا۔ (الجرع والحدیث ج ۲ ص ۴۸۸ و صحیح)

مشہور تابعی اور جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ و صدوق امام کھول الشافعی نے فرمایا: میرے علم

میں سنت گذشتہ کو زہری سے زیادہ کوئی نہیں جانتا۔ (العلل ج ۲ ص ۱۰۶-۱۰۷ و سند صحیح)

مختصر یہ کہ امام زہری کے ثقہ و صدوق اور صحیح الحدیث ہونے پر اجماع ہے۔ حافظ ابن حجر

العسقلانی لکھتے ہیں: "الزہری، ابوبکر الفقیہ الحافظ، متفق علی جلالتہ و اتقانہ"

یعنی زہری فقیہ حافظ تھے اور ان کی جلالت و اتقان (ثقہ ہونے) پر اتفاق ہے۔

(تقریب المعجز ص ۱۲۹۶)

حافظ ابن عساکر الدمشقی نے فرمایا: "أحد الأعلام من أئمة الإسلام" وہ ائمہ اسلام

کے بڑے علماء میں سے ہیں۔ (تاریخ دمشق ج ۵ ص ۲۸۰)

امام زہری کے شاگردوں میں عمر بن عبدالعزیز، عطاء بن ابی رباح، قتادہ، عمرو بن

شعیب، عمرو بن دینار، ایوب سختیانی، امام مالک، سفیان بن عیینہ اور ابو جعفر محمد بن علی بن

الحسین الباقری وغیرہم جیسے عظیم الشان و طویل القدر علمائے حق بھی تھے۔ رحمہم اللہ! جمعین

چودھویں پندرھویں صدی ہجری میں بعض متکرمین حدیث اور شیعہ حضرات نے امام زہری پر

ظلم و تشنیع کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ اہل بدعت کے ان جملوں اور ان کے جوابات

کے لئے دیکھئے ماہنامہ الحدیث: ص ۳۱-۳۶، شمارہ ۳۳ ص ۳۵، ۳۶

امام عمرو بن دینار لکھی فرماتے ہیں: میں نے زہری جیسا کوئی نہیں دیکھا کہ جس کے نزدیک

درہم و دینار کی کوئی حیثیت نہیں۔ (المعتمد والتاریخ ج ۲ ص ۲۳ و سند صحیح، سنن الترمذی ص ۵۳۳)

یعنی آپ دولت سے ذرا بھی محبت نہیں کرتے تھے۔ جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ و صدوق

امام سلیمان بن سوئی الدمشقی نے فرمایا: اگر ہمارے پاس علم بذریعہ اہل الحجاز عن الزہری

آئے تو ہم اسے قبول کرتے ہیں۔ (المعتمد والتاریخ ج ۲ ص ۲۲-۲۳ و سند صحیح)

جدید منکرین حدیث کا امام زہری پر تشبیح کا الزام سرے سے باطل و مردود ہے۔ امام بخاری نے امام زہری سے تعلیقاً نقل کیا ہے کہ ”مَنْ اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ الرِّسَالَةَ وَعَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْبَلَاغُ وَعَلَيْنَا التَّسْلِيْمُ“ رسالت (کا بیان) اللہ کی طرف سے ہے، رسول اللہ ﷺ کا کام اسے آگے پہنچا دینا ہے اور ہمارا کام سر تسلیم خم کرنا ہے۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۳۰) امام زہری نے فرمایا: ”الْاِعْتَصَامُ بِالسَّنَةِ نَجَاةٌ“ سنت (احادیث) کو مضبوطی سے پکڑنے میں نجات ہے۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر ج ۱ ص ۲۶۵ و سند حسن)

امام شافعی کے چچا محمد بن علی بن شافع فرماتے ہیں کہ (ناحسی خیفہ) ہشام (بن عبد الملک اموی) نے (امام) زہری سے پوچھا کہ ﴿وَالَّذِي تَوَلَّيَ كِبْرَهُ مِنْهُمْ﴾ سے کون مراد ہے؟ تو انھوں نے فرمایا: عبد اللہ بن ابی۔ ہشام نے کہا: تم نے جھوٹ بولا ہے۔ زہری نے جواب دیا: ”میں جھوٹ بولتا ہوں؟ تیرا باپ نہ رہے، اللہ کی قسم اگر آسمان سے کوئی منادی کرنے والا منادی کرے کہ اللہ نے جھوٹ کو حلال کر دیا ہے تو میں پھر بھی جھوٹ نہیں بولوں گا۔“ پھر انھوں نے اسے اس کے بارے میں احادیث سنائیں۔

(تاریخ دمشق ج ۲ ص ۲۷۵ و سند صحیح، تاریخ میں مئی کے بجائے غلطی سے مکر لکھا ہوا ہے۔)

آخر میں عرض ہے کہ امام ابن شہاب زہری اور تمام صحیح العقیدہ سچے تابعین سے محبت کرنا ایمان کی نشانی ہے۔ جو بد نصیب شخص ان فقہ و صدوق علماء پر طعن و تفتیح کے تیر چلانے کی کوشش کرے، اس کا مقابلہ پوری قوت اور شدید جذبہ ایمانی سے کرنا چاہئے۔

حافظ ابن حبان فرماتے ہیں: ”وَكَانَ مِنْ أَحْفَظِ أَهْلِ زَمَانِهِ وَأَحْسَنِهِمْ سَبَاقًا لِمَتُونِ الْأَخْبَارِ وَكَانَ فَهِيْهًا فَاحِصًا، رَوَى عَنْهُ النَّاسُ“ زہری اپنے زمانے میں سب سے بڑے حافظ اور متون احادیث کو سب سے اچھے طریقے سے بیان کرنے والے تھے اور فقیہ فاضل تھے۔ آپ سے لوگوں نے روایتیں بیان کی ہیں۔ (الثقات ص ۳۹۵)

اے اللہ! ہمارے دل امام زہری اور سچے صحیح العقیدہ تابعین کی محبت سے بھر دے۔

آمین یا رب العالمین [الحدیث: ۳۷]

علمائے حق سے محبت

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ﴾

تم میں سے ایمان والوں اور علم والوں کے درجے، اللہ بلند فرمائے گا۔ (انجاد: ۱۸)

معلوم ہوا کہ اہل ایمان علماء (علماء حق) کو عام مومنین و مسلمین پر برتری و فضیلت حاصل ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ إِنَّمَا يَخُشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ ﴾ ط

اللہ سے اس کے بندوں میں صرف علماء ہی (سب سے زیادہ) ڈرتے ہیں (فاطر: ۲۸)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ اللَّهَ يَرُفَعُ بِهَذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ الْآخَرِينَ))

اس کتاب (قرآن) کے (علم و عمل کے) ساتھ، اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو (فضیلت کے ساتھ)

انھائے گا اور کچھ کو گرا دے گا۔ (صحیح مسلم: ۲۶۹/۸۱۷، وتر قیم دار السلام: ۱۸۹۷)

آپ ﷺ نے فرمایا: ((فضل العالم علی العابد کفzulی علی ادناکم))
 جس طرح مجھے تم لوگوں پر فضیلت حاصل ہے، اسی طرح (ہر) عالم کو (ہر) عابد پر فضیلت حاصل ہے۔ (سنن الترمذی: ۲۶۸۵، قال: "حسن غریب صحیح"، أضواء الصالح: ۴۱۳، قال: اسناد حسن)
 نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

((ليس منا من لم يجبل كبيرنا ويرحم صغيرنا ويعرف لعالمنا حقه))

جو شخص ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے، چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے (اہل حق)

عالم کا حق نہ پہچانے، وہ اہم میں (اہل حق میں) سے نہیں ہے۔

(مشکل الآثار للطحاوی: ۳/۱۳۳ ح ۸۰ و سند حسن)

آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ((البركة مع اكابرکم)) برکت تمہارے اکابر کے ساتھ ہے۔
(البرکة للکبار کم ج ۶ ص ۲۱۰، احواف المحر ۷/۶۰۱، ۸۵۲۳، شعب الایمان: ۱۱۰۰۵، وسند صحیح)
ان دلائل سے معلوم ہوا کہ اہل حق (اہل سنت: اہل حدیث) علماء کو عام مسلمانوں پر فضیلت حاصل ہے لہذا ان کا احترام کم کرنا ضروری ہے۔
طاؤس تابعی فرماتے ہیں:

”من السنة أن یو قرأ بعة: العالم وذو الشیبة والسلطان والوالد،

قال: ویقال: إن من الجفاء أن یدعو الرجل والده باسمه“

سنت یہ ہے کہ چار آدمیوں کی عزت و احترام (خاص طور پر) کرنا چاہئے (۱) عالم
(۲) عمر رسیدہ بزرگ (۳) حاکم (۴) اور والد، کہا جاتا ہے کہ یہ ظلم (اور گناہ) میں
سے ہے کہ بیٹا اپنے باپ کا نام لے کر پکارے۔

(مصنف عبدالرزاق ۱۱ ص ۱۳۷ ج ۱۰۳۳ وسند صحیح)

صحابہ کرام نبی ﷺ کا بہت زیادہ احترام کرتے تھے، وہ آپ کے سامنے اس طرح
بیٹھے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔

(سنن ابی داود: ۳۸۵۵، إسناده صحیح، معجم الترمذی: ۲۰۳۸، والی ۴/۳۹۹، ووافی الذہبی)

قاضی فیصل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”عالم عامل معلم یدعی کبیراً فی ملکوت السموات“

عالم باعمل معلم آسمانوں کی مملکت میں بڑا سمجھا جاتا ہے۔ (الترمذی: ۳۱۸۵ وسند صحیح)

درج بالا دیگر نصوص شرعیہ کو مد نظر رکھتے ہوئے عوام کے لئے چند اہم باتیں پیش خدمت ہیں:

① ہر عامی لاعلم پر ضروری ہے کہ وہ صحیح العقیدہ علمائے حق میں سے، عالم باعمل کا انتخاب کرے، اس کے پاس جائے اور مسئلہ پوچھے۔

② علمائے سوء سے بچنا واجب ہے کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((من وقر صاحب بدعة فقد أعان علی هدم الإسلام))

جس نے کسی بدعت کی تعظیم (عزت) کی تو اس نے اسلام کے گرانے میں مدد کی۔

(کتاب الشریعہ لایلا جری ص ۹۶۲ ج ۲۰۰۰ سند صحیح)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”إنکم فی زمان: الصلوۃ فیہ طویلة والخطبة فیہ قصیرة وعلماءہ کثیر وخطباءہ قلیل، ومسانی علیک زمان: الصلوۃ فیہ قصیرة والخطبة فیہ طویلة، خطباءہ کثیر وعلماءہ قلیل“

تم ایسے زمانے میں ہو کہ (جمہور کی) نماز لمبی اور خطبہ چھوٹا (مختصر) ہوتا ہے، علماء زیادہ ہیں اور (قصہ گو) خطیب حضرات کم ہیں اور تجھ پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ (جمہور کی) نماز مختصر اور خطبہ لمبا ہوگا، (قصہ گو) خطیب حضرات زیادہ ہوں گے اور (حقیقی) علماء کم ہوں گے۔ الخ (المجموع للکبیر للطبرانی ج ۱۱ ص ۸۵۶۷۷ سند صحیح)

③ عالم سے انتہائی احترام اور ادب سے سوال کیا جائے کہ کتاب وسنت اور دلیل سے جواب دیں۔

④ عالم کا نام لے کر پکارنے کے بجائے ”شیخ صاحب“ وغیرہ کے الفاظ ادب استعمال کئے جائیں۔ یحییٰ بن سحر (تابعی) نے جب سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مسئلہ پوچھا تو فرمایا: ”یا ابا عبد الرحمن“ اے ابو عبد الرحمن (صحیح مسلم ۸/۹۳) یعنی آپ کا نام لینے سے اجتناب کیا۔

⑤ عالم کے سامنے ہنسنے، آنکھ مارنے اور شور مچانے سے مکمل اجتناب کیا جائے۔ عبدالرحمن بن مہدی کی مجلس میں ایک آدمی ہنس پڑا تو انھوں نے فرمایا: ”لا أحد شکم شہراً“ میں تمھیں ایک مہینہ عذیشیں نہیں سناؤں گا۔

(المجامع لأخلاق الراوی وآداب السامع للخطیب ج ۱ ص ۱۹۳ ج ۳۲۵ سند صحیح)

⑥ علمائے حق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح وارث اور اولیاء اللہ ہیں۔

امیر المومنین فی اللہ بیٹا امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”وأن العلماء هم ورثة الأنبياء، ورووا العلم“ اور بے شک علماء: انبیاء کے وارث

ہیں، انھوں نے علم کا ورثہ پایا ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب العلم باب: قبل ح ۶۸)

④ علمائے حق سے دشمنی اور بغض نہیں رکھنا چاہئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إن الله قال: من عادى لي ولياً فقد آذنته بالحرب))

بے شک اللہ نے فرمایا: جس شخص نے میرے کسی ولی (دوست) سے دشمنی رکھی تو

میں اس شخص کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہوں۔ (صحیح البخاری ۶۵۰۲)

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ چار آدمیوں سے علم حاصل نہیں کرنا چاہئے:

(۱) بے وقوف، جس کی بے وقوفی علانیہ ہو (۲) کذاب (۳) بدعتی جو اپنی بدعت کی طرف

دعوت دیتا ہو (۴) نیک آدمی جسے حدیث کا کچھ بھی پتا نہ ہو۔

(کتاب المغنی للعلی ۱۳۱ اسناد صحیح)

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں علمائے حق کی محبت بھر دے۔ آمین

تنبیہ: ان مضامین میں احادیث کی تحقیق میرے استاد محترم شیخ حافظ زبیر علی زکی حفظہ اللہ کی ہوتی ہے۔

اللہ کے مومن بندوں سے محبت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿أَنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾

مومنین (آپس میں) بھائی بھائی ہیں۔ (الحجرات: ۱۰)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لا تدخلون الجنة حتى تؤمنوا ولا تؤمنوا حتى تحابوا ، أولا

أدلكم على شيء إذا فعلتموه تحاببتم ؟ أفشوا السلام بينكم))

تم جنت میں داخل نہیں ہو سکتے حتیٰ کہ ایمان لے آؤ ، اور تم ایمان (کامل) نہیں

لا سکتے جب تک ایک دوسرے سے محبت نہ کرو ، کیا تمہیں وہ چیز نہ بتا دوں ، اگر تم

اسے کر دو تو آپس میں محبت کرنے لگو گے ؟ السلام (السلام علیکم) کو اپنے درمیان

پھیلا دو۔ (صحیح مسلم: ۵۴/۹۳ دارالسلام: ۱۹۳)

آپ ﷺ فرماتے ہیں:

((لا يؤمن أحدكم حتى يحب لأخيه ما يحب لنفسه))

تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک (پورا) مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے

بھائی کے لئے (خیر میں سے) وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

(صحیح بخاری: ۱۳۰ صحیح مسلم: ۳۵ والنسائی: ۱۱۵/۸ ج: ۲۰/۵۰)

ایک مشہور حدیث میں آیا ہے:

((المسلم أخو المسلم ، لا يظلمه ولا يسلّمه ، ومن كان في

حاجة أخيه كان الله في حاجته ومن قرّج عن مسلم كربة قرّج الله

عنه كربة من كربات يوم القيامة ، ومن ستر مسلماً ستره الله
يوم القيامة))

مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ وہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ وہ اس پر ظلم ہونے دیتا ہے،
جو آدمی اپنے بھائی کی (جائز) ضرورت پوری کرے گا، اللہ اس کی ضرورت پوری کرے گا،
اور جس نے کسی مسلمان کی مصیبت دور کرنے میں مدد کی، اللہ اس کی مصیبت دور کرے
گا اور جس نے کسی مسلمان (کی غلطی) پر پردہ ڈالا، اللہ قیامت کے دن اس پر پردہ
ڈالے گا۔ (صحیح بخاری: ۳۴۳۲ و صحیح مسلم: ۷۵۸۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((سبعة يظلهم الله في ظله يوم لا ظل إلا ظله : الإمام العادل ، وشاب
نشأ في عبادة ربه ورجل قلبه معلق في المساجد ، ورجلان تحابا في الله
اجتمعا على ذلك وتفرقا عليه ، ورجل طلبته ذات منصب وجمال فقال :
إني أخاف الله ، ورجل تصلق أخفى حتى لا تعلم شماله ما تنفق يمينه
ورجل ذكر الله خاليا ففاضت عيناه))

سات آدمیوں کو اللہ اپنے (عرش کے) سائے میں رکھے گا جس دن اس کے سائے
کے بغیر کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ (۱) عادل عمران (۲) اپنے رب کی عبادت میں پلا ہوا
نوجوان (۳) وہ آدمی جس کا دل مسجدوں (کے خیال) میں ہی لٹکا رہتا ہے۔ (۴) وہ
دو آدمی جو ایک دوسرے سے اللہ کے لئے محبت کرتے ہیں، اسی پر اکٹھے ہوتے ہیں
اور اسی پر جدا ہوتے ہیں (۵) وہ آدمی جسے خوبصورت اور اونچے درجے
والی (عورت) بلائے (زنا کے لئے) تو کہہ دے: میں اللہ سے ڈرتا ہوں (۶) وہ
آدمی جو (اتنے خفیہ طور پر غریب کو) صدقہ دے کہ بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ کی خبر نہ
لگے یعنی لوگوں کو پتا ہی نہ چلے (۷) اور وہ آدمی جو اکیلا ہو تو اللہ کو یاد کرے تو اس کی
آنکھوں سے آنسو بہنے لگیں۔ (صحیح بخاری: ۲۶۰ و صحیح مسلم: ۱۰۳۲)

ایک دوسرے کے ساتھ محبت، جذبہ رحم اور ہمدردی میں مومنوں کی مثال ایک جسم کی طرح ہے۔ جب جسم کے کسی حصہ میں درد ہوتا ہے تو سارا جسم بے آرامی اور بخار کے ساتھ پریشان رہتا ہے۔ (مسلم: ۳۵۸۶، اللفظ لہ: البخاری: ۶۰۱۱)

ایک دوسری روایت میں ہے:

((المسلمون كرجل واحد، إن اشتكى عينه اشتكى كله وإن اشتكى رأسه اشتكى كله))

تمام مسلمان ایک آدمی کی طرح ہیں۔ اگر اس کی آنکھ میں درد ہوتا ہے تو وہ سارا (جسم) بیمار ہوتا ہے اور اگر اس کے سر میں درد ہوتا ہے تو سارا (جسم) بیمار ہوتا ہے۔ (مسلم: ۳۵۸۶، دارالسلام: ۶۵۸۹)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لا يحل لمسلم أن يهجر أخاه فوق ثلاث ليال))

کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں ہے کہ اپنے بھائی سے، تین (دن) راتوں سے زیادہ بائیکاٹ کرے۔ (بخاری: ۶۰۷۳-۶۰۷۵)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لا تباعدوا ولا تحاسدوا ولا تداہروا وكونوا عباد الله إخواناً، ولا يحل لمسلم أن يهجر أخاه فوق ثلاثة أيام))

نہ ایک دوسرے سے بغض کرو اور نہ حسد کرو، اور نہ قطع تعلقی کر کے ایک دوسرے کے دشمن بنو، اور (تم سب) اللہ کے بندے اور آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ، کسی مسلمان کے لئے یہ حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے (مسلمان) بھائی سے تین دن سے زیادہ بائیکاٹ کرے۔ (بخاری: ۶۰۶۵، مسلم: ۳۵۹۰)

حدیث فیصل بن خرزوان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(امام ابواسحاق السہمی) کے تابعینا ہو جانے کے بعد، میں ان سے ملا تو انھوں نے مجھے

سینے سے لگا لیا۔ میں نے پوچھا: آپ مجھے جانتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا: جی ہاں، اللہ کی قسم میں تجھے جانتا ہوں اور تجھ سے محبت کرتا ہوں۔ ارجو

(کتاب الاخوان لابن ابی الدنیاس ۱۰۰ ج ۱۳ و سنادہ حسن)

ایک روایت میں آیا ہے:

((تعرض أعمال الناس في كل جمعة مرتين ، يوم الإثنين و

يوم الخميس ، فيغفر لكل عبد مؤمن إلا عبداً بينه وبين أخيه

مشغوء ، فيقال : اتركوا أو اركوا هذين حتى يفينا))

لوگوں کے اعمال (اللہ پر) ہر پچھتے دو دفعہ پیش کئے جاتے ہیں، سوموار اور جمعرات

کے دن، پس ہر مومن بندے کی مغفرت کر دی جاتی ہے سوائے اس بندے کے جس

کے (مسلمان) بھائی اور اس کے درمیان دشمنی (اور بائیکاٹ) ہے۔ کہا جاتا ہے:

انھیں (اس وقت تک) چھوڑ دو جب تک یہ دونوں صلح کر لیں۔

(مسلم: ۳۰۶۵، ۳۵۶۵ و دارالسلام: ۶۵۴۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((كل المسلم على المسلم حرام، دمه وماله وعرضه))

ہر مسلمان کا خون، مال اور عزت دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔

(مسلم: ۲۵۶۳، ۲۵۶۴ و دارالسلام: ۶۵۴۱)

رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

((المؤمن من مرآة المؤمن ، والمؤمن أخو المؤمن ، يكف عليه ضيعته

ويحوطه من ورأه))

مومن مومن کا آئینہ ہے، مومن مومن کا بھائی ہے، وہ اس کا نقصان نہیں ہونے دیتا

اور اس کی غیر حاضری میں اس (کے مال، عزت اور حقوق) کی حفاظت کرتا ہے۔

(سنن ابی داؤد: ۴۹۱۸ و سنادہ حسن)

ایک دفعہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا۔ آپ نے اپنے گھر میں (کھانا لائے کے لئے) پیغام بھیجا تو بتایا گیا کہ پانی کے سوا گھر میں کچھ بھی نہیں ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے (اپنے صحابہ کو) فرمایا: اس آدمی کی کون میزبانی کرتا ہے؟ ایک انصاری نے کہا: میں۔

وہ (انصاری) اس آدمی کو لے کر اپنے گھر چلا گیا (ان دنوں پر دے کے احکام نہیں ہوں گے) انصاری صحابی نے اپنی بیوی سے کہا: رسول اللہ ﷺ کے مہمان کی (عزت و) تکریم کرو، وہ کہتے تھیں: ہمارے پاس صرف ہمارے بچوں کا ہی کھانا ہے، اس پر انصاری نے کہا: لے آؤ، چراغ جلاؤ اور بچوں کو، اگر کھانا نکلے تو سلا دو (آہستہ سے) پس اس (انصاری کی بیوی) نے کھانا تیار کیا، چراغ جلایا اور اپنے بچوں کو سدا دیا۔ پھر وہ چراغ ٹھیک کرنے کے لئے انھیں تو اسے بجھا دیا۔ وہ دونوں اپنے مہمان کو (ہاتھوں کی حرکت سے) یہ دکھا رہے تھے کہ وہ (بھی) کھانا کھا رہے ہیں۔ (مہمان نے کھانا کھلیا) اور وہ دونوں ساری رات بھوکے رہے۔ جب صبح ہوئی تو وہ (انصاری) رسول اللہ ﷺ کے پاس (مہمان کو لے کر) گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: آج رات اللہ تعالیٰ تمھارے (اس) کام کی وجہ سے ہنسنا، پس اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿اور اگر چہ وہ بھوکے بھی ہوں تو اپنے آپ پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اور جس نے اپنے آپ کو نکل سے بچالیا تو یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں﴾

[سورۃ الحشر: ۹] (صحیح البخاری، کتاب مناقب الانساب، ج ۱ ص ۹۸)

رضی اللہ عنہم اجمعین

ان دلائل شرعیہ سے معلوم ہوا:

- ① ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا احترام کرنا لازم ہے۔
- ② اللہ کے مومن بندوں کو ایک دوسرے سے محبت کرنی چاہئے۔
- ③ ظلم، قتل، چوری، ڈاکہ، بغیبت، چغلی، تکبر اور دوسرے کو حقیر و ذلیل سمجھنا حرام ہے۔
- ④ بغیر شرعی حذر کے ایک دوسرے سے بایکاٹ کرنا حرام ہے۔

⑤ اپنے مسلمان بھائیوں کے لئے ہر وقت قربانی اور ایثار کے لئے تیار رہنا چاہئے۔
بھائیو!

ایک دوسرے سے محبت کرو، کسی پر ظلم نہ کرو، ایک دوسرے کا مذاق نہ اڑاؤ، پیار و محبت سے
بھائی بھائی بن کر دنیا میں رہو، ایک دوسرے کا احترام کرو، کسی بھائی سے اگر غلطی ہو جائے تو
اس کی اصلاح کے ساتھ ساتھ اس پر پردہ ڈالو۔ وما علینا إلا البلاغ

[الحمد: ۵]

والدین سے محبت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالَّذِينَ إِحْسَانًا﴾

اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور (اپنے) والدین سے احسان (نیک سلوک) کرو۔ (فصل ۲، ۳۶)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَوَحَّيْنَا إِلَى النَّاسِ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا﴾

اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ احسان (نیک سلوک) کا حکم دیا ہے۔

(الاحقاف: ۱۵)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

میں نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ اللہ کے نزدیک کون سا کام سب سے زیادہ پسندیدہ ہے؟ فرمایا: نماز اپنے (اول) وقت پر پڑھنا (میں نے) پوچھا: پھر کون سا عمل (پسندیدہ) ہے؟ فرمایا: والدین سے نیکی کرنا، پوچھا: پھر کیا ہے؟ فرمایا: اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔
(صحیح البخاری: ۵۲۷، صحیح مسلم: ۸۵۰)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَأَن تَحِبُّوا ذَاكَ عَلَىٰ أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبُهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا﴾

اگر وہ (تیرے والدین) میرے ساتھ شرک کرنے کے لئے جس کا تیرے پاس علم نہیں تھے مجبور کریں تو اُن کی اطاعت نہ کرو اور دنیا میں اُن کے ساتھ اچھے طریقے سے رہو (قرآن: ۱۵)

اس آیت سے تین مسئلے معلوم ہوئے:

① شرک کرنا حرام ہے۔

- ② اللہ اور رسول ﷺ کی نافرمانی میں والدین کی کوئی اطاعت نہیں ہے۔
 ③ جو بات کتاب و سنت کے خلاف نہیں ہے اُس میں والدین کی اطاعت کرنی چاہئے۔
 نبی ﷺ نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا:

((اطع أباك مادام حياً ولا تعصه))

جب تک تمہارا باپ زندہ ہے اُس کی اطاعت کرو اور اُس کی نافرمانی نہ کرنا۔

(مسند احمد ۲/۱۶۵، ۱۶۵۳۸ و سندھج)

ان تمام دلائل کے خلاف منکر حدیث پرویز صاحب لکھتے ہیں: ”تیسرا افسانہ: ماں باپ کی اطاعت فرض ہے۔“

اسی سلسلہ میں ایک افسانہ یہ بھی ہے کہ ماں باپ کی اطاعت فرض ہے“

(عالیہ افسانے ص ۷۷ طیبہ دار و طبع اسلام پبلشرز لاہور)

پرویز کی اس بات کا باطل ہونا ہر مسلمان پر واضح ہے۔ واللہ

تشیہ: کتاب و سنت کی مخالفت میں والدین ہوں یا حکمران یا کوئی بھی، کسی کی اطاعت نہیں کرنی چاہئے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لا طاعة في معصية الله ، إنما الطاعة في المعروف))

اللہ کی نافرمانی میں (کسی کی) کوئی اطاعت نہیں ہے۔ اطاعت تو معروف (کتاب

و سنت کے مطابق کام) میں ہے۔ (صحیح مسلم: ۱۸۴۰، دار السلام، ۷۵۷ء صحیح البخاری: ۲۵۷۷ء)

ایک روایت میں آیا ہے:

((رضى الرب في رضى الوالد و سخط الرب في سخط الوالد))

رب کی رضا والد کی رضا میں ہے اور رب کی ناراضی، والد کی ناراضی میں ہے۔

(اترغزی: ۱۸۹۹ء سندھج، ابن حبان، الوار: ۲۰۲۶، الحاکم فی المستدرک ۳/۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴

فرمایا: اپنی ماں کے ساتھ، پوچھا: پھر کس کے ساتھ؟ فرمایا: اپنی ماں کے ساتھ، پوچھا: پھر کس کے ساتھ؟ فرمایا: اپنی ماں کے ساتھ، اس نے پوچھا: پھر کس کے ساتھ؟ آپ نے فرمایا: پھر اپنے باپ کے ساتھ۔ (صحیح ابودری: ۵۹۷، صحیح مسلم: ۲۵۳۸)

جاہد السلمي رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کو آپ ﷺ نے حکم دیا: ((فَالزَّوْجَانِ الْجَنَّةُ نَحْتِ رَجُلَيْهَا)) پس اپنی ماں کی خدمت لازم پکڑو، کیونکہ جنت اُس کے قدموں کے نیچے ہے۔

(سنن الترمذی: ۲۱۱۶، ح ۳۱۰۶، اسناد صحیح)

ماں باپ کی معروف (کتاب و سنت کے مطابق باتوں) میں نافرمانی کبیرہ گناہ ہے۔ اُس رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے کبیرہ گناہوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

((الإِشْرَاقُ بِاللَّهِ وَعَقْوُقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَشَهَادَةُ الزُّورِ))
اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، کسی (بے گناہ) انسان کو قتل کرنا اور
جھوٹی گواہی دینا۔ (بخاری: ۲۶۵۳، مسلم: ۸۸)

ابی بن مالک العامری رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَدْرَكَ وَالِدَيْهِ أَوْ أَحَدَهُمَا ثُمَّ دَخَلَ النَّارَ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ فَأَبْعَدَهُ اللَّهُ وَأَسْقَاهُ))

جو شخص اپنے والدین یا ان میں سے ایک (والد یا والدہ) کو (زندہ) پائے پھر اس کے بعد (ان کی خدمت نہ کرنے کی وجہ سے) جہنم میں داخل ہو جائے تو اللہ نے اسے اپنی رحمت سے دور کر دیا ہے اور وہ اس پر ناراض ہے۔

(مسند احمد: ۲/۳۳۳، ح ۱۹۴۳۶، سند صحیح)

خلاصہ: والدین کے ساتھ حسن سلوک اور معروف میں ان کی اطاعت فرض ہے۔ اپنے رب کو راضی کرنے کے لئے اپنے والدین سے محبت کریں، جہاد اگر فرض عین نہ ہو تو والدین کے لئے چھوڑا جاسکتا ہے۔ وما علينا إلا البلاغ

(الحمدیث: ۸)



اولاد سے محبت

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اقرع بن حابس (رضی اللہ عنہ) نے دیکھا کہ نبی ﷺ (اپنے نواسے) حسن (بن علی رضی اللہ عنہ) کا بوسہ لے رہے تھے تو اقرع (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میرے دس بیٹے ہیں مگر میں کسی کا بھی بوسہ نہیں لیتا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ لَا يُؤْخِمْ لَا يُؤْخِمْ))

جو رحم نہیں کرتا، اس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔ (صحیح البخاری: ۵۹۹۷، صحیح مسلم: ۲۳۸۷، ۲۳۸۸)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (اپنے بیٹے) ابراہیم کو (گود میں) لیا اور اس کا بوسہ لیا (اور پیار سے) اس کی خوشبو سونگھی۔

(صحیح البخاری: ۱۳۰۳، صحیح مسلم: ۲۳۱۵)

رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک اعرابی (دیہاتی) آیا اور کہا: کیا آپ بچوں کا بوسہ لیتے ہیں؟ ہم تو بچوں کا بوسہ نہیں لیتے! آپ ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ نے تمہارے دل سے رحمت نکال دی ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں؟ (صحیح البخاری: ۵۹۹۸، صحیح مسلم: ۲۳۱۷)

سیدنا یحییٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے ساتھ وہ کھانے کی ایک دعوت پر جا رہے تھے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ (راستے میں) ایک گلی میں (سیدنا) حسین رضی اللہ عنہ کھیل رہے ہیں۔ نبی ﷺ نے لوگوں کے درمیان سے آگے بڑھ کر اپنے دونوں بازو پھیلا لیے۔ (سیدنا) حسین رضی اللہ عنہ ادھر ادھر بھاگنے لگے۔ آپ ﷺ نے ہتھ پٹاتے ہوئے انہیں (سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو) پکڑ لیا۔ آپ نے اپنا ایک ہاتھ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی ٹھوڑی کے نیچے اور دوسرا ان کے سر پر رکھا۔ آپ نے (معافہ کرتے ہوئے) اُن کا بوسہ لیا اور فرمایا:

((حُسَيْنٌ مِنِّيْ وَ اَنَا مِنْ حُسَيْنٍ، أَحَبَّ اللَّهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا، حُسَيْنٌ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ اللہ اس شخص سے محبت کرے جو حسین سے محبت کرتا ہے، حسین نو اسوں میں سے ایک (جلیل القدر) نو اس ہے۔

(سنن ابن ماجہ ۲۳۳ اور سنن ابی داؤد حسن و حسن الترمذی ۳۷۷۵ و صحیح ابن حبان، موارد الظہان: ۲۲۳۰ و الجامع ۳/۲۷۷) والذی قال البیہقی: "لقد ارسلنا حسن رجلاً ثقات" التہذیب الجاہلی فی التعلیق علی سنن ابن ماجہ علیہما حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ ص ۱۰، وحسن أشجع الإلمانی رحمہ اللہ)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ (رسول اللہ ﷺ کی بیٹی) فاطمہ رضی اللہ عنہا جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں تو آپ اٹھ کر ان کے پاس جاتے اور ان (فاطمہ رضی اللہ عنہا) کا ہاتھ پکڑ لیتے پھر ان کا لوسہ لیتے اور اپنی جگہ بٹھاتے۔ (سنن ابی داؤد: ۵۲۷۷ اور سنن ابی داؤد حسن و حسن الترمذی ۳۸۷۲) ایک صحیح حدیث میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جو شخص ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے، ہمارے چھوٹوں (بچوں) پر رحم نہ کرے اور ہمارے (اہل حق) عالم کا حق نہ پہچانے، وہ ہم میں (اہل حق میں) سے نہیں ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ج ۲، ۱۳۳ ح ۱۸۵، الحدیث ص ۳۵)

ان احادیث اور دیگر دلائل سے ثابت ہوا کہ والدین کو اپنی اولاد سے محبت کرنی چاہیے۔ یاد رہے کہ محبت کا تقاضا یہ ہے کہ دنیاوی کھولتیں مہیا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد کی اچھی تربیت کرنی چاہیے۔ انھیں قرآن وحدیث اور تمام بہترین اخلاقی سکھانے چاہئیں۔ توحید وسنت کی دعوت اور سنت مطہرہ کے مطابق نماز پڑھنے کا حکم دینا چاہیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَأَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا﴾

اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو (جہنم کی) آگ سے بچالو۔ (انجیم: ۶) ((کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ)) تم میں سے ہر آدمی گمراہ ہے اور اس کی زیر نگرانی لوگوں کے بارے میں (قیامت کے دن) پوچھا جائے گا (ابن ماجہ: ۸۹۳ و مسلم: ۱۸۲۹) کی رو سے ہر آدمی سے اس کی اہل واولاد کے بارے میں سوال ہوگا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ والدین اور ان کی اولاد دونوں کو کتاب وسنت کا تقاب اور نیک بنادے۔ آمین

ہمسایوں سے محبت

دین اسلام میں ہمسایوں، پڑوسیوں کے بڑے حقوق ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، والدین، رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، رشتہ دار پڑوسیوں، اپنی پڑوسیوں، پہلو کے ساتھ (بیوی)، مسافر اور غلاموں سے اچھا سلوک کرو۔ (نساء: ۳۶)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((ما زال جبریل یوصی بالجار حتی ظننت انہ سیرۃ)) مجھے جبریل (علیہ السلام) لگاتار، پڑوسی کے ساتھ (اچھے سلوک کا) حکم دیتے رہے یہاں تک کہ میں نے یہ خیال کیا کہ وہ اسے (پڑوسی کو) وراثت کا حق دار قرار دے دیں گے۔

(صحیح البخاری: ۲۰۱۵ و صحیح مسلم: ۲۲۳۵ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((والله لا يؤمن الذي لا يأمن جاره بوائقه))

اللہ کی قسم وہ شخص (پورا) مومن نہیں ہو سکتا... جس کا پڑوسی اس کے شر و فساد سے محفوظ نہ رہے۔ (صحیح البخاری: ۲۰۱۶)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کی ایذا رسانی اور شر سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ رہے۔ (مسلم: ۳۶)

سیدنا ابوہریرہؓ احدی مثنیٰ اللہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليكرم جاره))

جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے تو اسے چاہئے کہ اپنے پڑوسی کی عزت (اور اس سے اچھا سلوک) کرے۔ (بخاری: ۲۰۱۹، مسلم: ۳۸)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يؤذ جاره))

جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے تو وہ اپنے بڑوسی کو (کوئی تکلیف نہ دے۔

(بخاری: ۶۰۱۸، مسلم: ۴۷)

آپ ﷺ نے عورتوں کو حکم دیا:

((يا نساء المسلمات ، لا تحقرن جارة لجارتها ولو فرسن شاة))

اے مسلمان عورتو! کوئی بڑوسن اپنی بڑوسن کو (تھکے میں) بلکی چیز (تک) دینے میں

تھارت محسوس نہ کرے اگرچہ یہ بکری کا کھربتی کیوں نہ ہو۔

(بخاری: ۶۰۱۷، مسلم: ۱۰۳۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے کہا گیا:

فلاں عورت (ہر) رات تہجد پڑھتی اور ہر دن روزہ رکھتی ہے، (اچھے) کام کرتی اور صدقہ

دیتی ہے لیکن وہ اپنی زبان سے اپنے بڑوسیوں کو تکلیف دیتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لا خير فيها، هي من اهل النار))

اس عورت میں کوئی خیر نہیں ہے..... وہ جہنمیوں میں سے ہے۔

کہا گیا کہ فلاں عورت فرض نماز پڑھتی ہے اور (کبھی کبھار) خیر کے ٹکڑے صدقہ

کر دیتی ہے اور کسی کو تکلیف نہیں دیتی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((هي من اهل الجنة))

وہ جنتیوں میں سے ہے۔ (ادب المفرد بخاری: ۱۱۹۱، سنن مجتبیٰ ابن حبان: ۷۶۱۱۳، ۷۷۷۷۳، ۷۷۷۷۴)

ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میرا بڑوسی مجھے تکلیف دیتا ہے تو آپ

ﷺ نے فرمایا: جاؤ اور اپنا (گھر کا) سامان باہر نکال کر راستے میں رکھ دو۔ وہ چلا گیا اور اپنا

سامان باہر نکال کر رکھ دیا۔ لوگ اسٹھے ہو گئے اور پوچھنے لگے: تجھے کیا ہو گیا ہے؟ اس نے کہا:

میرا بڑوسی مجھے تکلیف دیتا ہے ہذا میں نے نبی ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے

فرمایا: جاؤ اور اپنا سامان باہر نکال کر راستے میں رکھ دو۔



محبت ہی محبت

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله الامين، أما بعد:
 اللہ اور رسول سے محبت کرنا اور ان پر ایمان لانا دین اسلام کا بنیادی رکن ہے جس کے
 بغیر دائرۃ اسلام میں داخل ہونا ناممکن و محال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں پر بے شمار
 احسانات فرمائے لیکن اس کا سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ اس نے مومنوں کے لئے اپنے
 محبوب اور آخری رسول سیدنا محمد ﷺ کو بھیجا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوا
 عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ۚ﴾

یقیناً اللہ نے مومنوں پر احسان کیا جب اس نے انہی میں سے ایک رسول اُن میں
 بھیجا جو اُن پر اس کی آیتیں تلاوت کرتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت
 سکھاتا ہے۔ (ال عمران ۱۶۴)

ایک عورت نے اپنے بچے کو (پیارے) اپنے سینے سے لگا رکھا تھا تو پیارے رسول ﷺ نے فرمایا:

((لله أرحم بعباده من هذه بولدها))

اللہ اپنے بندوں پر اس سے زیادہ رحم کرنے والا ہے جتنی یہ عورت اپنے بچے پر
 (مہربان) ہے۔ (صحیح البخاری: ۵۹۹۹، صحیح مسلم: ۲۷۵۳)

اللہ غفور رحیم فرماتا ہے: ﴿وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۚ﴾

اور میری رحمت ہر چیز سے زیادہ وسیع ہے۔ (الاعراف: ۱۵۶)

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ إِنَّمَا الْغُفُورُ الرَّحِيمُ ۝﴾

میرے بندوں کو بتادو کہ بے شک میں غفور رحیم ہوں۔ (الحج: ۳۹)

اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں ایک نام اَلْكَوْذُو (محبت کرنے والا) ہے۔ دیکھیے سورۃ البروج (۱۳)
محبت کرنے والے رب العالمین نے رسول اللہ ﷺ کو رحمت للعالمین بنا کر بھیجا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾

اور ہم نے آپ کو صرف رحمت للعالمین (سارے جہانوں کے لئے رحمت) بنا کر

ہی بھیجا ہے۔ (الاعیاء: ۱۰۷)

رحمت للعالمین آپ ﷺ کی صفت خاصہ ہے جس میں دوسری کوئی مخلوق آپ کی شریک نہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((وَأِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً))

اور مجھے تو صرف رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔ (صحیح مسلم: ۲۵۹۹)

رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لا تدخلون الجنة حتى تؤمنوا ولا تؤمنوا حتى تحابوا، أولا

ادلكم على شئ إذا فعلتموه تحاببتم؟ أفشوا السلام بينكم.))

تم جنت میں داخل نہیں ہو سکتے حتیٰ کہ ایمان لے آؤ اور تم (مکمل) ایمان نہیں

لا سکتے جب تک ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔ کیا تمہیں وہ چیز نہ بتا دوں اگر تم

اسے کر دو آپس میں محبت کرنے لگو گئے؟ سلام (السلام علیکم) کو اپنے درمیان پھیلا دو۔

(صحیح مسلم: ۹۳، ۵۴، وتر قیم دار السلام: ۱۹۳)

دو آدمی جو ایک دوسرے سے اللہ کے لئے محبت کرتے ہیں انھیں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن

اپنے (عرش کے) سائے میں رکھے گا۔ دیکھئے صحیح بخاری (۶۶) و صحیح مسلم (۱۰۳۱)

ہمارا پیارا رب فرماتا ہے: ((حقّتِ محبتی علی المتحابین فی۔))

جولوگ میری وجہ سے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں ان کے لئے میری محبت

واجب ہوگئی۔ (مسند احمد، زاد عبد اللہ بن احمد ۳۲۸/۵ وسند صحیح)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لا تبأغضوا ولا تحاسدوا ولا تدابروا وكونوا عباد الله إخواناً ولا

یحل لمسلم أن یهجر أخاه فوق ثلاث لیل ((

ایک دوسرے سے بغض نہ کرو اور حسد نہ کرو اور پیٹ نہ پھیرو (یا غیبت نہ کرو) اور آپس میں اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ اور کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ تین راتوں سے زیادہ اپنے بھائی سے بائیکاٹ کرے۔

(الموطا روایہ عبدالرحمن بن القاسم ۴: ۵۳۰ و سند صحیح، البخاری: ۶۰۷۶ و مسلم: ۲۵۵۹)

ان انصوص شرعیہ و دیگر دلائل کو مد نظر رکھتے ہوئے ماہنامہ الحدیث حضور میں ”محبت ہی محبت“ کا ایک سلسلہ اول یوم سے شروع کیا گیا ہے اور جاری ہے۔ اسلام دین محبت ہے۔ میدان جنگ میں کفار سے شرعی جہاد کے دوران میں کئی احکام پر عمل کرنا ضروری ہے مثلاً:

۱) بچوں کو قتل نہ کیا جائے۔ (صحیح مسلم: ۱۷۳۱ و صحیح بخاری: ۳۰۱۴)

۲) عورتوں کو قتل نہ کیا جائے۔ (صحیح بخاری: ۳۰۱۴ و صحیح مسلم: ۱۷۳۳)

۳) آگ کا عذاب نہ دیا جائے۔ (صحیح بخاری: ۳۰۱۶)

۴) عسیت یعنی کمزور خدمت گار کو قتل نہ کیا جائے۔ (سنن ابی داؤد: ۲۶۶۹ و سند صحیح)

مکہ اور مدینہ دین اسلام اور مسلمانوں کے دو مقدس ترین مقامات ہیں۔ مکہ و مدینہ میں حلال جانوروں کے شکار سے منع کر دیا گیا ہے بلکہ عام درختوں کو کاٹنا بھی ممنوع ہے۔ مکہ اور مدینہ میں جنگ اور قتل و قتال حرام ہے الا یہ کہ تخصیص کی کوئی شرعی دلیل ہو۔

قرآن و حدیث میں جن لوگوں سے محبت کرنے کا حکم یا اشارہ دیا گیا ہے ان سے محبت کرنا رکن ایمان ہے۔

ہم نے اس سلسلہ ”محبت ہی محبت“ میں دواہم باتوں کو مد نظر رکھا ہے:

۱) صرف ان روایات و اقوال سے استدلال کیا ہے جن کی سندیں صحیح یا حسن لذاتہ ہیں۔

جب صحیح و حسن روایتیں ذخیرۂ حدیث میں موجود ہیں تو پھر ضعیف و غیر ثابت روایات اور اقوال سے استدلال کیا معنی رکھتا ہے؟ حافظ ابن حبان البستی رحمہ اللہ نے کیا خوب فرمایا ہے

”کان ماروی الضعیف و ما لم یرو فی الحکم بیان“

گویا کہ ضعیف جو روایت بیان کرے اور جس کی روایت ہی (سرے سے) نہ ہو، حکم میں برابر ہیں۔ (کتاب الحج و منیٰ ص ۳۸۸ ترجمہ سعید بن زیاد)

یعنی ضعیف روایت کا وجود اور عدم وجود برابر ہے۔

یہ منہج اگرچہ بہت مشکل اور صبر آزما ہے لیکن بحمد اللہ ہم اسی پر گامزن ہیں۔

۲) محبت اور بغض کی وجہ سے بہت سے لوگ افراط و تفریط کا شکار ہو جاتے ہیں۔ سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

” حُبُّكَ الشَّيْءُ يَعْصِي وَيَصْمُ ”

تیرا کسی چیز سے محبت کرنا اندھا اور بہرا بنا دیتا ہے۔

(شعب الایمان للبیہقی ۳۶۸ ج ۴ ص ۴۱۴ سند صحیح)

نصرانیوں نے سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی محبت میں اندھا دھند غلو کرتے ہوئے انھیں اللہ تعالیٰ کا بیٹا بنالیا۔ تعالیٰ اللہ عما یقولون علواً کبیراً۔

بیت اللہ کی طرف نماز پڑھنے والے بہت سے لوگوں نے انبیاء و صالحین اور شہداء کو عملاً رب و معبود اور مشکل کشا بنالیا۔ اماموں کا درجہ نبیوں سے بلند کیا اور طرح طرح کے غلو اور افراط و تفریط کا شکار ہوئے حالانکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّينِ ، فَإِنَّمَا أَهْلَكَ مِنْ كَانَ قَبْلَكَم))

(الغلو فی الدین۔)

اے لوگو! دین میں غلو سے بچو، کیونکہ بے شک تم سے اگلے لوگوں کو دین میں غلو نے ہلاک کیا۔

(سنن ابن ماجہ: ۳۰۲۹ و سند صحیح والفظ: سنن انسائی ۲۶۸/۵ ج ۳ ص ۵۹۹ و سند صحیح، و صحیح ابن خزیمہ: ۲۸۶۷)

(ابن حبان، الموار: ۱۱۰۱ و الاکرم ۳۶۶۱ و الذہبی)

ہم نے پوری کوشش کی ہے کہ اہل حق سے محبت میں افراط و تفریط اور غلو کا شکار ہونے

سے مکمل طور پر بچا جائے۔ واللہ هو الموفق (اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔)

[۳/۳ شوال ۱۴۲۷ھ] [الحدیث: ۳۳۰]



فضائل صحابه